قُرآن کے اسبَاق
حصہ اوّل
القرآن الكريم
دُعاؤں کا طالب
خاکسار : عبدالحلیم صدیق

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

انتساب

میں اس کتاب "قرآن کے اسباق حصہ اول" کو اپنے والدین کے نام منسوب کرتا ہوں۔ اللہ اِسے اُن کے لئے صدقہ جاریہ، گناہوں کی بخشش اور درجات کی بلندی کا ذریعہ بنائے۔ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ ان کے سارے گناہوں کو معاف فرمائے اور مجھے ان کے لئے صدقہ جاریہ بنائے، اور اس کتاب کو اللہ میرے لیے، میرے اہل و عیال، رشتہ دار، دوست احباب اور کل مسلمین کے لیے ثواب و ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

دیباچہ

اس کتاب کا بنیادی مقصد لوگوں کو قرآن سمجھ کر پڑھنے کی ترغیب دینا ہے۔ قرآن مثال دیتا ہے: جن لوگوں کو تورات دی گئی پھر وہ اس پر عمل نہ کر سکے ان کی مثال کتابوں سے لدے گدھے کی سی ہے، یعنی جیسے گدھا نہیں جانتا کہ وہ کیا لے کر جا رہا ہے(الجمعہ 5)۔ اللہ قرآن میں کہتا ہے: لوگو، تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے نصیحت آگئی ہے۔ یہ وہ چیز ہے جو دلوں کے امراض کی شفا ہے اور جو اسے قبول کر لیں ان کے لیے رہنمائی اور رحمت ہے۔ اے نبیؐ، کہو کہ "یہ اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی ہے کہ یہ چیز اس نے بھیجی، اس پر تو لوگوں کو خوشی منانی چاہیے، یہ اُن سب چیزوں سے بہتر ہے جنہیں لوگ سمیٹ رہے ہیں"(یونس:58-57)۔ مزید اللہ کہتا ہے: کیا اِن لوگوں نے قرآن پر غور نہیں کیا، یا اُن کے دلوں پر قفل چڑھے ہوئے ہیں(محمد:24)؟ قرآن اسلام کی آئینی کتاب ہے، اسے سمجھے بغیر ہم علماء کی اندھی تقلید کیسے کر سکتے ہیں؟ اسی لیے نبیؐ نے فرمایا: "علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے"(ابن ماجہ 224)۔ "جو کوئی علم حاصل کرنے کے لیے کسی راہ پر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے"(سنن داود 3643)۔ "سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ مسلمان آدمی کسی چیز کا علم حاصل کرے، پھر مسلمان بھائی کو اس کی تعلیم دے"(ابن ماجہ 243)۔ دوسری طرف قرآن کہتا ہے: یہ وہ کتاب ہے جو ہم نے آپ کی طرف نازل کی ہے تاکہ اہل عقل اس کی آیات پر غور کریں اور عقلمند اس سے عبرت حاصل کریں (ص 29)۔ جن لوگوں نے قرآن کو سمجھ کر نہیں پڑھا وہ جہنم میں کہیں گے: اگر ہم سنتے یا غور و فکر کرتے تو جلتی ہوئی آگ کے قیدیوں میں سے نہ ہوتے (ملک 10)۔ جب تک مسلمان قرآن سے جڑے رہے، تو وہ تعلیم، ثقافت اور سائنس میں دنیا کی قیادت کرتے تھے۔ جب مسلمانوں نے علماء کی اندھی تقلید شروع کی تو انہوں نے نہ صرف امت کو فرقوں میں تقسیم کر دیا، بلکہ دنیا کی سب سے کم تعلیم یافتہ اور جاہل قوم بنا دیا۔ وہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں، اور جھوٹے الزامات لگا کر لوگوں کو قتل بھی کر دیتے ہیں۔ ایک دوسرے کو کافر کہنا ان کا مشغلہ بن چکا ہے۔ الحمدللہ! اس وقت اس کتاب کا پہلا حصہ آپ کے پیش نظر ہے، جس میں میں نے پہلی 18 سورتوں کا احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے، جو نصف قرآن ہے۔

قرآن ان حکمتوں اور قوانین کو جلا بخشتا ہے جو پچھلی آسمانی کتابوں (تورات، انجیل وغیرہ) میں بیان کی گئی ہیں۔ قرآن تمام کتابوں کا نگہبان ہونے کے ناطے، ہمیں مختصراً چار چیزیں سکھاتا ہے: **(ا) اللہ کا تعلق مخلوق**

سے: چونکہ اس دنیاوی زندگی کا امتحان غیب پر یقین کرنا ہے، اس لیے قرآن اللہ اور اس کی صفات کو بیان کرتا ہے۔ تاکہ ہم کائنات میں موجود نشانیوں، اپنے ارد گرد اور اپنے اندر کی نشانیوں سے اللہ کو پہچان لیں۔ **(ب) مخلوق کا تعلق خالق سے:** اس کی مخلوق اور اس کا بندہ ہونے کے ناطے، قرآن میں اللہ تعالیٰ نے دنیاوی زندگی گزارنے کے احکام دیئے ہیں۔ چونکہ ہمیں آزاد مرضی دی گئی ہے کہ ہم چاہیں تو پیروی کریں، نہ چاہیں تو نہ کریں۔ اسی بنیاد پر قیامت والے دن اللہ ہم سے حساب لے گا۔ **(ج) انسانوں کا ایک دوسرے کے ساتھ تعلق:** قرآن ایک دوسرے کا خیال رکھنے پر زور دیتا ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ ہمیں دنیاوی زندگی کو امن و سکون سے گزارنے کے لیے اس کی صفات (رنگ) میں رنگ جانے کو کہتا ہے۔ **(د) ماحولیاتی توازن کو تبدیل نہ کرنے کی تنبیہ کرتا ہے۔**

قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہ پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے (البقرہ 1)۔ یہ حکمت سے بھری ہوئی کتاب کی آیات ہیں (یونس 1)۔ یہ کتاب ہر قسم کی کجی سے پاک ہے، جو سیدھی بات کرتی ہے (الکہف 2-1)۔ سنن ترمذی میں علیؓ سے ایک حدیث مروی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ قرآن کے عجائب کبھی ختم نہیں ہو سکتے۔ اس میں جتنا غور کریں گے اتنی ہی نایاب معلومات حاصل ہوں گی (اخلاقی و سائنسی)۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ہم نے اس قرآن کو نصیحت کے لیے آسان بنایا ہے، پھر ہے کوئی، جو نصیحت قبول کرنے والا ہو (القمر 22)؟ قرآن محمدؐ پر نازل ہوا جو نہ پڑھ سکتے تھے اور نہ ہی لکھ سکتے تھے، اور یہی حال اکثر عرب کا تھا۔ سورت یوسف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہ ایک کتاب کی آیات ہیں جو حقیقت کو واضح کرتی ہیں۔ ہم نے اسے عربی زبان میں نازل کیا ہے تاکہ تم پوری طرح سمجھ سکو (12:2-1)۔ اس پر عمل پیرا ہونے والا کبھی ناکام نہیں ہوتا۔ حسب و نسب پر فخر اور ذرا سی بات پر باہمی قتل و غارت کرنے والوں نے جب اللہ کی کتاب پر عمل کیا تو وہ دنیا کی امامت کے رتبہ پر فائز ہو گئے اور انہوں نے زندگی کے ہر شعبہ میں مہارت کے جوہر دکھائے۔ ان کی زندگیوں میں انقلاب قرآن میں غور و فکر سے آیا۔

علماء سو کہتے ہیں کہ قرآن کو سمجھنے کے لیے بارہ علوم کی ضرورت پڑتی ہے۔ کیا رسول اللہؐ نے سب سے پہلے بارہ علوم سکھائے تھے تاکہ وہ سمجھ سکیں؟ نہیں! چونکہ قرآن عربی میں نازل ہوا، جب اسے پڑھ کر سنایا جاتا تو وہ سمجھ جاتے (یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی پنجابی کو پنجابی پڑھ کر سنائیں)۔ اللہ قرآن میں بتاتا ہے: جن کے پاس اس سے پہلے آسمانی کتابوں کا علم تھا، جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو وہ روتے ہیں اور منہ کے

بل سجدے میں گر جاتے ہیں اور پکارتے ہیں کہ ہمارا ربّ بڑی شان والا ہے اور اس کا وعدہ پورا ہونا یقینی ہے۔اس سے ان کی عاجزی میں اضافہ ہوتا ہے (یہ وہ لوگ ہیں جو عہدہ، تعصب اور اپنے مفاد سے بالاتر ہیں)(17:107)۔اسی لیے علامہ اقبال نے کہا تھا: تو جاہل صوفی اور کامل مُلا کے پھندے میں ایسا پھنسا ہے کہ تو نے قرآن مجید سے ہدایت لینا چھوڑ دی ہے۔قرآن کی آیتوں سے تجھے اتنا ہی کام رہ گیا کہ جب تیرے بڑے کی روح اٹک جائے تو تو سورت یاسین لے کر بیٹھ جاتا ہے۔اس میں شک نہیں کہ اس کی روح آسانی سے نکل جائے گی۔مجھے تو افسوس تجھ پر ہے کہ جس کا ایک ایک لفظ زندگی دیتا ہے،اس سے بھی تو نے مرنا ہی سیکھا ہے۔جس قرآن سے تو نے مرنا سیکھا،کاش اسی قرآن سے تو جینا بھی سیکھ لیتا۔ہمیں اسے صحیح طور پر سمجھنے کے لیے عربی سیکھنی چاہیے، نہیں تو کم از کم ترجمہ پڑھیں۔اللہ ہمیں اپنے احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

قرآن میں دو قسم کی آیات ہیں: ایک محکمات اور دوسری متشابحات آیات ہیں۔ ہمیں محکمات پر عمل کر نے کا حکم ہے۔ جہاں تک متشابحات آیات کا تعلق ہے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سائنسی علوم کے مختلف شعبہ جات سے قرآن کی متشابحات آیات کی تشبیہات ثابت ہو رہی ہیں۔ اس طرح قرآن کی حقانیت واضح ہو رہی ہے۔ میں نے اس کتاب کی دو فہرستیں ترتیب دی ہیں۔ ایک قرآنی سورتیں اور دوسری قرآنی موضوعات۔ کتاب میں سرخ عبارات شرک کا رد بیان کرتی ہیں۔اللہ کی صفات اولیٰ شرک کے رد کے لیے کافی ہیں،اسے میں نے کوئی رنگ نہیں دیا۔

آپ کی دعاؤں کا طالب
عبدالحلیم صدیق

انڈیکس

سورہ نمبر	سورہ کا نام	صفحہ نمبر
1.	الفاتحہ	7
2.	البقرہ	8
3.	آل عمران	17
4.	النساء	25
5.	المائدہ	33
6.	الانعام	39
7.	الاعراف	44
8.	الانفال	50
9.	التوبہ	53
10.	یونس	56
11.	ہود	60
12.	یوسف	65
13.	الرعد	69
14.	ابراہیم	71
15.	الحجر	74
16.	النحل	78
17.	بنی اسرائیل	83
18.	الکہف	88

موضوعات

	موضوع	صفحہ نمبر
1.	اللہ	7،8،18،26،34،40،44،53،57،61،69،71،75،78،83،89
2.	احکامات	9،11،26،34،41،45،52،71،79،84،
3.	قرآن	26،57،62،66،71،75،79،83،89
4.	قرآن کا چیلنج	8
5.	محمدؐ	12،24،75،79،85،89
6.	انبیاءؑ	12،18،19،30،43،45،47،58،62،72،75،76،85
7.	شیطان	13،76،81،86،92
8.	مومن	13،22،50،69،72،77،80،86،91
9.	کافر ومشرک	14،23،33،64،69،73،77،80،86،70،73،76،80،86،91
10.	منافق	14،38،54،77
11.	شرک کا رد	7،14،24،38،41،46،58،64،68،70،73،76،80،86،89
12.	بنی اسرائیل	15،20،21،36،48،85
13.	تنبیہات	15
14.	نصیحت	16،24،33،38،41،46،58،64،68،70،74،77،81،87
15.	اہم آیات	22،39،43،50،52،56،60،65،70،74،77،82،88
16.	دعا	7،17،25،88،93
17.	معجزات	13
18.	جنگ	21،51،54

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

1-سورت الفاتحۃ

سورت فاتحہ قرآن مجید کی پہلی سورت ہے۔اس سورت کی کل چھ آیات ہیں جو ہمیں اللہ سے ہدایت مانگنے کا طریقہ سکھلاتی ہیں۔چونکہ سورت الفاتحۃ میں ہماری آخرت کے لیے بہترین دعا سکھائی گئی ہے،اسی لیے نماز کی ہر رکعت میں اسے سمجھ کر پڑھنا واجب ہے،تاکہ اللہ ہماری دعا قبول کر کے اپنے راستے کی طرف ہماری رہنمائی کرے۔دعا کے جواب میں اللہ تعالیٰ پورا قرآن (کتابِ ہدایت) پیش کرتا ہے۔اسی لیے اسے قرآن کا نچوڑ اور دل کی تمام بیماریوں کا علاج بھی کہا گیا ہے۔

اللہ: اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے (الرحمٰن وہ ہے جو اس دنیا میں ہر ایک پر مہربان ہے،تاہم الرحیم قیامت کے دن مومنوں کے لیے اللہ کی اضافی رحمت کو بیان کرتا ہے)۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو ساری کائنات کا ربّ ہے۔جو نہایت مہربان،رحم کرنے والا ہے۔ جزا کے دن کا مالک ہے (1-3)۔ **سبق:** ربّ رحیم و کریم ہونے کی وجہ سے اس کے سوا کسی اور سے دعا کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔یومِ جزا کا مالک ہونے کے ناطے ہمیں اس کی خوشنودی حاصل کرنے اور اس کے غضب سے بچنے کے لیے اس کی ہدایات (قرآن) پر عمل کرنا چاہیے۔اللہ قادر مطلق اور انتہائی شفیق ہے،تو کیا اس کے بعد کسی اور کو پکارنے کی گنجائش بچتی ہے؟ نہیں!

شرک کارد: ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں (4)۔ **سبق:** اس میں ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں اور اسی سے مدد مانگتے ہیں، پھر ہم دوسروں کو کیسے پکار سکتے ہیں؟

دعا: ہمیں سیدھے راستے پر چلا،ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا، جن پر تیرا غضب نہیں ہوا، جو گمراہ نہیں ہیں (5-6)۔ **سبق:** صرف اللہ ہی ہے جو ماں سے ستر گنا زیادہ مہربان ہے۔اگر ایک ماں نہیں چاہے گی کہ اس کا بچہ آگ میں جلے، تو کیا اللہ چاہے گا؟ نہیں! چونکہ وہ عادل ہے،اس لیے ہمارے اعمال ہمیں جہنم میں لے جائیں گے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

2-سورۃ البقرہ

سورۃ البقرہ قرآن کی سب سے طویل سورت ہے۔اس کی 286 آیات اور 40 رکوع ہیں۔اس میں پچھلی امتوں کے قصے بیان کیے گئے ہیں (خاص طور پر یہودیوں کے) تاکہ ہم ان سے سبق لیں اور اللہ کے احکامات پر عمل کریں۔ یہ سورت اُن لوگوں کو خبردار کرتی ہے جو اللہ سے کیے گئے عہد اور خون کے رشتوں کو توڑ دیتے ہیں اور زمین پر فساد پھیلاتے ہیں،ایسے لوگ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوں گے۔ ہمیں یاد دلایا گیا ہے کہ ہم بے جان تھے اور اللہ نے ہمیں زندگی دی، پھر موت دے گا اور ہمیں دوبارہ زندہ کرے گا(28)۔اس سورت میں تین قسم کے انسانوں کی خصلتیں بیان کی گئی ہیں۔ یہ سورت خاص طور پر بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے ان کی سابقہ بدعہدیوں،انبیاء کے قتل اور محمدؐ کی پیروی سے انکار پر سرزنش کرتی ہے، حالانکہ تورات اور بائبل میں آپؐ کا ذکر ہے۔اس میں آدمؑ کی تخلیق،فرشتوں اور شیطان کے اعتراضات، ابراہیمؑ کے ذریعہ کعبہ کی تعمیر، مردوں کو زندہ کرنے سے متعلق کہانیاں بھی زیر بحث آئی ہیں۔

موضوعات کا خلاصہ

اللہ: اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے،اور وہ ہر چیز کا خالق ہے۔آسمانوں اور زمین کی بادشاہت صرف اسی کی ہے اور اس کے سوا کوئی حامی و مددگار نہیں۔ وہ سب کچھ جاننے والا، سب کچھ سننے والا، حکمت والا اور فضل والا ہے۔ بغیر استثنیٰ کے ہر ایک نے اس کی طرف لوٹنا ہے۔ وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔ آخرت میں ہم اس کو جوابدہ ہیں۔ وہ تو ہمارے دلوں کے بھید تک جانتا ہے، ہم چاہے اسے ظاہر کریں یا چھپائیں، وہ جسے چاہے معاف کرے یا سزا دے(284)۔ کسی اور سے مانگنے کی گنجائش نہیں بچتی۔

قرآن کا چیلنج: یہ سورت ہمیں بتاتی ہے کہ قرآن اللہ کی کتاب ہے،اور اس میں شک کی گنجائش نہیں ہے، اور یہ پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے۔ قرآن کے من گھڑت ہونے کے جواب میں، اللہ تمام انسانیت کو چیلنج کرتا ہے کہ وہ اس جیسی ایک سورت بنا کر لے آئیں (سب سے چھوٹی سورت صرف تین آیات پر مشتمل ہے)(23-24)۔

احکامات: آیات 242-163 بنیادی طور پر امت مسلمہ پر نازل کردہ شریعت کے قوانین اور ہدایت پر مشتمل ہیں۔ان احکامات کا مقصد مسلمانوں کو عمومی تعلیم دینا اور اصلاح کرنا ہے۔ مختصراً ہدایت نامہ یہ ہے:

1) **توحید:** معبود صرف اللہ ہے، کوئی معبود نہیں سوائے الرحمٰن اور الرحیم کے۔ لہٰذا، خلوص دل سے اس کی عبادت کریں اور اس کے رنگوں (صفات) میں رنگ جائیں(138)۔آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اسی کی ہے۔

2) **حلال چیزیں:** اللہ تعالیٰ نے صرف ان چیزوں کو کھانا حرام کیا ہے مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور جو اللہ کے سوا کسی اور نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ لیکن باامر مجبوری وہ ان حرام چیزوں میں سے کچھ کھالے تو کوئی گناہ نہیں(173)۔

3) **تقویٰ اور نماز:** اللہ، آخرت، فرشتوں، کتب الٰہی اور انبیاءؑ پر ایمان لانا، اللہ کی محبت میں اپنا مال رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، راہگیروں، بھکاریوں اور غلاموں کے تاوان پر خرچ کرنا، نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا، عہد کو پورا کرنا اور ہر حالت میں صبر کرنا تقویٰ ہے۔ نماز پڑھتے وقت اللہ کے سامنے ایک مخلص بندے کی طرح کھڑے ہوں(177)۔

4) **زکوٰۃ، صدقہ، خیرات وغیرہ: ایک پیار بھرا جملہ اس صدقے سے بہتر ہے جسے توہین آمیز طریقے سے دیا جائے۔** صدقہ خیرات وغیرہ چاہے کھلے یا خفیہ دیں، لیکن چھپا کر دینا بہتر ہے۔ خیرات میں خرچ کی گئی دولت کا پورا اجر ملے گا۔ اللہ کی راہ میں بہترین مال خرچ کرو، خاص طور پر سفید پوش لوگوں پر۔ شیطان غربت سے ڈرا کر بخل کی ترغیب دیتا ہے، جبکہ اللہ معافی اور فضل کا وعدہ کرتا ہے۔ زکوٰۃ فرض ہے(263،271،272،268)۔

5) **عہد:** نیک لوگ وہ ہیں جو اپنے عہد کو نبھاتے ہیں، مشکلات، پریشانیوں اور حق و باطل کی کشمکش میں ثابت قدم رہتے ہیں۔ایسی قسمیں نہ کھائیں جن کا مقصد نیکی، تقویٰ اور انسانیت کی بھلائی سے روکنا ہو۔ غیر ارادی اور بے معنی قسمیں معاف ہیں(177)۔

6) **بدلہ اور خون بہا:** اگر آزاد آدمی نے قتل کیا ہو تو اسی سے بدلہ لیا جائے، اسی طرح اگر کوئی عورت یا غلام قاتل ہو تو اسی سے قصاص لیا جائے گا۔ ہاں اگر کسی قاتل کے ساتھ مقتول کے عزیز و اقارب نرمی

کرنے کے لیے آمادہ ہوں تو معروف طریقے کے مطابق خون بہا کا تصفیہ ہونا چاہیے اور قاتل پر لازم ہے کہ راستی کے ساتھ خون بہا ادا کرے (178-179)۔

7) **وراثت اور وصیت:** جو مالدار ہے، اسے چاہیے کہ والدین اور رشتہ داروں کے لیے معروف طریقے سے وصیت کرے۔ یہ حق ہے متقی لوگوں پر (80)۔ (یہ پہلی ہدایت تھی)۔

8) **روزے:** ماہِ رمضان کے روزے رکھنا فرض ہے، ماسوائے ان پر جو بیمار ہوں یا سفر پر ہوں، بعد میں روزے رکھ کر اتنی ہی تعداد کی قضا کرے۔ جو لوگ روزہ رکھنے کی استطاعت رکھتے ہیں پھر بھی روزہ نہیں رکھتے وہ روزے کا فدیہ ادا کریں۔ روزے کا فدیہ کم از کم ایک غریب کو کھانا کھلانا ہے، لیکن روزہ رکھنا زیادہ افضل ہے۔ روزے کے مہینے کی راتوں میں اپنی بیویوں کے ساتھ جماع کرنا، کھانا اور پینا طلوع فجر تک جائز ہے۔ پھر غروب آفتاب تک ان تمام چیزوں سے پرہیز کریں۔ مسجد میں اعتکاف کے دوران بیویوں سے مباشرت منع ہے (183-187)۔

9) **رشوت خوری اور ناجائز دولت:** تم آپس میں ایک دوسرے کا مال ناروا طریقہ سے نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کو رشوت اس غرض سے دو تا کہ تم دوسروں کا مال قصداً ظالمانہ طریقے سے کھا سکو (188)۔

10) **جہاد:** اللہ کی راہ میں ان لوگوں کے خلاف لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور ان کو وہاں سے نکال دو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا تھا، لیکن زیادتی نہ کرنا کیونکہ اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اگرچہ قتل کرنا برا ہے، لیکن ظلم و ستم قتل سے بھی بدتر ہے۔ اللہ مہربان ہے اسی لیے وہ زمین کو ظلم و جبر سے بچانے کے لیے لوگوں کے ایک گروہ کو دوسرے کے ذریعے دفع کرتا ہے (190-191)۔

11) **حج:** اللہ کی خوشنودی کے لیے جب حج یا عمرے کی نیت کرو، تو اسے پورا کرو۔ حج میں قربانی کرو، اور اگر قربانی کے متحمل نہیں، تو چاہیے تین روزے حج کے زمانے میں اور سات گھر پہنچ کر رکھیں۔ قربانی کے بعد اپنے سر مونڈ والو، اور اگر کوئی مریض ہے، یا کسی کے سر میں کوئی تکلیف ہے، جس کہ وجہ سے وہ اپنا سر نہ منڈ وائے، تو اسے چاہیے کہ فدیے کے طور پر روزے رکھے یا صدقہ دے یا قربانی کرے۔ حج اور عمرہ کے دوران احرام میں ہر قسم کے ازدواجی تعالقات، لڑائی جھگڑا اور بدگمانی کرنا منع ہیں (196-97)۔

12) **قرض لینے اور دینے کے اصول:** اس سورت میں ہدایت کی گئی ہے کہ جب تم قرض دو یا قرض لو تو دو گواہوں کی موجودگی میں دستاویز لکھو۔ گواہ گواہی دینے سے گریز نہ کریں۔ اگر تمہارا مقروض مشکل میں

ہے تو اسے وقت دیں جب تک کہ اس کی مالی حالت بہتر نہ ہو جائے۔ لیکن اگر صدقہ کے طور پر قرض معاف کر دو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے(282)۔

13) **سود کی ممانعت:** جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ اس کی طرح ہو جاتے ہیں جسے شیطان نے چھو لیا ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ "تجارت بھی سود کی طرح ہے" جبکہ اللہ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ لہٰذا ،اس سے پرہیز کرو ورنہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے اعلان جنگ ہے(275،279)۔

14) **نشے اور جوئے کی ممانعت:** ان میں لوگوں کے لیے کچھ فائدے ہیں، لیکن نقصان ان کے فائدے سے کہیں زیادہ ہیں(219)۔

15) **شادی، طلاق** اور ازدواجی زندگی کے دیگر امور، حیض، نکاح، طلاق، ایلا، خلع، رضاعت، نان نفقہ کے احکامات۔ ماہواری کے ایام میں ازدواجی تعلقات سے بچیں جب تک کہ وہ پاک نہ ہو جائیں۔ طلاق یافتہ خواتین کو تین ماہواری تک کا انتظار کرنا چاہیے۔ طلاق دو مرتبہ دی جاسکتی ہے، پھر یا تو بیوی کو عزت کے ساتھ روک لو یا احسن طریقہ سے الوداع کہہ دو۔ اور اگر شوہر اپنی بیوی کو (تیسری بار) طلاق دیتا ہے تو وہ اس (مطلق) طلاق کے بعد اس بیوی سے دوبارہ نکاح نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ کسی دوسرے شخص سے شادی نہ کرے اور دوسرا شوہر اسے طلاق نہ دے۔ بیوہ کو چار ماہ اور دس دن تک شادی سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اگر بیوہ یا طلاق یافتہ کی عدت کے دوران شادی کی بالواسطہ تجویز پیش کرو تو یہ کوئی جرم نہیں۔ لیکن شادی کے بارے میں کچھ طے نہیں کرنا چاہیے، جب تک عدت کی مدت پوری نہ ہو جائے۔ اگر تم اپنی بیویوں کو مباشرت سے پہلے طلاق دے دو تو تمہیں چاہیے کہ ان کو اپنے وسائل کے مطابق مناسب طریقے سے ادا کرو، یہ نیک لوگوں پر فرض ہے۔ اگر مہر مقرر ہے تو مقررہ مہر کا کم از کم آدھا حصہ ادا کریں(222-237)۔

16) **مشرکین کے ساتھ شادی کی ممانعت ہے**(221)۔

17) **یتیم:** یتیموں کے ساتھ ایسا سلوک کرنا جو ان کی فلاح و بہبود کے لیے اچھا ہو۔ سرپرست کے لیے جائز ہے کہ وہ یتیموں کے مال کو اپنے کاروبار میں شامل کرے، *مگر انصاف کے ساتھ*(220)۔

محمدؐ: یہ سورت بنی اسرائیل کو محمدؐ کی نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دیتی ہے، جس کی ان کے اپنے صحیفے واضح طور پر گواہی دیتے ہیں۔ تورات میں مذکور انہیں وہ عہد بھی یاد دلایا گیا جس میں انہوں نے ایک

دوسرے سے بڑھ چڑھ کر محمدؐ کے مشن کی حمایت اور مدد کرنی تھی۔ انہیں تنبیہ کی گئی ہے کہ اس عہد کو محض اس حسد کی وجہ سے نہ بھولیں کہ محمدؐ بنی اسحاق سے نہیں ہیں۔ اس کے باوجود، انہوں نے قرآن سے مکمل لاتعلقی کا مظاہرہ کیا، اور اللہ سے کیے گئے اپنے تمام عہد توڑ دیئے (جو ہم مسلمان آج کر رہے ہیں) (64-121)۔

منظر نامہ: اس میں وہ منظر پیش کیا گیا ہے جب رسول اللہؐ نے اللہ کے پیغام کی تبلیغ شروع کی، جس نے اسلام کے حامیوں اور مخالفین کو آمنے سامنے لا کھڑا کیا۔ انسانی خلافت پر فرشتوں کا ابتدائی اعتراض اور اس کے بعد اطمینان، ان لوگوں کی مثال ہے جو ابتدا میں شکوک و شبہات کی وجہ سے اسلام سے دور رہے، لیکن بعد میں جب قرآن کے ذریعے ان پر حقیقت واضح ہو گئی تو وہ اس کے حامی اور حلیف بن گئے۔ اس کے بر عکس شیطان کی طرف سے پیش کی گئی مخالفت در اصل ان لوگوں کی مثال ہے جنہوں نے محض اپنی انا اور تعصب کی وجہ سے اسلام اور نبیؐ کی مخالفت کی۔ یہودی اور قریش کے سردار اس زمرے کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ان پر واضح کر دیا گیا کہ جس طرح انسان کی خلافت شیطان کی خواہشات کے بر خلاف قائم ہوئی، اسی طرح قریش کے سرداروں کی خواہشات کے بر خلاف محمدؐ کی نبوت قائم ہو کر رہے گی۔

ابراہیمؑ: آیات 124-162، حضرت ابراہیمؑ کی زندگی کے اس حصے سے متعلق ہے جس میں کعبہ کی تعمیر کا احاطہ کیا گیا ہے۔ جب ابراہیمؑ نے کعبہ کی تعمیر شروع کی تو انہوںؑ نے اللہ سے دعا کی تھی کہ آپؑ کی اولاد میں سے ایک امت مسلمہ اور اُن میں سے ایک نبی (محمدؐ) کو بھی اٹھائے۔ اس میں یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ ابراہیمؑ اور آپ کی اولاد کا مذہب اسلام تھا نہ کہ یہودیت یا عیسائیت۔ اس طرح، اللہ نے اسلام کی تبلیغ کے لئے ابراہیمؑ کی دعا کے مطابق درمیانی راہ پر چلنے والی ایک قوم پیدا کی۔ یہ سورت بتاتی ہے کہ بیت المقدس عارضی قبلہ تھا، لہٰذا، اسے جلد ہی کعبہ کی طرف تبدیل کر دیا گیا۔ اس میں ایک لطیف اشارہ ملتا ہے کہ چونکہ کعبہ مشرکین کے قبضہ میں تھا، لہٰذا، اسے آزاد کروا کے اس کا نظم حاصل کرنا ہو گا۔ اس کوشش میں کامیابی کے لیے جان و مال کی قربانی کے علاوہ اللہ کی مدد بھی درکار ہو گی، جس کا دار و مدار دعا اور مقصد میں استقامت پر ہے۔ اس قصے کو بیان کرنے کا اصل مقصد اس حقیقت کو اجاگر کرنا ہے کہ محمدؐ کی نبوت ابراہیمؑ کی دعا کا جواب ہے اور یہ کہ اب آپؐ ابراہیمؑ کے مشن کے صحیح وارث ہیں، لہٰذا، یہودیوں نے جو

تحریف اور چھیڑ چھاڑ اپنے صحیفوں کے ساتھ کی ہے، ان کو منظر عام پر لایا گیا ہے(75)۔ یہودی، ہر وہ ثبوت چھپانا چاہتے ہیں جس کا حضرت ابراہیمؑ اور کعبہ سے تعلق ہو۔ سب انبیاء مسلم تھے۔

مردوں کو زندہ کرنے کے معجزات: 1) ابراہیمؑ کا واقعہ جب آپؑ نے اللہ سے دریافت کیا کہ وہ مردوں کو کیسے زندہ کرے گا۔ اللہ نے کہا تم چار پرندے پالو جب وہ تم سے مانوس ہو جائیں تو ان کی بوٹیاں بنا کر مختلف پہاڑوں پر بکھیر دینا، پھر انہیں بلانا، وہ زندہ ہو کر تمہارے پاس آ جائیں گے۔ 2) اسی طرح جب عزیرؑ کا ایک اجڑی بستی کے پاس سے گزر ہوا تو آپ کو خیال آیا کہ اللہ انہیں کیسے زندہ کرے گا۔ اللہ نے انہیں سو سال سلا کر اٹھایا، کھانا اور پانی اپنی اصلی حالت میں تھے جبکہ گدھا ہڈیوں کا ڈھانچا بن چکا تھا۔ اللہ نے پھر اس پر دوبارہ گوشت چڑھایا اور اسے زندہ کر دیا، یہ بتانے کے لیے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے(259-260)۔ 3) ایک اندھے قتل کے مجرم کو ظاہر کرنے کے لیے، اللہ نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ وہ مقتول کی لاش کو قربان کی گئی گائے کے ایک ٹکڑے سے ماریں۔ مقتول اٹھا، قاتل کو نامزد کیا اور مر گیا(67،73)۔ **سبق:** اللہ قیامت کے دن سب کو حساب کتاب کے لیے دوبارہ اٹھائے گا۔

شیطان کا قصہ: یہ سورت انسانی خلافت کے خلاف شیطان کی دشمنی، آدم کو سجدہ کرنے سے انکار اور کس طرح اس نے دھوکے سے ان کو ممنوعہ پھل کھانے پر آمادہ کیا۔ جس کے نتیجے میں آدمؑ اور اماں حوا کو جنت سے نکال کر ایک مقررہ مدت کے لیے زمین پر بھیج دیا گیا تھا(30-36)۔ اللہ نے انہیں بتایا تھا کہ وہ وقتاً فوقتاً انسانوں کی ہدایت کے لیے کتاب بھیجتا رہے گا، جو بھی اس پر عمل کریں گے وہ آخرت میں فلاح پائیں گے(38)۔ یہ ہمیں بتاتی ہے کہ چونکہ انسان کو عقل اور اختیار دے کر بھیجا گیا ہے اس لیے، وہ اپنے اعمال کے لیے جوابدہ ہیں۔

مومن وہ ہیں جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں، موت کے بعد کی زندگی پر، قرآن پر، اس سے پہلے نازل ہونے والی کتابوں پر، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ اور صدقات دیتے ہیں، نیک اعمال کرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے۔ یہ اپنے والدین، رشتہ داروں، یتیموں اور بے سہاروں کے ساتھ اچھا سلوک اور لوگوں کے ساتھ اچھے طریقے سے پیش آتے ہیں۔ یہ نہ تو خون بہاتے ہیں اور نہ ایک دوسرے کو بے گھر کرتے ہیں اور نہ ہی مذہب کے حوالے سے غیر ضروری سوالات پوچھتے ہیں۔ انہوں نے اپنے ربّ کی طرف سے رسولؐ پر نازل ہونے والی ہدایت کو سچے دل سے قبول کیا اور وہ اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی

کتابوں اور اس کے تمام رسولوں پر ایمان لائے ہیں اور کہتے ہیں "ہم اس کے رسولوں میں سے کسی کے ساتھ امتیاز نہیں کرتے۔ ہم نے پیغام سنا اور اطاعت قبول کی۔ اے ہمارے ربّ، ہم تیری بخشش کے منتظر ہیں، کیونکہ ہم سب نے تیری طرف لوٹنا ہے"(285)۔

کافر وہ ہیں جنہوں نے قرآن کا انکار کیا۔ ان کی ذہنی حالت مویشیوں کی طرح ہے جنہیں چرواہا پکارتا ہے، لیکن چیخ و پکار کی آواز سننے کے سوا انہیں کچھ سمجھ نہیں آتا۔ ایسے لوگ دنیاوی زندگی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں۔

منافق وہ ہیں جو ظاہر کرتے ہیں کہ وہ اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، حالانکہ وہ ایمان نہیں رکھتے۔ اس سورت میں دو طرح کے منافقوں کا ذکر آیا ہے: پہلی قسم وہ ہے جن کو قرآن کا پیغام پہنچایا گیا اور انہوں نے اسے سمجھنے کی زحمت گوارا نہ کی۔ وہ خالی امیدوں اور قیاس آرائیوں پر بھروسہ کرتے ہیں۔ دوسری قسم وہ ہے جو صرف اپنی پسند کی چیزوں کو قبول کرتے ہیں، اور جو ناپسند ہو اُسے رد کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگ جب بااختیار ہو جائیں تو ان کی تمام کوششیں انتشار اور فساد پھیلانے کی طرف ہوتی ہیں، اور لوگوں کو اپنی پارسائی جتانے کے لیے بار بار اللہ کو گواہ بناتے ہیں (قسم کھاتے ہیں)(22-8)۔

شرک کا رد: اللہ کہتا ہے، اسلام میں مکمل طور پر داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو۔ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے، وہ تمہیں برائی، بے حیائی اور شرک کا حکم دیتا ہے(208)۔ ابراہیمؑ کے طریقے پر چلو جو مشرک نہیں تھے(135)۔ عذاب دیکھ کر، وہ جن کی پیروی کی جاتی تھی وہ اپنے پیروکاروں سے لاتعلق ہو جائیں گے(165)۔ یہ سورت ہمیں یہ بھی بتاتی ہے کہ انسان آخرت میں اپنے ایمان اور عمل کی بنیاد پر جنت میں داخل ہو گا، نہ کہ کسی خاص خاندان، قبیلے یا فرقے سے وابستگی کی بنیاد پر۔ یہ ہمیں اس دن سے بھی خبردار کرتی ہے جب کوئی کسی کے کچھ کام نہیں آئے گا، نہ کسی کی شفاعت کام آئے گی، نہ کسی تاوان کے بدلے بری کیا جائے گا، اور نہ ہی مجرم کو کسی طرف سے مدد پہنچ سکے گی۔ انبیاءؑ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔ ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ، محمدؐ سب مسلم (اللہ کی مرضی کے آگے سر تسلیم خم کرنے والے) تھے۔

بنی اسرائیل: آیات 121-64 یہودیوں کی وعدہ خلافیوں اور غداری کی تاریخ سے متعلق ہے کہ انہوں نے کس طرح اللہ کے احکامات کی نافرمانی کی۔ چونکہ یہودی واحد توحید پرست قوم تھی اس لیے اللہ نے ان کو

فرعون کی غلامی سے آزاد کرانے کے لیے سمندر میں راستہ بنایااور ان کی آنکھوں کے سامنے فرعون اور اس کی فوج کو غرق کر دیا(50)۔اللہ نے موسیٰؑ کو حکم دیا کہ وہ پتھر پر اپنا عصاء ماریں،ان کے لیے بارہ چشمے جاری ہو گئے(60)۔اللہ نے ان پر بادلوں کا سایہ بھی کیااور ان پر من و سلوٰی کھانے کے لیے اتارا(57)۔ اس کے باوجود وہ اپنے دلوں میں بچھڑے کی محبت رکھتے تھے،اسی لیے جب موسیٰؑ کوہ طور پر گئے تو آپ کی غیر موجودگی میں انہوں نے اپنے زیورات سے ایک بچھڑا بنایااور اس کی پوجا شروع کر دی۔ اللہ کے نزدیک شرک نا قابل معافی گناہ ہےاور نبی کی موجودگی میں یہ اتنا بڑاگناہ ہے کہ شرک کرنے والوں کو قتل کرنے کا حکم دیا(54)۔اس کے علاوہ انہیں گائے پوجا سے نجات دلانے کے لیے ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیا۔اسی کے ساتھ جو چیز ان کی خواہش کے مطابق نہ ہوتی ، وہ اس سے بغاوت کر دیتے (علماء کی اندھی تقلید کی وجہ سے)۔ان میں سے جنھوں نے سبت کا قانون توڑا،اللہ نے انہیں بندر بنادیا تھا(65)۔

اللہ نے یہودیوں کے اوپر کوہ طور کو اٹھا کر ان سے عہد لیا تھا کہ وہ کتاب اللہ اور اس کے احکام کو مضبوطی سے تھامیں گے (63)۔ موسیٰؑ کے بعد اللہ نے واضح پیغامات کے ساتھ پے در پے کئی رسول بھیجے ، بشمول عیسیٰ ابن مریمؑ کے(87)۔ عہد کے باوجود اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ اللہ کی اذن کے بغیر کچھ نہیں ہوتا،اور یہ کہ جو جادو سیکھتا ہے یا جادو گر کے پاس جاتا ہے،آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔پھر بھی یہودیوں نے جادو سیکھا جو بابل میں دو فرشتے ہاروت اور ماروت آزمائش کے طور پر لائے تھے(102-103)۔**اسباق:** 1)اگر اللہ چاہے تو کمزور گروہ کو فتح دے اور دوسرے کو تباہ کر دے۔2) معجزات اللہ پر ایمان بڑھانے کے لیے ہوتے ہیں۔3)اللہ کا دین ہماری خواہشات کے تابع نہیں۔4)جہاں اللہ رحم کرتا ہے وہاں وہ سزا بھی دیتا ہے۔5)کتاب اللہ کی موجودگی میں اندھی تقلید منع ہے۔6)گائے کو ذبح کرنے سے ہمیں مزید تین سبق ملتے ہیں: i)گائے کوئی معبود نہیں۔ii)شرک ایک گھناؤنا جرم ہے۔iii)مقتول کا زندہ ہونا اس بات کی نشان دہی کرتا ہے کہ اللہ دوبارہ زندہ کرے گا۔

تنبیہات: 1)یہ سورت ہمیں تنبیہ کرتی ہے کہ اللہ سے ڈرو اور اس کی ہدایات پر عمل کرو،اور اس کے آیتوں کو معمولی دنیاوی فائدے کے لیے نہ بیچو،اور نہ سچ کو باطل کا رنگ دو۔اس کے راستے پر چلو اور دوسروں کو اس کی تلقین کرو، نماز اور استقامت سے اللہ کی مدد حاصل کرو۔چونکہ ہم نے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، لہٰذا، اگر ہم اللہ سے اپنا وعدہ پورا کریں گے، تو اللہ بھی ہم سے اپنا (جنت کا) وعدہ پورا

کرے گا۔2) یہ ہمیں انتباہ کرتی ہے کہ جو بھی اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کے دشمن ہیں، اللہ ان کافروں کا دشمن ہے (98)۔ 3) یہ ہمیں انتباہ کرتی ہے کہ توہم پرستی کا شریعت کے قوانین اور کتاب اللہ سے انحراف میں اہم کردار ہے۔4) یہ ہمیں یہ بھی انتباہ کرتی ہے کہ جو کوئی کتاب الٰہی سے بے اعتنائی برتے گا، اسے قیادت کے منصب سے ہٹا دیا جائے گا (جیسے ہمیں)۔5) یہ مزید خبردار کرتی ہے کہ انبیاء کی اولاد ہونا، یا اعلیٰ ذات یا اعلیٰ عقیدہ ہونا آخرت میں نجات کی ضمانت نہیں ہے۔6) اس میں کہا گیا ہے کہ جو گروہ یہ دعویٰ کرے کہ جنت صرف ان کے لیے ہے تو، انہیں چاہیے موت کی آرزو کریں۔ حقیقت میں یہ رویہ قانون الٰہی کو قبول کرنے میں بڑی رکاوٹ ہے۔7) ہمیں یہ بھی بتاتی ہے کہ جہاں اللہ نہایت بخشنے والا ہے وہیں وہ ناشکروں کو سزا بھی دیتا ہے۔

نصیحت: 1) جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ کا ہے، وہ ہر چیز پر مکمل قدرت رکھتا ہے۔ کفر کی راہ اختیار کرنے والوں کے لیے دنیاوی زندگی کو پر کشش بنا دیا گیا ہے۔2) انبیاء صرف بشارت دینے والے اور ڈرانے والے ہوتے ہیں، وہ لوگوں کے اعمال کے ذمہ دار نہیں۔ پس اپنی عبادت کو اللہ کے لیے خالص کرو۔3) ایمان، آزمائش اور تکلیف کے بغیر جنت نہیں۔ بلکہ یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو ایمان کے بعد نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔4) وہ ہمارے ایمان کو خوف، بھوک، غربت، دولت، بیماری اور صحت سے آزمائے گا۔ ثابت قدم رہنے والے کامیاب ہوں گے۔5) آخرت میں اللہ ہم سے حساب لے گا اور ہمارے تمام اعمال سامنے آ جائیں گے۔ وہ جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے سزا دے۔6) اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔7) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ اپنے بندے کے بہت قریب ہے، جب وہ مجھے پکارتے ہیں تو میں ان کی دعائیں سنتا ہوں اور قبول کرتا ہوں۔ لہٰذا وہ مجھ پر ایمان لائیں اور میری اطاعت کریں، شاید وہ راہِ راست پا لیں۔8) پرہیز گار کے ہاں نیک اولاد ہونا ضروری نہیں ہے۔9) رزق کے لیے مومن ہونا ضروری نہیں۔10) مسلم کا مطلب ہے اللہ کی مرضی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا۔11) لعنت ہے ان لوگوں پر جو اللہ کی واضح تعلیمات کو چھپاتے ہیں۔ 12) اللہ ان لوگوں پر سخت عذاب نازل کرتا ہے جو اللہ کی ہدایت کے بدلے گمراہی خریدتے ہیں۔13) شہداء اللہ کے ہاں آسمانوں پر زندہ ہیں۔14) جب دین میں اختلاف پیدا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ سیدھے راستے پر چلنے والوں کو بشارت دینے اور انحراف کرنے والوں کو ڈرانے کے لیے ایک نبی بھیجتا ہے۔15) ہمیں

حکم دیا گیا ہے کہ دین کو لوگوں تک پہنچائیں۔ اگر ہم ان تک اللہ کا پیغام پہنچائیں گے تو ہم ان پر گواہ ہوں گے جب کہ رسول اللہؐ ہم تک پیغام پہنچانے کے لیے ہم پر گواہ ہوں گے۔16) جو لوگ اپنے تقویٰ سے لوگوں کو متاثر کرنے کی کوشش کرتے ہیں، جب اقتدار میں آتے ہیں تو ظالم بن جاتے ہیں۔17) اللہ ان لوگوں کو سخت عذاب دے گا جو اس کی نعمتوں کو برائی سے بدل دیتے ہیں۔18) یہ ضروری نہیں کہ تم جو پسند کرتے ہو وہ تمہارے لیے اچھا ہو اور جو تم ناپسند کرو وہ تمہارے لیے برا ہو۔ اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔19) اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔20) اس دن سے پہلے صدقہ خیرات کرو جہاں خرید وفروخت نہ ہو گی، جہاں دوستی اور شفاعت کام نہ آئے گی۔21) دین کے معاملے میں کوئی زور وزبردستی نہیں، حق کو باطل سے الگ کر دیا گیا ہے۔

سورت کا اختتام ایک تنبیہ اور دعا سے ہوتا ہے: اللہ کسی نفس پر اس کی قدرت سے بڑھ کر ذمہ داری کا بوجھ نہیں ڈالتا۔ ہر شخص نے جو نیکی کمائی ہے، اس کا پھل اسی کے لیے ہے اور جو بدی سمیٹی ہے، اس کا وبال اسی پر ہے۔ (ایمان لانے والو! تم یوں دعا کیا کرو) اے ہمارے ربّ! ہم سے بھول چوک میں جو قصور ہو جائیں، ان پر گرفت نہ کر۔ مالک! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال، جو تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالے تھے۔ پروردگار، جس بار کو اٹھانے کی طاقت ہم میں نہیں ہے، وہ ہم پر نہ رکھ ہمارے ساتھ نرمی کر، ہم سے درگزر فرما، ہم پر رحم کر، تو ہمارا مولیٰ ہے، کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

3-سورت آل عمران

سورت آل عمران مختصر تبصرہ اور اس کا پس منظر

یہ سورت 200 آیات پر مشتمل ہے جس کو 20 حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ یہ قرآن کی تیسری مدنی سورت ہے، جو نبیؐ کی ہجرت کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس سورت کا بڑا حصہ جنگ احد کے بعد نازل ہوا۔ آلِ عمران کا مطلب ہے "عمران کا کنبہ"۔ اس کا نام 33ویں آیت سے لیا گیا ہے۔ اس کا آغاز اس جملے سے ہوتا ہے: اللہ، ہمیشہ زندہ رہنے والا، خود قائم رہنے والا ہے، جو کائنات کی ساری ترتیب کو برقرار رکھے

ہوئے ہے، اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ یہ سورت دو گروہوں کو مخاطب کرتی ہے۔ پہلا گروہ جسے یہ سورت مخاطب کرتی ہے وہ اہلِ کتاب ہیں، خاص طور پر عیسائی۔ یہ انہیں ان کے غلط عقائد پر نصیحت کرتی ہے، اور ان سے کہتی ہے کہ وہ اپنے طریقوں کو درست کرنے کے لیے حق (قرآن) کو قبول کریں۔ یہ انہیں بتاتی ہے کہ محمدؐ جس مذہب کی تبلیغ کر رہے ہیں یہ وہی ہے جس کی تبلیغ ان کے انبیاءؑ نے کی تھی، یعنی ایک ربّ کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا۔ لہٰذا اس سے انحراف ان کے اپنے صحیفوں کے مطابق بھی غلط ہے۔ دوسرا گروہ جسے یہ سورت مخاطب کرتی ہے وہ مسلمانوں کا ہے، جنہیں بہترین اُمت اور حق کے مشعل بردار قرار دیا گیا، اور انہیں انسانیت کی رہنمائی اور اصلاح کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں، بدی سے روکتے اور اللہ پر ایمان رکھتے ہیں (110)۔ اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ وہ اہل کتاب کے نقش قدم پر چلنے سے گریز کریں۔ اس میں ہدایات دی گئی ہیں کہ اہل کتاب اور منافقین کے ساتھ کیسے نمٹا جائے جو اسلام کے پھیلاؤ میں رکاوٹ ہیں۔ مسلمانوں کو مشورہ دیا گیا ہے کہ وہ اہل کتاب کی تاریخ سے سبق سیکھیں اور اپنے آپ کو ان کی شرارتوں سے بچائیں۔

سورت آل عمران کے موضوعات کا خلاصہ:

اللہ: وہ ہمیشہ زندہ رہنے والا، خود قائم رہنے والا اور قادر مطلق ہے۔ وہ ساری کائنات کو سنبھالتا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ زمین اور آسمانوں میں کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں، وہ ہمارے دلوں کے بھید تک جانتا ہے، اور ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ جو کچھ زمین اور آسمانوں میں ہے وہ اللہ ہی کا ہے، اور تمام معاملات فیصلے کے لیے اسے پیش کیے جاتے ہیں۔ محشر کے دن جس کے آنے میں شک کی گنجائش نہیں، وہ انسانوں کو ضرور جمع کرے گا اور ان سے ان کے اعمال کا حساب لے گا، یہ اس کا وعدہ ہے اور وہ اپنے وعدے کے خلاف کبھی نہیں جاتا۔ وہ ہمیں ماں کے رحم میں جیسا چاہتا ہے بناتا ہے۔ اس نے قرآن نازل کیا جو پہلی کتابوں، تورات اور انجیل کی تصدیق کرتا ہے۔ یہ بنی نوع انسان کے لیے حقیقی رہنما ہے جو حق کو باطل سے ممیز کرتا ہے۔ اس کی نشانیوں کو جھٹلانے والوں کے لیے سخت عذاب ہے کی وعید ہے (2-6)۔
قادر مطلق ہونے کے ناطے کسی بھی ہستی سے مانگنے کی گنجائش نہیں بچتی۔

زکریاؑ اور مریمؑ کی کہانی: اللہ نے آدمؑ، نوحؑ، آل ابراہیمؑ اور آل عمران کو انسانوں میں سے اپنے پیغام رسانی کے لیے منتخب کیا (33)۔ عمران کی بیوی نے اپنے پیٹ میں پلنے والے بچے کو اللہ کے لیے وقف کرنے کا عہد کیا۔ اس نے مریمؑ کو جنم دیا۔ قرعہ اندازی کے نتیجے میں مریمؑ کو زکریاؑ کی سرپرستی میں دے دیا گیا۔ جب بھی

زکریاؑ حرم میں مریمؑ سے ملنے گئے، آپؑ نے اس کے سامنے بے موسمے پھل رکھے دیکھے، تو آپ نے اس سے پوچھا کہ یہ کہاں سے آئے ہیں؟ اس نے جواب دیا، "اللہ کے پاس سے"۔ یہ سن کر زکریاؑ نے دعا کی: "اے ربّ! مجھے ایک نیک اولاد کا تحفہ دے جو لوگوں کے لیے مشعل راہ ہو۔ اللہ نے انہیں یحییٰؑ کی بشارت دی(35-44)۔ یہ (میری رائے میں) حضرت عیسیٰؑ کی وجہ سے تھا(کیونکہ اللہ نے یحییٰؑ کو عیسیٰؑ کی نبوت کی تصدیق کرنے کے لیے بھیجنا تھا)۔ اسی لیے اللہ نے زکریاؑ کی دعا بڑھاپے میں قبول کی۔ وہ بہتر جانتاہے کہ کسی کی دعا کب قبول کرے۔ (واللہ اعلم بس صواب)۔

حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش: روحِ امین (جبرائیلؑ) نے مریمؑ کو حضرت عیسیٰؑ کی بشارت دی۔ مریمؑ نے کہا کہ میرے ہاں بچہ کیسے ہو سکتا ہے، جبکہ کسی مرد نے مجھے چھوا نہیں۔ جبرائیلؑ نے جواب دیا، اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ جب مریمؑ حاملہ تھیں تو خواہش کرتیں کہ کاش ان کا وجود نہ ہوتا۔ مریمؑ **کے صبر کی وجہ سے، اللہ نے انہیں پوری دنیا کی عورتوں پر فضیلت عطا کی۔** عیسیٰؑ نے پیدائش کے بعد گہوارے میں بول کر اپنی والدہ کو تمام الزامات سے بری کرایا۔ آپؑ کو بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا تھا، تاکہ تورات میں جو کچھ باقی ہے اس کی سچائی کی تصدیق کریں۔ قرآن آپؑ کی معجزانہ پیدائش، اور آپؑ کے معجزات کو بیان کرتا ہے، اور یہ گواہی بھی دیتا ہے کہ مریمؑ متقی اور کنواری تھیں۔ بنی اسرائیل سے عیسیٰؑ نے کہا کہ وہ ان کے ربّ کی طرف سے ان کے پاس نشانیاں لے کر آئے ہیں۔ وہ مٹی سے پرندے کی شکل بنا کر اس پر پھونکتے تو اللہ کے حکم سے وہ پرندہ بن جاتا۔ آپؑ نے اللہ کے حکم سے اندھے اور کوڑھی کو شفا دی اور مردے کو زندہ کیا۔ جب یہودیوں نے عیسیٰؑ کو قتل کرنے کی سازش کی تو اللہ نے عیسیٰؑ کو آسمان پر اٹھالیا(45-55)۔

تثلیث کی نفی: قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ عیسیٰؑ کی مثال آدم کی تخلیق کی طرح ہے، جسے اس نے مٹی سے پیدا کیا (بغیر باپ اور ماں کے)، اور پھر کہا: "ہو جا"، اور وہ ہو گیا(59)۔ لہٰذا عیسیٰؑ کی تخلیق زیادہ آسان ہے۔ تمام انبیاء کا اسلام اور عیسائیت میں بڑا اہم مقام ہے۔ **سبق:** اللہ قادر مطلق ہے، وہ ایک نوے سالہ خاتون کے ہاں بچہ پیدا کرا سکتا ہے۔ اس نے زکریاؑ کی بیوی کو نوے کی دہائی کے آواخر میں بچہ دیا۔ اللہ نے عیسیٰؑ کو بن باپ کے پیدا کیا، لہٰذا اس سے کبھی مایوس نہ ہونا۔

چیلنج: اللہ تعالیٰ نے نبیؐ سے کہا کہ وحی کے بعد بھی جو لوگ آپ سے جھگڑتے ہیں، ان سے کہو: "آؤ ہم اپنے بیوی بچوں کے ساتھ جمع ہو کر جھوٹ بولنے والے پر اللہ کی لعنت بھیجیں" (61)۔ یہ ہمیں بتاتی ہے کہ جب کوئی جاہل ضدی شخص حق کو مسترد کر کے جھگڑا کرے تو تمہارے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا۔

اہل کتاب کو دعوت دی گئی ہے کہ اس بات پر آئیں جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے، سب سے اہم کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور ہم میں سے بعض، بعض کو ربّ (مافوق الاسباب داتا، حاجت روا اور مشکل کشاء) نہ بنائیں۔ ابراہیمؑ کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو، جبکہ تورات اور انجیل آپؑ کے بعد بعد نازل ہوئیں ہیں۔ ابراہیمؑ نہ یہودی تھے نہ عیسائی، وہ مسلمان تھے، مکمل طور پر ربّ کے سامنے سر نگوں (64-67)۔ لہٰذا، ابراہیمؑ کے طریقے پر چلو جو مشرک نہیں تھے۔ زمین پر انسانوں کے لیے قائم کیا گیا نماز کے لیے پہلا گھر مکہ میں ہے (95-96)۔ اہل کتاب نے اللہ کی نشانیوں کو جھٹلایا حالانکہ وہ خود اس کے گواہ تھے۔ انہوں نے حق کو جھوٹ سے خلط ملط کیا تاکہ اسے جانتے بوجھتے چھپایا جائے (70-71)۔ وہ کہتے ہیں: "کسی کی پیروی نہ کرو سوائے اس کی جو ہمارے دین پر ہو (ہر فرقہ یہی کہتا ہے)۔" اگرچہ حقیقی ہدایت اللہ کی ہدایت ہے۔ اللہ نے قرآن کو اسی طرح نازل کیا جیسا کہ اس نے ماضی میں کتابیں نازل کی تھیں۔ اللہ ان سے محبت کرتا ہے جو اپنے عہد کو پورا کرتے ہیں اور اس سے ڈرتے ہیں۔ کوئی نبی یہ کبھی نہیں کہے گا کہ اللہ کے علاوہ میری عبادت کرو، یا فرشتوں کی کرو اور نہ ہی وہ کفر کا حکم دے گا۔ اے اہل کتاب جب تم اس کی سچائی کے گواہ ہو تو اللہ کی راہ سے کیوں روکتے ہو (73-80،99)؟ اہل کتاب میں ایسے لوگ ہیں جو اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور رات کی گھڑیوں میں اسے سجدہ کرتے ہیں۔ یہ سورت ہمیں بتاتی ہے کہ تمام مذاہبی کتابوں میں ایک چیز مشترک ہے کہ اللہ کے سوا کوئی حاجت روا، مشکل کشاء اور عبادت کے لائق نہیں ہے۔

یہودیوں کی خصلت: یہودیوں نے اللہ پر طعنہ مارا کہ وہ غریب ہے اور ہم امیر ہیں، انہوں نے ربّ کے خلاف جھوٹ بولا۔ انہوں نے محمدؐ کی نبوت کو قبول کرنے کے لیے نشانی کے طور پر آگ کی قربانی کا مطالبہ کیا۔ اللہ نے پوچھا: پھر تم نے ان نبیوں کو کیوں قتل کیا جو اس نشانی کے ساتھ آئے تھے (181-183)؟ یہودی کہتے ہیں کہ وہ غیر یہودیوں کے ساتھ بدسلوکی پر جوابدہ نہیں، وہ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں انہیں اس کی سزا ملے گی۔ وہ مانتے ہیں اور پھر انکار کر دیتے ہیں۔ وہ اپنی چرب زبانی سے آیات کے معنی بدل دیتے

ہیں۔ تمام کھانا حلال تھا سوائے اس کے جو یعقوبؑ نے اپنے اوپر حرام کیا تھا، تورات میں اس کے حرام ہونے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ رسوائی ان اہل کتاب کی منتظر ہے جو محمدؐ سے لڑ رہے ہیں، کیونکہ انہوں نے خدا کی آیات کا انکار کیا، اور انبیاء کو بغیر حق کے قتل کیا ہے۔ اگرچہ سب ایک جیسے نہیں ہیں، اہل کتاب کے درمیان نیک لوگ بھی ہیں۔(72-80،93،111-113)۔اس سے پتہ چل کہ صرف مسلمان ہونا جنت کی ضمانت نہیں ہے، اچھے اعمال بھی ضروری ہیں۔

اللہ نے تمام انبیاءؑ سے محمدؐ کے بارے میں عہد لیا تھا کہ اگر کوئی نبی ان کے پاس آئے جو اس بات کی تصدیق کرتا ہو جو ان کے پاس پہلے سے موجود ہے تو تم اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا(81-83)۔

اہل کتاب سے عہد: یاد کرو جب اللہ نے ان لوگوں سے عہد لیا تھا جنہیں کتاب دی گئی تھی۔ کہ تم اس سے لوگوں کو سمجھاؤ گے اور چھپاؤ گے نہیں۔ پھر انہوں نے کتاب کو پسِ پشت ڈال کر اسے معمولی فائدہ کے لیے بیچ دیا(187)۔ آج یہ ہم پر بھی لاگو ہوتی ہے، ہم نے بھی قرآن کو پس پشت ڈال دیا ہے اور جہالت کی وجہ سے علماء کی اندھی پیروی شروع کر دی۔

جنگ بدر کا بالواسطہ ذکر ہے، جہاں دو فوجیں آمنے سامنے آئیں۔ اللہ کی راہ میں لڑنے والی فوج اور دوسری مشرکین کی فوج جو پوری طرح مسلح اور تعداد میں دوگنی تھی۔ اللہ نے بدر میں مسلمانوں کی مدد کی جب وہ بہت کمزور تھے۔ مسلمانوں کو بتایا گیا کہ اللہ کی مدد سے وہ فتح یاب ہوئے ہیں۔ نتیجے سے ثابت ہوا کہ اللہ جسے چاہے فتح سے نوازے(13)۔ نبیوںؑ کا کام پیغام پہنچانا ہے، نہ کہ کسی کو زبردستی مسلمان کرنا۔

جنگ احد: اگرچہ جنگ بدر میں مسلمان فتح یاب ہوئے تھے ، لیکن اب انہیں زیادہ خطرات کا سامنا تھا کیونکہ ان کے دشمنوں کی تعداد بڑھ گئی تھی۔ انہیں اب مدینہ کے مضافات میں رہنے والے یہودی قبائل کی ریشہ دانیوں کا سامنا تھا۔ توحید پرست ہونے کے باوجود، انہوں نے مشرکین کے ساتھ ساز باز کی۔ ان کی سازشوں کی وجہ سے مکہ والے جنگ بدر کے صرف ایک سال بعد دوبارہ مدینہ پر حملہ آور ہوئے اور جنگ احد لڑی گئی۔ مکہ کی فوج اسلحہ سے لیس تین ہزار تھی، جبکہ مسلمانوں کی تعداد صرف ایک ہزار تھی۔ مسلمانوں کی حوصلہ شکنی کے لیے مسلم فوج میں موجود منافق بہانے بنا کر مدینہ واپس چلے گئے۔ جو منافق رہ گئے وہ لڑائی میں فساد اور انتشار کا سبب بنے۔ نبیؐ نے جنگ کی صف بندی کرتے ہوئے احد پہاڑ اور جبل عینین کے درّے کی حفاظت کے لیے تیر اندازوں کی ایک جماعت کو احد پہاڑ پر تعین کیا، تاکہ دشمن پیچھے

سے حملہ آور نہ ہو سکے۔ ابتدا میں مسلمان جیت رہے تھے، اور دشمن شکست کھا کر پیچھے ہٹ رہا تھا۔ احد پر متعین زیادہ تر تیر انداز نبیؐ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مال غنیمت اکٹھا کرنے کے لیے نیچے اتر آئے، اور مسلمانوں کی یہ کمزوری ہار کی وجہ بنی۔ غم پہنچنے کے بعد، اللہ نے نہ صرف ان پر پھر قلبی سکون نازل کیا، اور انہیں معاف بھی کر دیا۔ نبیؐ کو ان کے لیے مغفرت کی دعا کرنے کو کہا اور اہم معاملات میں ان سے مشورہ لینے کا حکم بھی دیا۔ اس میں جنگِ احد کا جامع جائزہ لیا گیا ہے تاکہ مسلمانوں کو ان کی کوتاہیوں سے آگاہ کیا جا سکے اور ان کی اصلاح کے لیے ہدایات جاری کی جا سکیں۔ مزید بتایا کہ اللہ کی راہ میں مارے جانے والوں کو مردہ مت کہو، وہ زندہ ہیں اور اپنے ربّ کے پاس ان کا رزق ہے۔ اللہ اپنے رسولوں کے ذریعے غیب اور پوشیدہ چیزوں کو ظاہر کرتا ہے۔ اس سے سبق ملتا ہے کہ انسان غلطی کا پتلا ہے لہٰذا اس کی کوتاہی سے صرفِ نظر کرنا سیکھو۔ (121-129،139-143،143،152-169،179)۔ انبیاءؑ غیب کا علم نہیں رکھتے۔

قرآن کی اہم آیت: اس کی کچھ آیات بالکل واضح ہیں، اور یہ کتاب کا بنیادی حصہ ہیں، اور دیگر مبہم ہیں۔ مومن دونوں پر یقین رکھتے ہیں کہ یہ سب اللہ کی طرف سے ہیں۔ دوسری طرف، گمراہ دل ہمیشہ فساد کی خاطر مبہم حصے کو غیر منطقی معنی دیتے ہیں، حالانکہ ان کے حقیقی معنی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا (سائنس اب اس کے اصل معنی کو ثابت کر رہی ہے)۔ یہ لوگوں کے لیے ایک واضح پیغام ہے، اور اس میں اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے ہدایت اور نصیحت ہے (139)۔

انسانی نفسیات: اللہ نے خبردار کیا ہے کہ مرد کے لیے عورتیں، اولاد، دولت اور زرعی زمینیں مرغوب بنائی گئی ہیں جو کہ عارضی ہے جبکہ آخرت میں جو کچھ انہیں ملے گا وہ بہت بہتر اور لازوال ہے (14)۔ یعنی انسان کا بنیادی مقصد آخرت میں کامیابی ہے، جو اللہ کی محبت اور اس کی رضا سے حاصل ہوتی ہے۔

مومن: مومن اللہ کو اس کی نشانیوں سے پہچان کر اس کے آگے سر تسلیم خم کرتا ہے۔ زمین اور آسمانوں کی پیدائش اور رات اور دن کے باری باری آنے میں ان ہوش مند لوگوں کے لیے بہت نشانیاں ہیں (190)۔ وہ قرآن پر اور جو صحیفے ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ اور ان کی اولاد پر نازل ہوئے اور جو تعلیمات اللہ نے موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو دی ہیں ان سب پر ایمان رکھتا ہے (84)۔ اور وہ کسی نبی کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتا۔ یہ اسلام ہے اور جو کوئی اسلام کے علاوہ کوئی اور راستہ تلاش کرے گا اسے قبول نہیں کیا

جائے گااور وہ آخرت میں خسارے میں ہو گا۔ یہ اب بنی نوع انسان کی رہنمائی اور اصلاح کے لیے سامنے لائے گئے بہترین لوگ ہیں۔ اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں، برائیوں سے روکتے ہیں اور بھلائی کے کاموں میں سر گرم رہتے ہیں (117-114)۔ وہ اپنی دل پسندیدہ چیزوں میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں (خیرات وغیرہ)۔ ان کی خاصیت: وہ اپنے ربّ کی بخشش اور اس جنت کی طرف جلدی کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین کی طرح وسیع ہے، جو پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے، وہ اللہ کی راہ میں امیری اور غریبی دونوں میں خرچ کرتے ہیں، اپنے غصے کو روکتے ہیں اور دوسروں کو معاف کرتے ہیں، جب ان سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو فوراًاللہ سے معافی مانگتے ہیں اور اپنی غلطی پر اصرار نہیں کرتے۔ وہ ثابت قدم، سچے، فرمانبردار، اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور راتوں کو اللہ سے استغفار کرتے ہیں۔(17)۔ ایمان والوں میں ایک جماعت ایسی ضرور ہونی چاہیے جو لوگوں کو حق کی دعوت دے اور غلط کام سے روکے۔ ایمان والوں کو حکم دیا گیا ہے کہ مسلمان اپنی جماعت کے لوگوں کے سوادوسروں کو اپنا رازدار نہ بنائیں سوائے اس کے جب مقصد اپنے آپ کو ان کے شر سے بچانا ہو، جو انہیں تکلیف اور پریشان دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ ان کی نفرت واضح ہے، لیکن جو کچھ ان کے سینوں میں چھپا ہے وہ اس سے بدتر ہے۔ اگر ان کے ساتھ کچھ اچھا ہو تو وہ غمگین ہوتے ہیں، اور اگر ان پر کوئی مصیبت آئے تو وہ خوش ہوتے ہیں۔(118)۔ یعنی شیطان کے بہکاوے میں آکر انسان ربّ کے حقیقی دین سے لڑتا ہے۔

بخل: جو کنجوس ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ بخل ان کے لیے اچھا ہے۔ لیکن حقیقت میں یہ ان کے لئے برا ہے۔ جو کچھ وہ جمع کر رہے ہیں وہ قیامت کے روز ان کے گلے کا طوق بن جائے گا۔ زمین اور آسمانوں کی میراث اللہ ہی کے لیے ہے اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے (180)۔

کافر: غیر مسلموں کو خبردار کیا گیا ہے کہ اللہ کی نشانیوں کو جھٹلانے والوں کے لیے سخت عذاب ہے۔ اسی طرح، جو مسلمان قرآن کو رد کرتے ہیں وہ جہنم کے باسی ہوں گے، اگر اس دنیا میں توبہ نہ کی۔ مگر جن لوگوں نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا پھر اپنے کفر میں بڑھتے چلے گئے ان کی توبہ ہرگز قبول نہ ہو گی ،اگر وہ روئے زمین بھر کر بھی سونا فدیہ میں دیں تو اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔ قیامت والے دن ان کا کیا بنے گا، جہاں ہر انسان کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، اور کسی پر ظلم نہیں ہو گا(28،18،7-2،92-84،110-109)؟

محمدؐ ایک انسانی رسول ہیں: محمدؐ ایک رسول کے سوا کچھ نہیں، اور آپؐ سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ پھر کیا اگر آپؐ مر جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو تم لوگ اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ یاد رکھو! جو الٹا پھرے گا وہ اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا، البتہ جو اللہ کے شکر گزار بندے بن کر رہیں گے انہیں وہ اس کی جزا دے گا(144)۔

شرک کا رد: ان لوگوں کے دلوں میں دہشت ڈال دی جائے گی جنہوں نے کفر کیا اور دوسروں کو اللہ کے ساتھ شریک کیا۔ جہنم ان کا ٹھکانہ ہو گی جو کہ رہنے کی بری جگہ ہے(151)۔ نہ ان کا مال اور نہ ان کی اولاد اللہ کے مقابلہ میں ان کے کام آئے گی اور وہ آگ کا ایندھن بنیں گے۔

نصیحت: اللہ کے نزدیک حقیقی دین اسلام ہے۔ کبھی کسی کو اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا۔ مسلمانوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ وہ یہود و نصاریٰ کی طرح یہ فرض نہ کریں کہ جہنم کی آگ انہیں نہیں چھوئے گی۔ اچھائی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں۔ ہر شخص اپنے اعمال کے لیے جوابدہ ہے۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو۔ اللہ کی رسی (قرآن) کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقے میں نہ پڑو۔ مومنوں کے لیے اللہ کافی ہے(173)۔ قیامت کے دن نیک لوگوں کے چہرے روشن ہوں گے اور وہ جنت کے باسی ہوں گے، جبکہ وہ لوگ جو ایمان کے بعد کفر میں پڑ گئے ان کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے اور انہیں سخت عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے تاکہ ایمان کی حالت میں موت آئے۔ لوگوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ وہ سود نہ کھائیں، اور حقیقی کامیابی حاصل کرنے کے لیے اللہ کو یاد رکھیں۔ پرہیز گاروں کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے اور انہیں اللہ کی خوشنودی حاصل ہو گی۔ وہ دن قریب آ گیا ہے جہاں ہر نفس کو اپنے اچھے اور برے اعمال کا حساب دینا ہو گا۔ جو اللہ سے محبت کرتے ہیں انہیں اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرنی چاہیے، تو اللہ ان سے محبت کرے گا اور ان کے گناہ معاف کر دے گا۔ آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں جو اللہ کے عہد کو معمولی فائدہ کے لیے بیچ دیتے ہیں۔ راست بازی تب ہی حاصل کی جا سکتی ہے جب کوئی اللہ کی راہ میں خرچ کرے، اور اللہ کی کتاب کو ہدایت کے لیے مضبوطی سے تھامے رکھے۔ مومن کو اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ کافروں کی شان و شوکت تمہیں دھوکہ میں نہ ڈالے۔ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے(14-32، 77، 92، 95، 96، 103، 109، 110، 118، 130-132، 173، 196-7)۔

دعائیں: اے پروردگار، جب تو ہمیں سیدھے رستے پر لگا چکا ہے، تو پھر کہیں ہمارے دلوں کو کجی میں مبتلا نہ کردیجیو۔ ہمیں اپنے خزانۂ فیض سے رحمت عطا کر کہ تو ہی فیاضِ حقیقی ہے۔ تو یقیناً سب لوگوں کو ایک روز جمع کرنے والا ہے، جس کے آنے میں کوئی شبہ نہیں۔ تو ہرگز اپنے وعدہ سے ٹلنے والا نہیں ہے (9-8)۔ مالک ! ہم ایمان لائے ہماری خطاؤں سے درگزر فرما اور ہمیں آتشِ دوزخ سے بچا لے (16)۔ اے اللہ، ملک کے مالک، تو جسے چاہے حکومت دے اور جس سے چاہے چھین لے۔ جسے چاہے، عزت بخشے اور جس کو چاہے ذلیل کر دے۔ بھلائی تیرے اختیار میں ہے بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے (26)۔ اے مالک جو فرمان تو نے نازل کیا ہے ہم نے اسے مان لیا اور رسول کی پیروی قبول کی، ہمارا نام گواہی دینے والوں میں لکھ دے (53)۔ اے ہمارے ربّ، ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں سے درگزر فرما ہمارے کام میں تیرے حدود سے جو کچھ تجاوز ہو گیا ہو اُسے معاف کر دے، ہمارے قدم جمادے اور کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد کر (147)۔ اے پروردگار، یہ سب کچھ تو نے فضول اور بے مقصد نہیں بنایا ہے، تو پاک ہے اس سے کہ عبث کام کرے۔ پس اے ربّ، ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے، تو نے جسے دوزخ میں ڈالا اسے در حقیقت بڑی ذلت و رسوائی میں ڈال دیا، اور پھر ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہو گا۔ مالک، ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا جو ایمان کی طرف بلاتا تھا اور کہتا تھا کہ اپنے ربّ کو مانو۔ ہم نے اس کی دعوت قبول کر لی، پس اے ہمارے آقا، جو قصور ہم سے ہوئے ہیں ان سے درگزر فرما، جو برائیاں ہم میں ہیں انہیں دور کر دے اور ہمارا خاتمہ نیک لوگوں کے ساتھ کر۔ اے مالک، جو وعدے تو نے اپنے رسولوں کے ذریعہ سے کیے ہیں ان کو ہمارے ساتھ پورا کر اور قیامت کے دن ہمیں رسوائی میں نہ ڈال، بے شک تو اپنے وعدے کے خلاف نہیں جاتا (194-191)۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

4-سورت النّساء

اس سورت کا بنیادی مقصد مسلمانوں کو متحد، ثابت قدم اور مضبوط رہنے کے طریقے سکھانا ہے۔ چونکہ خاندان معاشرے کی بنیادی اکائی ہے، اس لیے اس میں اس کے استحکام کے لیے ہدایات دی گئی ہیں۔ سورت النساء کا نام چوتھی آیت سے ماخوذ ہے۔ یہ سورت مدینہ میں نازل ہوئی، اور یہ 176 آیات پر مشتمل

ہے۔اس کے مندرجات ہمیں ایمان اور انصاف کی دعوت دیتے ہیں۔ماضی کی قوموں کی مثالیں دیتے ہوئے، یہ ہم پر زور دیتی ہے کہ رشتوں کو مضبوط کریں، اللہ کے دشمنوں سے رازداری کے تعلقات نہ رکھیں اور یتیموں کے حق کے لیے کھڑے ہوں۔اس میں یتیموں، نکاح، وراثت، صالحین کی اطاعت، ہجرت، جہادوغیرہ کے احکام ہیں۔

سورہ نساء کے موضوعات کا خلاصہ

اللہ سبحانہ وتعالی: پہلی آیت انسانیت کے لیے ایک آفاقی پیغام ہے جس میں کہا گیا ہے کہ اپنے ربّ سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اُسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیے (1)۔ وہ قیامت کے دن ہر ایک کو جمع کرے گا جس کے رونما ہونے میں کوئی شک نہیں۔اللہ پر کبھی جھوٹ نہ باندھو کیونکہ یہ سنگین گناہ ہے۔اللہ کافی ہے حفاظت اور مدد کے لیے، اور وہ ہر چیز جانتا ہے۔ہم اپنے اعمال اس سے نہیں چھپا سکتے۔وہ سب گناہ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

قرآن تضادات سے پاک ہے: اللہ فرماتا ہے: کیا وہ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ ضرور اس میں تضادات ہوتے (82)۔چونکہ قرآن میں انسانیت کے لیے اللہ کے قوانین درج ہیں، اس لیے فیصلہ اس کے مطابق کرنا واجب ہے۔قرآن کی آیات میں چونکہ کوئی تضاد نہیں، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔

احکامات

1) **انصاف:** انصاف کی پاسداری کرو اور سچ کی گواہی دو چاہے وہ تمہارے یا تمہارے والدین یا رشتہ داروں کے خلاف ہو، یا چاہے امیر یا غریب کے خلاف ہو۔اپنی خواہشات کی پیروی نہ کرو، ایسا نہ ہو کہ یہ تمہیں ظالم بنا دے (135)۔اللہ سرعام غلیظ زبان پسند نہیں کرتا، ماسوائے اس کے جس پر ظلم کیا گیا ہو۔لیکن اگر وہ اچھے انداز میں بات کرے، یا ظالم کو معاف کر دے زیادہ بہتر ہے (اللہ کی صفت)۔لوگوں کے درمیان فیصلہ انصاف کے ساتھ کرو۔

2) **یتیم:** یتیموں کو ان کی جائیداد دو، اور ان کی اچھی چیزوں کو بری چیزوں سے تبدیل نہ کرو۔اللہ نے ان خواتین یتیموں کے بارے میں احکامات دیے ہیں جن سے کوئی لالچ میں شادی کرنا چاہتا ہے یا ان کے ساتھ

ناانصافی کرنا چاہتا ہے(127)، اگر کسی کو اندیشہ ہے کہ اگر وہ کسی یتیم سے شادی کرے، تو شاید وہ اس کے ساتھ صحیح سلوک نہ کر سکے، تو پھر وہ شادی نہ کرے (2-3)۔ یتیم کی دولت کو کیسے سنبھالنا ہے اس کے بارے میں ہدایات دی گئی ہیں۔ جب وہ بالغ اور سمجھدار ہو جائیں تو گواہوں کی موجودگی میں ان کی دولت انہیں واپس کر دو۔ اگر سرپرست امیر ہے تو اسے چاہیے کہ وہ ان کا مال استعمال نہ کرے، اگر غریب ہو تو وہ مناسب طریقے سے حصہ لے سکتا ہے(6)۔

3)**بیویاں:** یہ آیات چار شادیوں کی اجازت دیتی ہیں، بشرطیکہ انصاف کر سکو۔ عورت کا مہر خاوند پر واجب ہے(3-4)۔ اگر کوئی مرد اپنی بیوی کو دوسری عورت سے شادی کرنے کے لیے طلاق دینا چاہتا ہے تو اسے موجودہ بیوی پر الزام لگانے سے گریز کرے اور نہ ہی اسے دیا ہوا مال واپس لے۔ ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں چاہے آپ انہیں ناپسند کریں۔ اگر اپنی بیوی کو طلاق دیتے ہو تو جو کچھ تم نے تحفے میں دیا ہے اسے واپس نہ لینا، چاہے وہ سونے کے ڈھیر ہی کیوں نہ ہوں۔ طلاق کے بعد ان کی مرضی کے خلاف ان کے وارث بننے کی کوشش نہ کریں، نہ ہی ان پر بلا جواز بہتان تراشی کریں(19-21)۔ اگر کوئی عورت بدکاری کی مجرم ہے تو تمہارے پاس اس کے خلاف چار عینی گواہ ہونے چاہئیں۔ اگر چار گواہ گواہی دیں تو اسے اس کے گھر میں قید رکھیں یہاں تک کہ موت آجائے یا اللہ اس کے لیے کوئی راستہ کھول دے(15)۔

4)**طلاق کا تصفیہ:** اگر کسی عورت کو اپنے شوہر سے بدسلوکی یا نفرت کا اندیشہ ہو، چونکہ تصفیہ بہتر ہے، لہٰذا میاں بیوی کو اپنے حقوق پر سمجھوتہ کر کے صلح کرنے کی اجازت ہے۔ فطرتاً مرد اگر چاہیں بھی تو بیویوں کے درمیان عدل نہیں کر سکتے، لہٰذا قانون کی تکمیل کے لیے یہ کافی ہو گا کہ وہ کسی ایک بیوی کی طرف نہ جھک جائے(128-134)۔

5)**مردوں کو عورتوں پر معمولی برتری حاصل ہے:** مرد عورتوں کے نان و نفقہ کے فراہم کنندہ اور محافظ ہونے کے ناطے ان پر برتری رکھتے ہیں۔ پس صالح عورتیں فرمانبردار ہوتی ہیں اور اپنی عفت کی حفاظت کرتی ہیں۔ خراب طرز عمل کی صورت میں، مردوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ انہیں نصیحت کریں، پھر بستروں کو الگ کریں، پھر انہیں ہلکا سا ماریں۔ پھر بھی اگر تنازعہ رہتا ہے تو معاملات کو درست کرنے کے لیے دونوں طرف سے ثالث مقرر کریں(34-35)۔

6)**وہ عورتیں جن سے مرد شادی نہیں کر سکتا:** باپ کی بیویاں، ماں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپیاں، بھتیجیاں، بھانجیاں، رضاعی مائیں اور ان کی بیٹیاں، سوتیلی ماں اور سوتیلی بیٹیاں اگر خلوت ہو جائے، نہیں تو اجازت ہے۔ بیٹوں کی بیویاں حرام ہیں، اور دو بہنوں کو نکاح میں اکٹھا کرنا، اور تمام شادی شدہ عورتیں بھی حرام ہیں۔ ان عورتوں کے علاوہ کسی بھی عورت سے شادی کر سکتے ہو۔ بیوی کا مہر ادا کرنا فرض ہے۔ غلام عورتوں سے شادی کرنے کی اجازت ہے، خاص طور پر جو آزاد مومن عورت سے شادی کے متحمل نہیں، وہ مومن غلام عورتوں سے ان کے مالک کی اجازت سے شادی کریں۔ سزا: اگر ایک غلام بیوی شادی کے بعد غیر اخلاقی کام کرتی ہے تو اسے ایک آزاد عورت کی بہ نسبت آدھی سزا کا سامنا کرنا پڑے گا(22-27)۔

7)**وراثت کے قوانین:** مردوں اور عورتوں کے لیے حصہ ہے اس ترکے میں جو ان کے والدین اور رشتہ دار چھوڑ جاتے ہیں۔ میت کے قرضوں کی ادائیگی اور وصیت کی تکمیل کے بعد، اللہ نے ورثاء کے حصص مقرر کئے ہیں۔ 1) مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔2) اگر وارث کی دو بیٹیوں سے زیادہ ہیں تو ان کا وراثت کا دو تہائی حصہ ہو گا اور اگر صرف ایک بیٹی ہے تو اس کو نصف وراثت ملے گی۔3) اگر میت کی اولاد ہو تو اس کے والدین میں سے ہر ایک کو وراثت کا چھٹا حصہ ملے گا۔4) اور اگر میت کا کوئی بچہ نہ ہو اور اس کے والدین اکیلے اس کے وارث ہوں، تو ایک تہائی حصہ ماں کا پاور دو تہائی باپ کا ہو گا۔5) اگر میت کے بھائی اور بہنیں ہیں تو چھٹا حصہ والدہ کے پاس جائے اور تہائی باپ کے پاس باقی بہن بھائیوں میں۔6) اگر بیوی بے اولاد مر جائے تو جو کچھ اس نے چھوڑا ہے اس کا نصف شوہر کے لیے ہے، لیکن اگر اس کے بچے ہیں تو چوتھائی اس کا ہے۔7) اور اگر مرد بے اولاد مر جائیں تو بیویوں کے لیے چوتھا حصہ ہے۔ اور اگر بچے ہوں تو ان کا آٹھواں حصہ۔8) اور اگر کسی مرد یا عورت کا براہ راست وارث نہ ہو، لیکن اس کے بھائی بہن ہوں، تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ہو گا، لیکن اگر وہ دو سے زیادہ ہیں، تو وہ ایک تہائی کے وارث ہوں گے۔9) وراثت کی تقسیم کے وقت اگر قریبی رشتہ دار یتیم اور ضرورت مند موجود ہوں تو ان کو کچھ دیں۔ غور کرو، اگر تم اپنے پیچھے بے سہارا اولاد چھوڑتے تو تم ان کے بارے میں کتنا فکر مند ہوتے (11-14,7-9)۔

8)**خصوصی بچے:** ذہنی طور پر کمزوروں کو وہ دولت جو آپ کے رزق کا ذریعہ ہے، ان کے حوالے نہ کریں، بلکہ انہیں کھلائیں پلائیں اور ان کی اچھی طرح دیکھ بھال کریں(5)۔

9)**ناجائز مال کھانا:** ایک دوسرے کا مال غلط طریقے سے نہ کھاؤ۔ لیکن باہمی رضامندی سے تجارت کے ذریعے۔ جو لوگ ظلم اور ناانصافی سے کھاتے ہیں، ان کا ٹھکانہ جہنم ہے(29-30)۔ اللہ اس سے محبت نہیں کرتا جو امانت میں خیانت کرے یا گناہ پر قائم رہے۔ اللہ حکم دیتا ہے کہ امانتیں اس کے اصل مالک تک پہنچائیں۔

10)**توبہ:** اللہ ان لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے جو جہالت میں گناہ کرتے ہیں۔ وہ ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں کرتا جو موت کے وقت کرتے ہیں، یا کفر کی حالت میں مر جاتے ہیں(17-18)۔

11)**نماز کی ممانعت**، جب نشے میں ہو جب تک کہ ہوش میں نہ آجائے اور پتہ ہو کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے، یا جب انزال کی وجہ سے ناپاک ہو، جب تک کہ تم غسل نہ کر لو۔ اگر وضو اور نہانے کے لیے پانی دستیاب نہ ہو یا بیمار ہوں اور پانی تمہارے لیے نقصان دہ ہے تو ہدایت ہے کہ ہاتھوں کو کہنیوں تک اور چہرے کا پاک مٹی سے تیمم کرو(43)۔ سفر کے اور جنگوں کے دوران نمازوں کو قصر کرنے سے متعلق ہدایات (101-107)۔

12)**افواہیں:** خبروں کو تفتیش کے لیے مجاز اتھارٹی کے پاس بھیج دیا جانا چاہیے، اور افوائیں پھیلانا منع ہے۔ ہر ایک اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے۔ سفارش پر اچھے مقصد یا برے مقصد کے مطابق بدلہ دیا جائے گا۔ سلام کا جواب بہتر یا برابر کا دیں۔ ہر ایک قیامت کے دن جمع ہو گا(83-88)۔

13)**ہجرت:** فتح مکہ تک یہ حکم تھا کہ جو بلا وجہ ہجرت نہ کرے وہ منافق ہے، لہٰذا ان میں سے کسی کو اپنا حلیف نہ بنانا جب تک وہ ہجرت نہ کرے۔ ان میں سے جو دشمن کی مدد کرے، اسے جہاں پاؤ قتل کرو، سوائے ان کے جو پناہ لے لیں ان کے پاس جن کے ساتھ تمہارا معاہدہ ہے۔ اسی طرح جو گروہ تمہارے ساتھ امن نہیں چاہتے اور تمہارے خلاف لڑنے سے گریز نہیں کرتے انہیں قتل کرنا جائز ہے۔ قتل سے مستثنیٰ ہیں وہ منافق جو غیر جانبدار رہتے ہیں، وہ قبائل جن سے صلح کا معاہدہ ہے۔ جنھوں نے ہجرت نہیں کی وہ یوم جزا اپنے آپ کو مظلوم ظاہر کریں گے، تو فرشتے ان کے عذر کو رد کر کے پوچھیں گے، "کیا اللہ کی زمین تمہاری ہجرت کے لیے کشادہ نہیں تھی؟" اللہ ان کو معاف کر دے گا جو کمزور تھے یا ہجرت کے ذرائع نہیں رکھتے تھے۔ اللہ کی راہ میں جو ہجرت کرتا ہے اسے اللہ کی زمین میں پناہ اور وسائل کے لیے

وافر جگہ مل جائے گی، اور جو دوران ہجرت مر جائیں، ان کا اجر اللہ کے پاس محفوظ ہے (97,-89-91 100)۔ ضرورت کے وقت ہجرت کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے۔

14) **بدلہ:** اگر کوئی مسلمان غلطی سے کسی مسلمان یا غیر مسلم کو قتل کرتا ہے یا جن کے ساتھ معاہدہ ہے تو اس کا کفارہ خون بہا کے پیسے اس کے ورثاء کو دینا، اور ایک مومن غلام کو آزاد کرنا ہے، یا مسلسل دو ماہ کے روزے رکھنا ہے۔ اور اگر مقتول کا تعلق کسی دشمن قوم سے ہے تو اس کا کفارہ ایک مومن غلام کو آزاد کرنا ہے۔ اور اگر کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے (92-96)۔

15) **بہتان لگانا:** کوئی بھی مجرموں کا دفاع نہیں کر سکے گا جو موت سے پہلے توبہ نہیں کرتے حتیٰ کہ نبیؐ بھی نہیں۔ اگر کوئی گناہ کرتا ہے، تو اپنا نقصان کرتا ہے اور اگر وہ اسے کسی بے گناہ پر ڈالتا ہے تو اسے جھوٹے الزام اور اپنے گناہ کا بوجھ اٹھانا پڑے گا (108-113)۔

16) **سرگوشیاں:** سرگوشی میں کوئی خیر نہیں ہے، الا یہ کہ صدقہ، نیک اعمال، اور مردوں کے معاملات درست کرنے کے لیے کی جائے (114-126)۔

17) **متفرق:** جو لوگ ایمان لائے اور پھر کفر کیا اور اس میں پھنسے رہے، اللہ انہیں معاف نہیں کرے گا۔ جہاں اللہ کی آیات کا مذاق اڑایا جا رہا ہو وہاں نہ بیٹھو، یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں مشغول ہو جائیں۔ اللہ تم پر بوجھ نہیں ڈالنا چاہتا کیونکہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔ خودکشی کرنا منع ہے (137-153)۔ اپنے نیکوکار ہونے پر کبھی فخر نہ کریں۔

انبیاءؑ: اللہ رسول اس لیے بھیجتا ہے تاکہ ان کی اطاعت کی جائے۔ اللہ نے محمدؐ پر وحی بھیجی جس طرح نوحؑ، ابراہیمؑ، اسمٰعیلؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ اور اولادِ یعقوبؑ، عیسیٰؑ، ایوبؑ، یونسؑ، ہارون، داؤدؑ اور سلیمانؑ کی طرف وحی بھیجی تھیں (163)۔ پیغمبر فقط خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے ہیں، تاکہ لوگوں کے پاس اللہ کے حضور کوئی حجت باقی نہ رہے۔ محمدؐ ہم تک پیغام پہنچانے پر بطور گواہ اٹھائے جائیں گے۔ جنہوں نے حق کو جھٹلایا اور دوسروں کو اللہ کے راستے سے روکا وہ لوگ بھٹکے ہوئے ہیں۔ اللہ ایسے لوگوں کو معاف نہیں کرے گا جنہوں نے حق کو جھٹلایا اور نہ ہی انہیں جہنم کے سوا کوئی اور راستہ دکھائے گا۔ لہٰذا اللہ، اس کے رسولؐ اور عادل حکمرانوں کی اطاعت کرو۔ تنازعہ کی صورت میں، قرآن اور سنت کی طرف رجوع کرو (59-64)۔ اور تمام معاملات میں نبیؐ کی ثالثی (قرآن و سنت) کو خوش دلی سے قبول کرو۔ جو دل سے نبیؐ کے

فیصلے کو قبول نہیں کرتے، انہوں نے کفر کیا(170-163،65-59)۔ انبیاء انسانیت کے بہترین لوگ ہیں۔ اس لیے ہمیں ان سب سے پیار کرنا چاہیے۔ محمدؐ آخری نبی ہونے کے ناطے، ہم سب کو ان کی پیروی اور اطاعت کرنی لازم ہے۔

یہودیوں کو تنبیہ: اہل کتاب ہوتے ہوئے بھی وہ چاہتے تھے کہ مسلمان صحیح راستے سے بھٹک جائیں۔ انہیں تنبیہ کی گئی ہے کہ وہ قرآن کو مان لیں جو ان کی کتاب کی تائید کرتی ہے، بصورت دیگر وہ سبت کے لوگوں کی طرح ملعون ہو جائیں گے۔ ہم نے سنا اور مانا کہنے کے بجائے انہوں نے اس کی نفی کی(47-44)۔ یہودیوں نے مشرکین کے ساتھ مل کر کتاب کو آسمان سے اترتے ہوئے دکھانے کو کہا، جبکہ اس سے پہلے اللہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے اصرار پر ایک کڑک سے ہلاک کر دیئے گئے تھے(153)۔ اللہ نے کوہ سینا کو ان کے سروں پر اٹھا کر ان سے عہد لیا تھا، اس کے باوجود انہوں نے اپنے عہد کو توڑا، اللہ کی نشانیوں کو رد کیا، انبیاءؑ کو قتل کیا، اور مریمؑ پر بہتان لگایا، ان پر اللہ کا غضب نازل ہوا(58-46)۔ انہوں نے لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکا، سود کھایا اور دوسروں کی دولت کو ناجائز طریقہ سے ہڑپ کیا۔ اس وجہ سے یہودیوں کے لیے بہت سی حلال چیزیں حرام قرار پائیں(1-160)۔ واضح معجزات دیکھنے کے باوجود انہوں نے موسیٰ کی غیر موجودگی میں بچھڑے کی عبادت شروع کی۔ وہ محمدؐ سے اس لیے حسد کرتے تھے کیونکہ وہ بنی اسرائیل سے نہیں تھے۔ ہمیں خبردار کیا گیا ہے کہ یہودیوں کی طرح شیطان کے جال میں نہ پھنسیں۔ جبکہ نبیؐ نے ہمیں بتایا کہ تم یقیناً یہودیوں کے نقش قدم پر چلو گے۔

عیسیٰؑ: عیسیٰ ابن مریمؑ صرف اللہ کے رسول تھے، وہ ایک فرمان تھا جو اللہ نے مریم کی طرف بھیجا اور ایک روح تھی اللہ کی طرف سے (جس نے مریم کے رحم میں بچہ کی شکل اختیار کی)۔ پس اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور یہ مت کہو کہ اللہ تثلیث ہے۔ بے شک اللہ ایک خدا ہے۔ مسیحؑ اللہ کا بندہ تھا(-171 5)۔ یہودیوں کا یہ دعویٰ ہے کہ انہوں نے مسیح ابن مریمؑ کو قتل کیا، جبکہ حقیقت میں انہوں نے نہ تو انہیں قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا لیکن معاملہ ان کے لیے مشکوک بنا دیا گیا۔ اللہ نے انہیں اپنے پاس اٹھا لیا تھا۔ آپؑ کے نزول اور قتلِ دجال کے بعد، اہل کتاب کا کوئی بھی فرد ایسا نہیں ہو گا جو آپ پر ایمان نہ لائے(159-157)۔ **سبق: اللہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ وہ قادر مطلق ہے۔**

مومن: مومن ایمان رکھتے ہیں اللہ اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے نبیؐ پر نازل کی ہے۔ وہ ایمان رکھتے ہیں اللہ کے فرشتوں پر، اس کی ساری کتابوں پر، اس کے سارے رسولوں پر اور یوم آخرت پر (136)۔ وہ والدین، قریبی رشتہ داروں، یتیموں، محتاجوں، پڑوسیوں، سفر کے ساتھیوں، راہ گیروں اور غلاموں کے ساتھ اچھے ہیں۔ وہ نہ تو مغرور ہیں، نہ دکھاوا کرتے ہیں اور نہ تو کنجوس ہیں۔ وہ دوسروں کو کنجوسی کی ترغیب نہیں دیتے، بلکہ اللہ کی رضا کے لیے خوشی سے صدقہ خیرات کرتے ہیں۔ اہل کتاب کے صاحبِ علم لوگ اس کتاب پر ایمان رکھتے ہیں جو محمدؐ پر نازل ہوئی ہے۔ وہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اور وہ کافروں کو مومنوں پر ترجیح نہیں دیتے نہ اپنا اتحادی بناتے ہیں۔ جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے، جنت ان کا ٹھکانہ ہے۔ توبہ کرنے والوں کا شمار بھی مومنوں کے ساتھ ہو گا۔

جہاد: اللہ کی راہ میں لڑو اور مومنوں کو لڑنے کے لیے ابھارو (84)۔ دشمن کے حملے یا کسی بھی خطرے سے نمٹنے کے لیے ہمیشہ تیار رہو، اور مظلوموں کی دادرسی کے لیے، ظالموں سے لڑو۔ وہ مومن جو بغیر معقول وجہ کے گھر پر بیٹھے رہے اور وہ جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں سے جہاد کیا وہ برابر نہیں ہو سکتے۔ ایمان والے اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں جبکہ کافر شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں (66-81)۔ جب تم اللہ کی راہ میں لڑو تو دوست اور دشمن میں فرق کرو (95)۔ اس میں جنگ کے زمانہ میں نماز پڑھنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے (102)۔ اس سے نماز کی فضیلت کا اندازہ ہوتا ہے۔

منافق: جو لوگ کافروں کو مومنوں پر ترجیح دے کر اپنا حلیف بناتے ہیں وہ منافق ہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ وہ نماز صرف دکھاوے کے لیے پڑھتے ہیں۔ مسلمان فاتح ہوں تو وہ ان کے ساتھ ہیں، ورنہ دشمن کے ساتھ۔ اصل میں وہ نہ تو مومنوں کے ساتھ ہیں اور نہ ہی کافروں کے ساتھ۔ یہی وجہ ہے کہ منافق جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے۔ منافق اپنی دولت میں سے صرف لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتے ہیں، وہ نہ تو اللہ پر یقین رکھتے ہیں اور نہ ہی یوم آخرت پر (38)۔ وہ قرآن اور اللہ کے قوانین کو رد کر کے دوسرے فیصلوں کو قبول کرتے ہیں۔ وہ مسلمانوں اور مشرکوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کا ڈرامہ کرتے ہیں۔ جب بھی انہیں شرارت کا موقع ملتا ہے تو اس میں کود پڑتے ہیں۔ ایسے لوگ اگر تمہارے مقابلہ سے باز نہ آئیں اور صلح و سلامتی تمہارے آگے پیش نہ کریں اور اپنے ہاتھ نہ روکیں تو جہاں

وہ ملیں انہیں پکڑو اور قتل کر دو۔ منافقوں کے لیے دردناک عذاب کی نوید ہے۔ لہٰذا اپنے آپ کو منافقت سے بچاؤ، یہ ایک انتہائی گھناؤنا جرم ہے(91)۔

مشرک اور کافر: اللہ کے علاوہ جو دوسروں کو پکارتے ہیں، حقیقت میں وہ شیطان کو پکارتے ہیں۔ اللہ کہتا ہے، اگر ان کا اللہ کی حکومت میں کوئی حصہ ہوتا تو وہ لوگوں کو کھجور کی گٹھلی کی جھلی بھی نہ دیتے۔ لہٰذا، اللہ کی بندگی کرو اور اس کا کوئی شریک نہ ٹھہراؤ۔ وہ اپنی الوہیت میں دوسروں کو شریک کرنے والوں کو معاف نہیں کرتا، لیکن اس کے علاوہ جو چاہے معاف کر دیتا ہے۔ جو کوئی اللہ کے ساتھ اس کی الوہیت میں کسی کو شریک ٹھہراتا ہے وہ واقعی بھٹکا ہوا ہے۔ ہمیں اللہ سے ڈرنا چاہیے نہ کہ اس کی مخلوق سے (116-117)۔ **شیطان** نے وعدہ کیا تھا کہ وہ انسانوں کو مایوسی اور توہم پرستی میں مبتلا کر کے گا۔ وہ انہیں باطل خواہشات کے پیچھے دوڑائے گا، اور انہیں حکم دے گا کہ اللہ کی مخلوق کی شکل بگاڑیں۔ جو بعض آیات پر یقین رکھتے ہیں اور بعض کو جھٹلاتے ہیں وہ بلا شبہ کافر ہیں۔ قیامت کے دن کافر خواہش کریں گے کہ ان کا وجود نہ ہوتا(118،121)۔

نصیحت: تمام بھلائی اللہ کی طرف سے ہے، اور برائی تمہارے اپنے اعمال کی وجہ سے ہے۔ جب سلام کیا جائے تو اس سے بہتر یا کم از کم ویسے ہی الفاظ میں سلام کا جواب دو۔ جہنم کے باسیوں کی کھال جتنی بار جلے گی اتنی بار بدل دی جائے گی تاکہ عذاب کا پورا مزا چکھے۔ اللہ کہتا ہے، اگر تم کسی کو ناپسند کرتے ہو تو تم شاید ناپسند اسے کر رہے ہو جس میں اللہ نے تمہارے لیے خیر رکھی ہو۔ بڑے گناہوں سے بچو، اللہ تمہارے چھوٹے گناہ معاف کر دے گا، اور تمہیں جنت میں داخل کرے گا۔ اللہ نے جو دوسروں کو کثرت سے دیا ہے اس کی حسرت مت کرو۔ اللہ متکبر، گھمنڈی، بخیل کو پسند نہیں کرتا۔ دکھاوا کے لیے خرچ کیا جانے والا صدقہ گناہ ہے، جبکہ اخلاص والے صدقات کو اللہ کئی گنا بڑھاتا ہے۔ اللہ کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا۔ جو کفر کرتے ہیں اور پیغمبرؐ کی نافرمانی کرتے ہیں وہ خسارے میں ہیں(31,32,36-42)۔ جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور ان میں تفریق نہیں کرتے اللہ ان کو ان کا اجر دے گا(152)۔ اللہ سے کوئی چیز چھپائی نہیں جا سکتی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

5-سورۃ مائدہ

اس سورت میں 120 آیات ہیں جن کو 16 رکوعوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔اس کا نزول معاہدہ حدیبیہ کے فوراً بعد مدینہ میں ہوا۔اس سورۃ کا نام آیت 112 سے لیا گیا ہے۔اس میں ذکر ہے جب حواریوں نے عیسیٰؑ سے کہا کہ ربّ سے دعا کریں کہ وہ ہم پر آسمان سے کھانے کا ایک خوان اتارے۔تو آپؑ نے کہا، اللہ سے ڈرو، اگر مومن ہو۔ **سبق:** مومن معجزات دیکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا بلکہ وہ اللہ پر ایمان اور دین کی روشنی میں مقصد کے حصول کے لیے سخت محنت کرتا ہے۔

اس سورت کے اہم موضوعات: یہ سورت وعدے اور عہد کی تکمیل، انصاف، جسم اور روح کی صفائی، اور صالح زندگی گزارنے پر زور دیتی ہے۔چونکہ اس میں نبیؐ کے عمرہ کے ارادے اور حدیبیہ کے معاہدے پر بحث کی گئی ہے، لہٰذا، اس میں حج و عمرہ کے سفر کے بارے میں قواعد بیان کیے گئے ہیں۔ حلال اور حرام کا تذکرہ ہے، آدمؑ کے بیٹوں، ہابیل و قابیل کی کہانی سنائی گئی ہے، تاکہ مومن کسی بھی حالت میں درست رویہ اور طرزِ عمل ترک نہ کرے۔اس میں وضو، غسل اور تیمم کا طریقہ بتایا گیا ہے، زمین پر تعصب اور بدعنوانی پھیلانے اور چوری کے بارے میں سزائیں بیان کی گئی ہیں۔اسی طرح شراب اور جوئے کو حرام قرار دیا گیا ہے اور ساتھ ہی قسم توڑنے کا کفارہ بتایا گیا ہے۔اس میں یہودیوں اور عیسائیوں کو ان کے رویوں پر تنبیہ اور ان کے عقائد میں غلطیوں کی واضح نشاندہی کر کے اسلام کی طرف دعوت دی گئی ہے۔ حواریوں کا عیسیٰؑ سے آسمان سے کھانے کا ایک خوان اتارنے کے مطالبے کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

اللہ: آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کی ہے، وہ جسے چاہے سزا دے اور جسے چاہے بخش دے، وہ قادر ہے۔ کافر تمہارے دین سے مایوس ہو چکے ہیں، پس تم ان سے مت ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو۔ آج میں نے تمہارے لیے دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی رحمت تمام کر دی ہے اور اسلام کو تمہارے لیے بطور دین پسند کر لیا ہے۔ پابندی کرو ان حدود کی جو تم پر فرض کی گئی ہیں۔ ڈرو اس سے، اور حقیقی کامیابی کے لیے اس کی راہ میں سخت جدوجہد کرو(3,35)۔

احکامات

1) **احرام کی حالت میں پابندیاں:** احرام کی حالت میں شکار کرنا حاجی کے لیے منع ہے، لیکن حج سے فارغ ہو کر احرام اتارنے کے بعد شکار کر سکتا ہے۔ اگر کوئی حاجی جان بوجھ کر احرام کی حالت میں شکار کرے تو

اسے اس کے ہم پلہ جانور کو کفارہ میں مکہ میں ذبح کر کے مساکین میں بانٹنا ہو گا، یا تین روزے رکھنا ہوں گے۔ تمہارے لیے سارے آبی جانور حلال ہیں، چاہے تم خشکی پر ہو یہ سمندر کے سفر پر، یا احرام کی حالت میں۔

2) **عقیدے:** اللہ سے عقیدت کی علامتوں، مقدس مہینوں اور قلادہ پہنے ہوئے جانوروں کی بے حرمتی نہ کرو، اور ان لوگوں کے ساتھ بد سلوکی نہ کرو جو اللہ کی رضا کے حصول کے لیے مکہ کے لیے نکلے ہیں۔

3) **حلال و حرام:** تمام چرنے والے جانور تمہارے لیے حلال ہیں سوائے سور کے۔ **تم پر** حرام ہیں وہ جانور جنہیں بغیر تکبیر کے ذبح کیا گیا، آستانوں پر ذبح کیا گیا، مردار، خون، ان جانوروں کا گوشت جو گلا گھوٹنے سے، یا ضرب سے، یا اونچائی سے گرنے سے، یا ٹکر سے، یا جسے درندوں نے مارا ہو حرام ہیں، سوائے اس کے جسے زندہ پا کر ذبح کر لیا گیا ہو۔ تمام پاکیزہ چیزوں کو حلال کر دیا گیا ہے، اور سدھائے ہوئے شکاری جانور کے ذریعے شکار پر اللہ کا نام لے کر کھا سکتے ہیں۔ استثنا: بھوکا شخص زندہ رہنے کے لئے حرام چیز کھا سکتا ہے۔ اہل کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا ان کے لیے۔ اسی طرح نیک اہل کتاب کی عورت سے شادی کرنا جائز ہے، زنا کاری کی اجازت نہیں۔ انتباہ: جو انکار کریں گے وہ آخرت میں نقصان اٹھائیں گے۔ اور حلال چیز کو اپنے اُوپر حرام نہ کرو(87)۔

4) **جوا اور قسمت کا حال:** باز رہو نشہ آور چیزوں سے، جوئے اور تیروں سے قسمت کا حال جاننے وغیرہ سے، یہ شیطانی کام ہیں، ان سے وہ تمہارے درمیان دشمنی اور نفرت پیدا کرتا ہے اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے دور کرتا ہے(1-5,94-96,100)۔

5) **وضو اور تیمم:** وضو کے لیے اپنا چہرہ دھونا، ہاتھوں کو کہنیوں تک دھونا، سر کا مسح کرنا، اور پاؤں کو ٹخنوں تک دھونا چاہیے، اور اگر جنابت کی حالت میں ہو تو، غسل کر کے اپنے آپ کو پاک کرو، البتہ اگر کوئی بیمار ہو، یا سفر پر ہو، یا رفع حاجت کی ہو، یا اپنی بیوی سے مباشرت کی ہو اور پانی دستیاب نہ ہو، تو پھر زمین کی صاف مٹی کا سہارا لو اور اسے اپنے چہرے اور اپنے ہاتھ پر پھیر کر اپنے آپ کو پاک کر لو(6)۔

6) **سزائیں:** کسی معصوم جان کو ناحق قتل کرنا ایسا ہے گویا سارے انسانوں کو قتل کیا؛ اور کسی کی جان بچانا ایسا ہے گویا ساری انسانیت کی جان بچائی۔ یہ مقرر کیا گیا ہے: جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت، اور تمام زخموں کے لیے ویسا ہی۔ لیکن اگر کوئی معاف کر دے تو یہ اس کے لیے کفارہ ہو گا۔ چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائے (سوائے بھوکا شخص جو کھانے کی چیز چوری کرے)۔ مسلح ڈکیتی پر مخالف سمت سے ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں۔ جو

لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہ ظالم ہیں۔ جو لوگ اللہ، اس کے رسول اور مومنوں کے خلاف جنگ کرتے ہیں اور زمین پر فساد پھیلاتے ہیں، انہیں یا تو قتل کر دیا جائے، یا سولی پر چڑھا دیا جائے، یا ملک بدر کر دیا جائے، سوائے ان کے جو مغلوب ہونے سے پہلے توبہ کر لیں۔ جزا کے دن ، اگر کافر کے پاس زمین سے دوگنی دولت ہو (ہر چیز اللہ کی ہے) اور اسے عذاب کے بدلے تاوان کے طور پر پیش کرے تو اسے قبول نہیں کیا جائے گا (32-34,36,38,45)۔

7) **قسم:** اپنا عہد پورا کرو۔ فضول قسموں کی کوئی سزا نہیں لیکن جس نے نیت سے قسم کھائی اور توڑ دی، اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا جو تم کھاتے ہو، یا انہیں کپڑے پہنانا، یا غلامی سے آزاد کرانا ہے، اور اگر غریب ہے تو تین دن کے روزے رکھے (89)۔

8) **انصاف:** اللہ کے لیے گواہی دینے والے سیدھے رہو، اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں انصاف سے انحراف پر مجبور نہ کرے۔ اللہ سے ڈرو اور صرف اللہ پر بھروسہ رکھو۔ جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے انہوں نے کفر کیا۔

9) **طنز کرنے والے:** یہودیوں، عیسائیوں اور جو تمہارے عقائد کا مذاق اڑائیں انہیں اپنا حلیف نہ بناؤ، اصل میں وہ ایک دوسرے کے حلیف ہیں۔ لہٰذا، جو ان کو حلیف بنائے گا وہ ان میں شمار ہوگا (51,57)۔

10) **وصیت:** بستر مرگ پر یا سفر پر وصیت کرتے وقت، دو نیک آدمیوں کو اس کا گواہ بناؤ، اور اگر ضرورت ہو تو مسجد میں گواہوں سے حلف لے لو (106-107)۔

الہامی کُتب: اللہ کہتا ہے: ہم نے تورات نازل کی، جس میں یہودیوں کے لیے ہدایت اور روشنی تھی۔ اور ہم نے ہی عیسیٰؑ کو انجیل عطا کی، جس میں ہدایت، روشنی اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت تھی۔ پھر ہم نے آپؐ پر قرآن حق کے ساتھ نازل کیا، جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے۔ لہٰذا، لوگوں کے معاملات میں اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ کرو۔ اگر خدا چاہتا تو سب کو ایک ہی جماعت بنا دیتا۔ اس کے بجائے، اس نے تمہیں ایک قانون اور زندگی کا ایک طریقہ بتایا تاکہ اس کے مطابق آزمائے (آزاد مرضی)۔ اللہ نے حکم دیا کہ نیک کاموں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرو (44,46-50)۔

بنی اسرائیل: اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا کہ وہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، اپنے نبیوں پر ایمان لائیں گے، ان کی مدد اور صدقہ خیرات کریں گے۔ الٹا انہوں نے الفاظ کو اس کے سیاق و سباق سے ہٹا کر اس کے معنی کو مسخ کیا اور غداری کے مرتکب ہوئے۔ اپنی بدعہدیوں کے سبب وہ اللہ کی رحمت سے دور ہو گئے۔ موسیٰؑ نے اپنی قوم کو اللہ کا فضل و کرم یاد دلایا، کہ کس طرح اس نے ان میں سے نبیوں کو اُٹھایا، ان کو حکمرانی دی اور انہیں وہ عطا کیا جو اس نے دنیا میں کسی اور کو نہیں دیا تھا۔ پر جب انہیں کہا گیا کہ فلسطین کی بستی میں داخل ہو جاؤ، تو انہوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ تمؑ اور تمہارا ربّ ان کا مقابلہ کرے۔ فلسطین کو ان کے لیے چالیس سال تک حرام کر دیا گیا۔ یہودیوں کی اس خصلت کی وجہ سے نبیؐ کو کہا کہ اگر وہ تورات کے علاوہ آپؐ کے پاس فیصلہ کے لیے آئیں تو ان کے مابین تورات کے مطابق فیصلہ کرنا۔ تورات کے مطابق "آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت" کا حکم دیا گیا ہے۔ ان آیات میں اُن یہودیوں کا ذکر ہے جنہیں نافرمانی پر بندر اور سور بنا دیا گیا تھا۔ یہودیوں نے بہتان تراشی کرتے ہوئے یہ تک کہہ دیا کہ اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں، یعنی بخیل ہے۔ اس پر حد یہ ان کا اپنے رسولوں کے ساتھ بھی رویہ یہ رہا ہے کہ انہوں نے اکثر کا انکار کیا، اور بہت سوں کو قتل کیا (12-13,20-26,41-47,60,64,70-71)۔ اہل کتاب مسلمانوں سے محض اس لیے نفرت کرتے ہیں، کہ وہ اللہ اور اس تعلیم پر یقین رکھتے ہیں جو محمدؐ پر نازل ہوئی ہے، اور ان تعلیمات پر بھی یقین رکھتے جو پہلے نازل ہوئی تھیں (59)۔ جو بھی ایک خدا، یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے اور نیک عمل کرتا ہے، چاہے وہ مسلمان ہو، یہودی ہو، عیسائی ہو، یا صابی، وہ سب جنت میں داخل ہوں گے (69)۔

عیسائی: عیسائیوں سے بھی ایک عہد لیا گیا تھا؛ پر وہ بھی اُس تعلیم کا اچھا خاصا حصہ بھول گئے جو انکو دی گئی تھی۔ اہل کتاب کو بتایا جا رہا ہے کہ اللہ کا رسول (محمدؐ) ان کے پاس ایک واضح کتاب لے کر آیا ہے، جس کے ذریعے اللہ سیدھا راستہ دکھاتا ہے اور ان پر ان کی کتاب کی بہت سی اچھی باتیں واضح کرتا ہے جسے انہوں نے چھپا رکھا ہے۔ بد قسمتی سے، عیسائیوں نے یہ کہہ کر کہ "مسیح ابن مریمؑ خدا ہے" کفر کیا ہے۔ قرآن میں اللہ نے پوچھا، اگر وہ مسیحؑ، مریمؑ اور زمین پر موجود تمام لوگوں کو تباہ کرنا چاہے تو اسے کون روک سکتا ہے؟ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کی بادشاہی اللہ کے لیے ہے۔ یہودی اور عیسائی دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے پیارے ہیں۔ اللہ پوچھتا ہے، پھر وہ ان کو ان کے جرم کی سزا کیوں دیتا ہے؟ اللہ نے غور کرنے کے لیے ایک تمثیل پیش کی اور کہا، عیسیٰؑ اور اس کی ماں دونوں کھانا کھاتے

ہیں (پھر خدا کیسے ہو سکتے ہیں)۔ قرآن کہتا ہے کہ عیسائی، یہودیوں اور مشرکوں کے مقابلے میں مسلمانوں کے زیادہ قریب ہیں۔ **حضرت عیسیٰؑ کے معجزات:** آپؑ نے گہوارے میں بات کی، جذام کا علاج کیا، پیدائشی نابینا کو بینائی دی، مٹی سے زندہ پرندہ بنایا، آپؑ کو تورات اور انجیل کی حکمت سکھائی، اور آپؑ کو سولی سے بچایا وغیرہ۔ عیسیٰؑ کے حواریوں نے آپؑ سے کہا کہ اللہ سے کہیں وہ ہم پر آسمان سے کھانے کا ایک خوان اتارے۔ اللہ نے اس شرط پر منظور کیا کہ اگر بعد میں انہوں نے کفر کیا تو انہیں سخت ترین سزا دے گا۔ قیامت کے دن اللہ عیسیٰؑ سے سوال کریں گے کہ کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ وہ تمہیں اور تمہاری والدہ کو اللہ کے علاوہ معبود بنائیں؟ آپؑ جواب دیں گے کہ انھوں نے ان سے کہا تھا کہ اس اللہ کی عبادت کرو، جو میرا اور تمہارا ربّ ہے۔ اس پر اللہ فرمائے گا سچائی سچے لوگوں کو نفع دے گی (14-19,72-75,82,110-117)۔

ہابیل اور قابیل: یہ آدمؑ کے دو بیٹوں کی کہانی ہے، جب انہوں نے قربانی پیش کی، ہابیل کی قربانی قبول ہوئی جبکہ قابیل کی قبول نہ ہوئی۔ قابیل نے کہا: "میں تمہیں قتل کروں گا"۔ ہابیل نے کہا کہ اگر تم قتل کرنے کے لئے اپنا ہاتھ اُٹھاؤ گے تو میں نہیں اُٹھاؤں گا۔ آخرکار قابیل نے بھائی کو قتل کر دیا، اور خسارے والوں میں شامل ہو گیا۔ اس کے بعد اللہ نے ایک کوا بھیجا تاکہ اسے دکھائے کہ اپنے بھائی کی لاش کو کیسے چھپائے (27-31)۔

منافق: وہ ہیں جو جہاد پر نہیں جاتے بلکہ دوسروں کو روکتے ہیں، اور پھر دعویٰ ایمان کرتے ہیں، حقیقت میں وہ منافق ہیں۔ جب مسلمان فتح یاب ہوں تو وہ اپنی منافقت پر پچھتاتے ہیں۔ ایسے لوگ گناہ، زیادتی اور حرام کمائی کی طرف جلد مائل ہوتے ہیں (52-53,61-62)۔

شرک: اللہ نے مویشیوں کو بحیرہ، سائبہ، وسیلہ اور حام کو بتوں کے لیے وقف نہیں کیا ہے۔ یہ لوگ دھوکے میں ہیں اور اللہ کے خلاف جھوٹ گھڑتے ہیں (وہ مویشی جنہیں قبل از اسلام عرب مختلف دیوتاؤں کے لیے وقف کرتے تھے)۔ ان سے جب کہا جاتا ہے کہ اللہ کی نازل کردہ کتاب پر ایمان لاؤ، تو وہ جواب دیتے ہیں، ان کے باپ دادا کا طریقہ ان کے لیے کافی ہے، چاہے وہ صریح گمراہی میں ہوں (103-4)۔

نصیحت: اگر کوئی قوم مرتد ہو جائے، تو اللہ ان کی جگہ ایسی قوم پیدا کرے گا جن سے وہ پیار کرتا ہو اور جو اس سے پیار کرتے ہوں۔ تمہارے حلیف صرف اللہ، اس کا رسول، اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے، جو

نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکتے ہیں(54،56)۔اچھائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتے ، چاہے برائی کثرت کی وجہ سے اچھی لگتی ہو۔اللہ مسلمانوں کو خبردار کرتا ہے کہ یہودیوں کی طرح غیر ضروری سوالات نہ پوچھو، اگر بتادیئے جائیں تو تم پریشان ہو جاؤ گے، اگر آیات کے نزول کے وقت پوچھا جائے گا تو اس کی وضاحت کی جائے گی (101-102)۔ تمام انبیاء مسلمان تھے۔ راستبازی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو نہ کہ گناہ اور زیادتی میں۔(7-11،44)۔اپنے دشمنوں پر زیادتی نہ کرو۔ اللہ ان لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو امانت میں خیانت کرتے ہیں اور گناہ پر قائم رہتے ہیں(107)۔اللہ نے صالح ایمان والوں سے بخشش اور عظیم اجر کا وعدہ ہے،اور جن لوگوں نے انکار کیا ان کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔

اہم آیات: اللہ نے کعبہ کو اجتماعی زندگی کے لیے ایک سبب بنایا ہے،اور حج کے مقدس مہینے اور قربانی کے جانور بھی اس کے فروغ میں مدد فراہم کرتے ہیں۔ یاد رکھو، اللہ سخت سزا دینے والا ہے، اور وہ بخشنے والا، رحم کرنے والا بھی ہے، لہٰذا پلٹ آؤ اپنے ربّ کی طرف۔ نبیؐ کا کام صرف پیغام پہنچانا ہے(97-99)۔ جس دن اللہ تمام رسولوں کو اکٹھا کرے گا اور پوچھے گا: "تمہیں کیا جواب دیا گیا"؟ وہ جواب دیں گے: ہمیں اس کا علم نہیں ہے۔آپ اکیلے ہی ان تمام چیزوں کو پوری طرح جانتے ہیں جو انسانی تصور کی پہنچ سے باہر ہیں(109)۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

6-سورۃ الانعام

سورۃ الانعام ایک مکی سورت ہے جس میں 165 آیات کو 20 رکعوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔اس کا نام آیات 139-136 سے لیا گیا ہے جہاں کچھ مویشیوں کے حلال اور حرام ہونے سے متعلق توہمات پر بحث کی گئی ہے۔ دوسری مکی سورتوں کی طرح، اس سورت کا بنیادی مقصد بھی لوگوں کو اللہ، تمام انبیاء، اور قیامت کے دن پر ایمان لانے کی دعوت دینا ہے۔ یہ سورت توحید پر زور دیتی ہے اور شرک اور بت پرستی سے منع کرتی ہے۔ یہ سورت مشرکین عرب پر فرد جرم عائد کرتی ہے کہ وہ اپنی ہٹ دھرمی کی وجہ سے قرآن، محمدؐ اور آخرت کا انکار کر رہے ہیں، اور یہ بھی کہ وہ اپنی نوزائیدہ بیٹیوں کو قتل کرتے ہیں، اور بغیر اختیار کے حلال و حرام کے احکام مرتب کرتے ہیں۔اس کے جواب میں سورت کہتی ہے کہ حلال و حرام کا

اختیار صرف اور صرف اللہ کا ہے جس نے باغات اور فصلیں پیدا کیں، جس نے نقل و حمل، گوشت اور دودھ کے لیے جانوروں کو پیدا کیا۔ اس سورت میں انیس پیغمبروں کا ذکر ہے (محمدؐ، ابراہیمؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ، نوحؑ، داودؑ، سلیمانؑ، ایوبؑ، یوسفؑ، موسیؑ، ہارونؑ، زکریاؑ، یحییٰؑ، عیسیٰؑ، اسماعیلؑ، الیاسؑ، یسعؑ، یونسؑ ولوطؑ)(84-86)۔ وہ سب ایک ہی پیغام لے کر آئے تھے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

زیر بحث اہم امور: 1) شرک کا رد اور توحید کی طرف رہنمائی۔ 2) زندگی بعد الموت اور یومِ حساب زندہ کئے جانے کی حقیقت۔ 3) یہودیوں کے وہ خود ساختہ ممنوعات جن کو اللہ کی طرف منسوب کیا گیا۔ 4) اللہ کے احکامات جو اسلامی معاشرے کے بنیادی اخلاقی اصولوں کو واضح کرتے ہیں۔ 5) یہ سورت نبیؐ اور آپ کے ساتھیوں کو مایوسی کی حالت میں تسلی اور حوصلہ دیتی ہے۔ 6) اس میں کافروں کو تنبیہ اور نصیحت کی گئی ہے تاکہ وہ اپنی بے حسی اور تکبر کو ترک کر دیں۔ 7) دین کو فرقوں میں بانٹنے کی ممانعت۔ 8) اللہ تعالیٰ مومنوں سے یہ واضح اعلان سننا چاہتا ہے کہ ان کی اطاعت، عقیدت، زندگی اور موت سب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے ہیں۔ 9) چرند پرند بھی ہماری طرح کی انواع ہیں۔

اللہ کی صفات: تمام تعریفیں صرف اکیلے اللہ کے لئے ہیں، جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، اور روشنی اور تاریکی کو وجود بخشا۔ اسی نے آدمؑ کو مٹی سے پیدا کیا، اور تمام انسانوں کو ایک ہی جان سے پیدا کیا، اور ہر ایک کے لیے زندگی کی مدت اور زمین پر آخری آرام گاہ مقرر کی۔ وہ کائنات کا ربّ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو (بگ بینگ کے ساتھ) پیدا کیا۔ وہ ولی ہے جو مخلوق کو پالتا ہے اور وہ خود رزق کا محتاج نہیں۔ کائنات میں جو کچھ ہے اسی کا ہے۔ وہ بے نیاز، ہمدرد، حکمت والا، سب کچھ جاننے والا اور سب کچھ سننے والا ہے۔ وہ ہمارے چھپے اور کھلے اعمالوں سے واقف ہے (1-4,12-14,133)۔ وہ رحیمی سے کام لیتا ہے اور نافرمانی پر فوراً سزا نہیں دیتا۔ انتہائی تکلیف کی حالت میں ہر کوئی اللہ کو پکارتا ہے (یہ ہمارے جین اور لاشعور میں پیوست ہے)۔ اگر وہ چاہتا تو سب مومن ہوتے (63)۔ وہی مالک ہے جو جزا کے دن سب کو جمع کرے گا تاکہ حساب لیا جائے (38-41)۔ اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں۔ اسے علم ہے جو زمین اور سمندر میں ہے، وہ ہر گرتے ہوئے پتے کے بارے میں جانتا ہے کہ وہ کس بل گرے گا، اور زمین کے کھلے یا اندھیرے میں ہر دانے کے بارے میں بھی جانتا ہے چاہے وہ سبز ہو یا خشک، چاہے رات ہو یا دن (59)۔ اس کے باوجود حق کو جھٹلانے والے دوسروں کو اس کا ہمسر گردانتے ہیں۔ کائنات میں جو کچھ ہے وہ اس کی ملکیت

ہے۔اسی لیے مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اللہ کی اطاعت کریں اور اس کی الوہیت میں کسی کو شریک نہ کریں۔اگر اللہ کسی کو آزمائش میں ڈالے تو اس کے سوا کوئی اسے ہٹا نہیں سکتا، وہ اپنی مخلوق پر غالب ہے (62)۔اللہ وہ ہستی ہے جو زمین میں دانے اور گٹھلی کو پھاڑتا ہے، وہی زندہ کو مردہ سے اور مردہ سے زندہ کو نکالتا ہے۔وہ پردہ شب کو چاک کر کے دن نکالتا ہے، اُس نے رات کو سکون کا وقت بنایا ہے، اُسی نے چاند اور سورج کے طلوع و غروب کا حساب مقرر کیا ہے، اور تاروں کو تاریکیوں میں راستہ معلوم کرنے کا ذریعہ بنایا ہے۔وہی آسمان سے پانی برساتا ہے، پھر اس کے ذریعہ سے ہر قسم کی نباتات اور ہرے بھرے کھیت اور درخت پیدا کرتا ہے (95-99)۔کوئی نگاہ اس کا ادراک نہیں کر سکتی، جب کہ اسے تمام نگاہوں کا ادراک ہے (103)۔

احکامات: i) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ii) والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرو۔iii) افلاس کے خوف سے اپنے بچوں کو قتل نہ کرو، وہ تمھیں بھی کو رزق دیتا ہے اور اسی طرح ان کو بھی رزق فراہم کرے گا۔iv) کھلم کھلا یا خفیہ طور پر بے حیائی کے کاموں کے قریب نہ جاؤ۔v) ناحق کسی کو قتل نہ کرو۔vi) کسی نابالغ یتیم کی جائیداد کے قریب نہ جاؤ سوائے بہترین طریقہ کے۔vii) انصاف کے ساتھ پورا تولو۔viii) انصاف کرو چاہے اس کی زد میں قریبی رشتہ داریوں نہ آئیں۔ix) اللہ سے کیا عہد پورا کرو۔اسی کا اس نے تمھیں حکم دیا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔x) ممانعت ہے: مردار، خون، سور کا گوشت، یہ جسے اللہ کے سوا کسی اور نام پر ذبح کیا گیا ہو، اس پابندی سے مستثنیٰ ہیں جو بھوک سے مجبور ہوں۔xi) جھوٹے معبودوں کی توہین مت کرو، ایسا نہ ہو کہ وہ اللہ کی توہین کریں (108,145-147,151-152)۔

اللہ نبیؐ کو کہتے ہیں: اگر ان پر قرآن کتابی شکل میں لکھا ہوا اتارا جاتا تو یہ اُسے جادو کہہ کر رد کر دیتے (7)۔ قوموں نے رسولوں کا مذاق اڑایا اور بعد میں اسی عذاب کا سامنا کیا جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔ان کی تباہی کے آثار دنیا بھر میں بکھرے ہوئے ہیں (10-11)۔ اللہ کی گواہی کافی ہے یہ جاننے کے لیے کہ قرآن تمہاری طرف بذریعہ وحی بھیجا گیا ہے تاکہ تم انہیں اور جس جس تک یہ پہنچے وہ متنبہ ہو۔ مشرک بغیر ثبوت کے اللہ کے شریک ٹھراتے ہیں۔اے نبیؐ ان سے کہو کہ آپ بیزار ہیں اس شرک سے جس میں وہ مبتلا ہیں (19)۔ نبیؐ کو تنبیہ کی گئی ہے کہ وہ مومنوں سے منہ نہ پھیریں کیونکہ وہ اپنے اعمال کے جوابدہ ہیں

اور آپ اپنے اعمال کے لئے، اور اگر آپؐ نے مشرکوں کی اطاعت کی تو آپ مشرک شمار ہوں گے (121)۔ نبیؐ کسی پر نگراں نہیں آپؐ محض خبر دار کرنے والے ہیں (107)۔

شرک کارد: اللہ تعالیٰ نبیؐ سے فرماتا ہے کہ مشرک آپؐ کا انکار نہیں کرتے بلکہ وہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں، اور تنبیہ کرتا ہے کہ اگر ان کا منہ موڑنا تمہیں غمگیں کرتا ہے، تو پھر اگر تم ان کے لیے زمین یا آسمان سے کوئی نشانی لانے کی طاقت رکھتے ہو تو لے آؤ (صرف اللہ لا سکتا ہے)، لہٰذا صبر سے کام لو۔ اگر اللہ چاہتا تو سب کو ہدایت دے دیتا (33-37)۔ اللہ کہتا ہے کہ مشرک جنوں کو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں، حالانکہ وہ مخلوق ہیں، اور بغیر جانے بوجھے اُس کے لیے بیٹے اور بیٹیاں تصنیف کرتے ہیں، جبکہ وہ پاک اور بالاتر ہے ان باتوں سے جو یہ کہتے ہیں (100)۔ اگر ہم فرشتے بھی ان پر نازل کر دیتے اور مردے ان سے باتیں کرتے اور دنیا بھر کی چیزوں کو ہم ان کی آنکھوں کے سامنے جمع کر دیتے تب بھی یہ ایمان لانے والے نہ تھے، اِلاّ یہ کہ مشیتِ الٰہی یہی ہو (آزاد مرضی نہ ہو) (100،111)۔ قرآن مشرکین کو متنبہ کرتا ہے کہ محمدؐ کے پاس نہ غیب کے خزانوں کی کنجیاں ہیں، نہ غیب کا علم اور نہ ہی آپؐ فرشتے ہیں، آپ اس چیز کی پیروی کرتے ہیں جو آپ پر نازل ہوئی ہے۔ رہا شفاعت تو اس پر صرف اللہ کا اختیار ہے (50-53)۔ آپؐ سے کہا گیا کہ مشرکوں سے کہو کہ مجھے ان ہستیوں کی عبادت سے منع کیا گیا ہے جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، اگر میں ایسا کروں تو میں گمراہوں میں سے ہوں گا، اور مجھے عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ان سے یہ بھی کہہ دو کہ قیامت صرف اللہ ہی لا سکتا ہے اور اگر میرے اختیار میں ہوتا تو معاملہ طے ہو چکا ہوتا (56-58)۔ ان کے استفسار پر، اللہ مشرکوں تنبیہ کرتا ہے کہ فرشتے اصل شکل میں تب ہی اترتے ہیں جب قوم کو تباہ کرنا ہو اور اگر وہ انسانی شکل میں آئیں تو شک باقی رہے گا (6-9)۔ قیامت کے دن سب اللہ کے سامنے اکیلے اور خالی ہاتھ آئیں گے اور جن کو وہ اللہ کا ہمسر تصور کرتے تھے وہ اس کا انکار کریں گے (94)۔ یہ جان کر کہ ان کے معبودوں نے انہیں چھوڑ دیا ہے، تب وہ بھی شرک کا انکار کریں گے، اور جب وہ جہنم کو دیکھیں گے جس سے انہیں ڈرایا گیا تھا، تو وہ ایک اور موقع کی آرزو کریں گے۔ اور اگر انہیں موقع دے دیا جائے (بغیر یاد داشت کے) تو وہ دوبارہ ناکام ہوں گے۔ ایسے منکر کہتے ہیں کہ قرآن قدیم زمانے کے افسانے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو یقین نہیں تھا کہ وہ مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔ سچائی کو جھٹلا کر انہوں نے اپنی بربادی کا سودا کیا (22-31)۔ تو کیا ان ہستیوں سے ڈرنا بنتا ہے جن کے لیے اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں

کی، جو نہ نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان؟ نہیں! ہاں ان کا احترام واجب ہے(71,81)۔ مویشیوں سے متعلق مشرکین کے توہم پرستی کا ذکر(144-135)۔ مشرک کہتے ہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم، نہ ہمارے آباء واجداد شرک کرتے اور نہ ہم کسی حلال چیز کو حرام ٹھہراتے (یہی تو آزاد مرضی ہے)(148)۔ ہمیں ابراہیمؑ کے طریقے پر چلنے کا حکم دیا گیا ہے جو مشرک نہ تھے۔ ہماری نمازیں، ہماری قربانی، ہمارا جینا مرنا صرف اللہ کے لیے ہے جو سب کا پالن ہار ہے۔ یوم جزا ہر شخص اپنے اعمال کا ذمہ دار ہو گا اور کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ واضح نشانیوں کے باوجود جو انکار کرتے ہیں وہ گونگے بہرے ہیں، عذاب ان کا مقدر ہے-161) (164۔ سب اللہ کے حضور اکیلے حاضر ہوں گے، دنیا میں ان کے پاس جو کچھ تھا وہ سب پیچھے رہ جائے گا، اور وہ سفارشی جن کے بارے میں مشرکین دعویٰ کرتے تھے اور جن کے بارے میں وہ اپنے معبود سمجھتے تھے، وہ نظر نہ آئیں گے (94)۔ لہٰذا، ہماری نمازیں، ہماری عبادات، ہمارا جینا اور ہمارا مرنا، فقط اللہ ربّ العالمین کے لیے ہے، جو ہر چیز کا ربّ ہے۔

ابراہیمؑ: ستاروں، چاند اور سورج کے بارے میں ابراہیمؑ کے تجسس کا نتیجہ یہ تھا کہ جو چیز غروب ہو جائے یا مر جائے وہ ہستی اس قابل نہیں کہ اسے پکارا جائے (نبی، اولیاء، شیاطین، فرشتے، سورج، چاند، جانور وغیرہ)(74-82)۔

اہلِ کتاب: جن کو کتاب دی گئی تھی وہ قرآن اور محمدؐ کو اسی طرح پہچانتے ہیں جس طرح وہ اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں۔ لیکن جن لوگوں کے دلوں میں بغض ہے (کہ بنی اسحاق سے نہیں) وہ یقین نہیں کریں گے۔ اور ان سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھیں یا اس کی نشانیوں کو جھٹلائیں، ایسے ظالم یقیناً کبھی فلاح نہیں پا سکتے(20-21)۔

نصیحت: اللہ خبر دار کرتا ہے کہ وہ پہلے قوموں کو آفات سے آزماتا ہے اور پھر احسانات سے، اور جو توبہ نہیں کرتیں انہیں تباہ کر دیتا ہے (جیسے فرعونی)، اور ان کی جگہ دوسروں کو کھڑا کرتا ہے (6-9)۔ جو نشانیوں کا انکار کرتے ہیں عذاب ان کا مقدر ہے(49)۔ اور جو اللہ کی نشانیوں پر یقین کرتے ہیں، ان کے لئے اللہ نے رحم کو اپنے اوپر واجب کر دیا، وہ ان کو معاف کرتا ہے جو توبہ کر کے اپنی اصلاح کرتے ہیں(54)۔ اسی طرح اگر لوگوں کی اکثریت کے کہنے پر چلا جائے تو وہ اللہ کے راستہ سے بھٹکا دیں گے، کیونکہ وہ محض گمان اور قیاس آرائیاں کرتے ہیں(116)۔ اللہ کے نام سے بہت فرق پڑتا ہے، پس حلال کھاؤ اور حرام سے پرہیز کرو

(119-118)۔ نبیؐ کا ان لوگوں سے کوئی تعلق نہیں ہے جو دین کو فرقوں میں بانٹتے ہیں۔ (قیامت کے دن) اللہ ان کو بتادے گا کہ وہ کیا کرتے رہے ہیں(159)۔ نیکیوں پر دس گنا بدلہ دیا جائے گا جبکہ بُرے اعمال پر اس کے برابر(160)۔

اہم آیات: دنیا کی زندگی کھیل اور تفریح کے سوا کچھ نہیں اور آخرت کی زندگی پرہیز گاروں کے لئے بہت بہتر ہے(32)۔ دعوتِ حق پر لبیک وہی لوگ کہتے ہیں جو اللہ کی آیات سن کر اس پر غور و فکر کرتے ہیں، اور جو حق کا انکار کرتے ہیں وہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں(36)۔ اللہ ہمارے اوپر عذاب نیچے سے یا اوپر سے بھیجتا ہے، یا پھر فرقوں میں بانٹ کر ہمیں ایک دوسرے کے ظلم کا مزہ چکھاتا ہے(65)۔ ان لوگوں سے دور ہو جاؤ جو اللہ کی آیات کا مذاق اڑا رہے ہوں یہاں تک کہ وہ موضوع تبدیل کر لیں(68)۔ جو لوگ جھوٹ بولتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کے پاس وحی اتری ہے، وہ قرآن کی طرح کچھ پیش کر کے دکھائیں؟ جنہوں نے تکبر میں اللہ پر جھوٹ گھڑا، ایسے ظالموں کو سکرات الموت میں عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا (93)۔ تمہارے ربّ کی بات سچائی اور کامل ہے، کوئی اس کے فرامین کو تبدیل کرنے کا مجاز نہیں(115)۔ شیطان اور شیاطین جنوں اور انسانوں کے خاص گروہ ہر نبی کے دشمن رہے ہیں(112)۔ اللہ نے ہر علاقے، قصبے میں امتحان کے طور پر بڑے بڑے جرائم پیشہ افراد کو پیدا کیا(123)۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

7-سورۃ الاعراف

اعراف جہنم اور جنت کے مابین کچھ بلندیاں ہیں۔ اس سورت کا نام آیات 47-46 میں بلندیوں کے تذکرے سے لیا گیا ہے۔ یہ مکی سورت ہے، اور 206 آیات پر مشتمل قرآن کی ساتویں سورت ہے۔ اس کی آخری آیت میں سجدہ ہے۔ الاعراف تخلیقِ آدمؑ کی ابتداء اور یوم قیامت کے بارے میں بتاتی ہے۔ یہ بھی بتاتی ہے کہ شیطان نے کس طرح آدمؑ اور حوا کو جنت کا ممنوعہ پھل کھلایا، اور اس حکم عدولی کے نتیجے میں تینوں کو زمین پر اتار دیا گیا۔

مرکزی عنوان: آدم کی تخلیق اور شیطان کا سجدہ سے انکار، یومِ قیامت، اعراف کی بلندیوں پر لوگ، مختلف انبیاء کا مختصر تذکرہ، اور موسیٰؑ کا تھوڑا تفصیل سے، اللہ نے سب انسانوں کو ایک نفس سے پیدا کیا، اور سب سے عہد لیا۔

عنوانات کا خلاصہ:

اللہ: آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کی ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی زندگی اور موت دیتا ہے۔ اسی نے بنی آدم کی پشت سے اولادیں پیدا کیں اور ان سے عہد لیا کہ وہ ان کا ربّ ہے، سب نے اس کی گواہی دی۔ تاکہ وہ قیامت کے دن یہ دعویٰ نہ کریں کہ وہ اس سے بے خبر تھے، یا کہیں کہ انہوں نے دوسرے معبودوں کی پرستش اس لیے کی کیونکہ ان کے آباؤاجداد نے انہیں اس کی الوہیت میں شریک کیا تھا۔ ان سب کو عذابِ جہنم کا سامنا کرنا پڑے گا(172-173)۔ **سبق:** کوئی بہانہ نہیں، ہر کوئی اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے۔

احکامات: ہر قسم کے گناہ، زیادتی، بے حیائی کے کام چاہے ظاہر ہوں یا پوشیدہ منع ہیں۔ اللہ کی الوہیت میں کسی کو شریک کرنا، یا بغیر علم کے اللہ پر کوئی بات کہنا نا قابل معافی گناہ ہے بشرطیکہ فانی زندگی میں توبہ نہ کی جائے(33)۔ آدمؑ اور ان کی اولاد کو شروع میں بتا دیا گیا تھا کہ جب ان کے پاس انہی میں سے کوئی رسول آئے، جو ان کو اس کے احکام سنائے تو، جو لوگ اپنی اصلاح کریں گے وہ آخرت میں کامیاب ہوں گے اور انکار کرنے والے نقصان اٹھائیں گے(35-36)۔

آدمؑ: اللہ نے آدمؑ کو تخلیق کیا، اور پھر فرشتوں کو اُسے سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ شیطان کے سوا سب نے سجدہ کیا، وہ اپنے گھمنڈ میں اپنے آپ کو بہتر سمجھتا تھا، لہٰذا، اس کا شمار خسارہ پانے والوں میں سے ہو گیا۔ توبہ کرنے کے بجائے شیطان نے قیامت تک کی مہلت مانگی جو اسے دے دی گئی۔ اس نے اللہ سے وعدہ کیا کہ وہ تقریباً سب انسانوں کو گمراہ کرلے گا۔ اس کے جواب میں اللہ نے اس کے اور اس کے پیروکاروں کے لیے جہنم کی وعید سنائی۔ شیطان اپنے فریب سے آدمؑ اور حوا کو ممنوعہ درخت کا پھل کھلانے میں کامیاب ہو گیا۔ تینوں کو جنت سے نکال کر زمین پر آزمائش کے لیے اتار دیا گیا، اور آخرت میں جو ابد ہی کے لیے اٹھائے جائیں گے۔ آدمؑ اور حوا نے اللہ سے توبہ کی اور انہیں معاف کر دیا گیا(11-25)۔ **سبق:** جو لوگ

اپنے دل میں عاجزی پیدا کر کے توبہ کرتے ہیں وہ آدم کی طرح ہیں، اور جو تکبر کرتے ہیں اور شر میں بڑھتے چلے جاتے ہیں، وہ شیطان کی طرح ہیں۔

محمدؐ: اللہ تعالیٰ نبیؐ کو کہتے ہیں کہ قرآن کے بارے میں تمہارے دل میں کوئی شک پیدا نہ ہو، یہ آپؐ پر وحی کیا گیا ہے تاکہ آپ اس سے کافروں کو ڈرائیں اور مومنوں کو نصیحت کریں(2)۔ قرآن احکامات کو واضح کرتا ہے اور یہ ایمان والوں کے لئے باعث رحمت ہے(52)۔ آپؐ نیکی کا حکم دیتے اور بدی سے روکتے ہیں، پاک چیزوں کو حلال اور ناپاک چیزیں حرام کرتے ہیں۔ پس جو آپؐ پر ایمان لائیں، آپؐ کی حمایت کریں، آپ کی مدد کریں اور قرآن پر عمل کریں وہ فلاح پائیں گے۔ چونکہ آپؐ کے بعد کوئی رسول نہیں آنا، اس لیے قرآن قیامت تک تمام انسانیت کے لیے راہ ہدایت ہے۔ اللہ تعالیٰ مکہ والوں کو غور و فکر کرنے کا کہہ کر پوچھتا ہے کہ نبیؐ چالیس سال تک ان کے درمیان رہے، اور تم انہیں سچا، دیانت دار اور امانت دار مانتے تھے، پھر کیسے، جب وہ تمہیں میری آیات سے نصیحت کرتے ہیں، تو تم کہتے ہو کہ وہ پاگل پن کا شکار ہے؟ آپؐ تو بس ڈرانے والے اور بشارت دینے والے ہیں(184)۔ اب اللہ کی رحمت محمدؐ کی پیروی کرنے والوں کے لئے ہے، جس کا تورات اور انجیل میں کا ذکر ہے۔ پس اللہ پر، اس کے رسولؐ پر اور اس کی نازل کردہ کتاب پر ایمان لاؤ تاکہ تم ہدایت پاؤ(8-157)۔

یوم جزا اور مشرک: قیامت کا علم صرف اللہ کو ہے اور وہ اسے اپنے وقت پر ہی ظاہر کرے گا(187)۔ سب سے زیادہ ظالم شخص وہ ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے، یا اللہ کی آیات کو جھٹلاتا ہے، جیسے منافق، مشرک، کافر وغیرہ۔ نصیحت کا انکار کرنے والے قیامت کے دن تسلیم کریں گے کہ ان کے رسول حق لے کر آئے تھے۔ پھر وہ اپنے سفارشیوں کو تلاش کریں گے، نہ ملنے پر وہ چاہیں گے کہ ان سے دوبارہ امتحان لیا جائے، پر صد افسوس، جہنم ان کا ٹھکانہ ہو گی۔ نجات کی امید ختم ہونے پر وہ ایک دوسرے پر گمراہ کرنے کا الزام لگائیں گے، سب کو جہنم کے عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ وہ کبھی جنت میں داخل نہیں ہوں گے، خواہ اونٹ سوئی کے ناکے سے گزر جائے۔ جنت میں صرف نیک عمل کرنے والے ہی داخل ہوں گے۔(37-45,53)۔

شرک کا رد: جن کو لوگ اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں انہوں نے کوئی چیز پیدا نہیں کی بلکہ وہ تو خود اس کی مخلوق ہیں۔ وہ نہ اپنی مدد کر سکتے ہیں اور نہ ہی کسی اور کی۔ اگر انہیں پکارا جائے تو، پکار کا جواب دے نہیں سکتے۔ مزید اللہ تعالیٰ نبیؐ سے فرماتے ہیں کہ مشرکین سے کہو کہ وہ اپنے تمام جھوٹے معبودوں کو آپؐ کے

خلاف سازش کرنے کے لیے پکاریں اور آپؐ کو کوئی مہلت نہ دیں، آپ کا ولی اللہ ہے اور وہ صالحین کا محافظ ہے(191-198)۔اوپر جو کچھ کہا گیا ہے اس میں مزید اضافہ کرنے کے لیے،اللہ تعالیٰ نبیؐ سے کہتے ہیں کہ آپؐ اعلان کریں، کہ آپ اپنے لیے کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتے سوائے اس کے جو اللہ چاہے۔ اگر آپ کے پاس غیب کا علم ہوتا تو آپ ہر قسم کی بھلائیاں جمع کر لیتے اور آپ کو کبھی کوئی نقصان نہ پہنچتا۔آپ تو محض ڈرانے والے اور ایمان والوں کے لیے بشارت دینے والے ہیں (تو کیا کسی اور کو یہ اختیار حاصل ہو سکتے ہیں؟)(188)۔قرآن میں لوگوں سے یہ عہد لیا گیا کہ وہ اللہ پر حق کے سوا کچھ نہیں کہیں گے(169)۔ منکروں کے دل ہیں جن سے سوچتے نہیں،ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے نہیں، ان کے کان ہیں جن سے سنتے نہیں۔وہ مویشیوں کی طرح ہیں، بلکہ بد تر،وہ غافل ہیں(179)۔

اونچائی،اعراف والے: اعراف جہنم اور جنت کے درمیان کچھ بلندیاں ہیں جن پر وہ لوگ ہوں گے جن کے اچھے اور برے اعمال برابر ہوں گے۔وہ اہل جنت کو کہیں گے، "سلام ہو تم پر"،اور جب وہ اہل جہنم کو دیکھیں گے تو پناہ مانگیں گے اور ان سے کہیں گے،آج نہ تمہاری تعداد اور نہ تمہاری دولت تمہارے کسی کام آئی۔اہلِ دوزخ اہلِ جنت سے کہیں گے کہ ان پر کچھ پانی یا کھانا پھینکیں۔انہیں بتایا جائے گا کہ اللہ نے اِسے منکروں کے لیے منع کیا ہے۔اُس دن اللہ ان کو اسی طرح فراموش کرے گا جیسے انہوں نے اللہ سے ملاقات کو بھلایا اور اس کی آیات کو جھٹلایا تھا۔ان شاء اللہ ایک دن اہل اعراف جنت میں داخل ہوں گے(46-51)۔

انبیاء: اللہ نبیوں کو بھیجنے سے پہلے یا ان کی نبوت کے بعد قوموں پر ہمیشہ مصیبتیں اور مشکلات بھیجتا ہے تاکہ لوگوں میں عاجزی پیدا ہو۔اللہ پھر تکالیف کو آسائشوں سے بدل دیتا ہے یہاں تک کہ وہ پھل پھول جائیں، پھر ان کو وہاں سے پکڑتا ہے جہاں سے انہیں خبر تک نہ ہو۔اگر وہ ایمان لے آتے۔اللہ نے ان پر اپنی رحمتیں نازل کرتا ہے(94-96)۔اس سورت میں جن انبیاء کا تذکرہ ہے وہ ہیں: **نوحؑ**59-64،**ہودؑ**65-72، **صالحؑ**73-79، **لوطؑ**:80-84 **شعیبؑ**85-93، **موسیٰؑ**138-171۔ تمام انبیاءؑ نے اپنی قوم سے کہا،اللہ کی عبادت کرو، کیوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ انہیں ان پر آخرت کے عذاب کا ڈر ہے۔ سب امتوں کے رہنماؤں نے نبیوں کو جواب دیا کہ وہ تو انہیں صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں۔جواب میں رسولوں نے کہا کہ وہ کسی گمراہی میں مبتلا نہیں بلکہ وہ ربّ العالمین کے رسول ہیں،تاکہ تم تک اللہ کا پیغام پہنچائیں اور مخلصانہ نصیحت کریں۔ تمہیں تعجب ہے کہ تمہارے پاس اللہ کی نصیحت تم ہی میں سے انسان

کے ذریعہ آئی ہے؟ سوائے بنی اسرائیل کے، ان سب نے نہ صرف اپنے آباءواجداد کے جھوٹے معبودوں کو چھوڑنے سے انکار کیا، بلکہ سچے خدا کی پرستش سے بھی انکار کیا، اور دوٹوک انداز میں عذاب لانے کو کہا۔ انکار کرنے پر اللہ تعالیٰ نے **نوحؑ** اور آپ کے پیروکاروں کو کشتی میں بچالیا اور باقیوں کو غرق کر دیا۔ اللہ نے **ہودؑ** اور آپ کے ساتھیوں کو بچایا اور باقیوں کو ہلاک کر دیا جنہوں نے اللہ کی نشانیوں کو جھٹلایا تھا۔ **صالحؑ** کے لوگوں کے لیے ایک اونٹنی معجزانہ طور پر پہاڑ سے نکالی گئی تھی اور کہا تھا کہ اس کو تکلیف نہ پہنچانا۔ انہوں نے اسے مار ڈالا اور کہا کہ ہم پر وہ عذاب لاؤ جس کی تم ہمیں دھمکی دیتے ہو۔ پھر انہیں تباہ کن عذاب نے آلیا اور وہ اپنے گھروں میں اُوندھے منہ پڑے رہ گئے۔ **لوطؑ** کی قوم سب سے پہلی قوم تھی جو ہم جنس پرستی میں مبتلا تھی۔ آپؑ کی تبلیغ پر ان کی قوم کا جواب تھا کہ ان کو ملک بدر کر دو۔ اللہ نے لوطؑ کو اور آپ کے گھر والوں کو آپ کی بیوی کے سوا بچالیا اور باقیوں پر پتھروں کی بارش کی اور زمین میں دھنسا کر تباہ کر دیا۔ **شعیبؑ** کی قوم کو کہا گیا تھا کہ وہ پورا تولیں۔ اس کے جواب میں ان کے رہنماؤں نے شعیبؑ کو تنبیہ کی کہ وہ انہیں اور ان کے پیروکاروں کو ملک بدر کر دیں گے۔ ایک تباہی نے انہیں بھی آلیا، اور وہ اپنے گھروں میں اُوندھے منہ پڑے رہ گئے۔ **موسیٰؑ** نے فرعون سے کہا کہ بنی اسرائیل کو آزاد کرو جن کے بچوں کو قتل کرتے ہو اور بچیوں کو چھوڑ دیتے ہو۔ فرعون نے نو معجزات دیکھنے اور اپنے جادوگروں کی شکست کے باوجود ماننے سے انکار کیا۔ نتیجتاً بنی اسرائیل نے سمندر عبور کر لیا، اور فرعون اور اس کی فوج کو اللہ نے غرق کر دیا۔ تمام رسول یہ کہتے ہوئے چلے گئے: اے میری قوم! ہم نے تمھیں ربّ کا پیغام پہنچایا اور تم کو مخلصانہ مشورہ دیا۔ لیکن تمھیں اپنے خیر خواہ پسند نہیں۔ تو پھر ہم تمہارے لیے کیسے ماتم کر سکتے ہیں جنہوں نے سچائی کو قبول کرنے سے انکار کیا؟ **سبق:** جب رسول آتے ہیں تو نصیحت کو جھٹلانے والی قومیں تباہ کر دی جاتی ہیں۔ دنیا بھر میں ان کی باقیات بکھری پڑی ہیں۔ اللہ فرماتا ہے کہ اس کی نشانیوں سے صرف متکبر ہی منہ موڑتے ہیں۔

بنی اسرائیل: اسرائیلیوں کو فلسطین کی سرزمین کا وارث بنایا گیا۔ اللہ کی رحمت سے باحفاظت سمندر پار کرنے کے بعد جب انہوں نے لوگوں کو بتوں کی پوجا کرتے دیکھا تو موسیٰؑ سے اُسی طرح کے معبود کا تقاضا کیا۔ موسیٰؑ نے انہیں ڈانٹا اور کہا، "کیا میں تمہارے لیے اللہ کے سوا کوئی اور خدا تلاش کروں جس نے تمھیں باقی اقوام پر فضیلت دی"۔ اللہ نے موسیٰؑ کے لئے چالیس راتوں کی مدت مقرر کی۔ موسیٰؑ نے ہارونؑ کو اپنا نائب مقرر کیا اور کوہِ طور کے لئے روانہ ہوئے۔ وہاں موسیٰؑ نے اللہ کو دیکھنے کی استدعا کی۔ اللہ

نے کہا تم اُسے کبھی نہیں دیکھ سکتے، پہاڑ پر میری جھلک دیکھو، پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰؑ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے، پھر آپؑ نے اللہ سے توبہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کو اپنی قوم کے لیے شریعت کی تختیاں عطا فرمائیں۔ آپؑ کی عدم موجودگی میں سامری نے آپ کی قوم کے زیوروں سے بچھڑا ڈھالا اور اس کی عبادت شروع کر دی۔ تائب ہونے پر اللہ نے انہیں معاف کر دیا، لیکن مجرم قتل کر دیئے گئے۔ اللہ سے موسیٰؑ کو باتیں کرتے دیکھنے کے اصرار پر، ستر اسرائیلیوں کو کوہِ طور پر لے جایا گیا، جہاں زلزلے نے انہیں ہلاک کر دیا۔ موسیٰؑ کی دعا پر انہیں دوبارہ زندہ کیا گیا۔ اللہ نے کہا کہ اس کی رحمت ہر چیز پر محیط ہے اور وہ ان لوگوں پر رحم کرے گا جو نافرمانی سے پرہیز کریں گے، زکوٰۃ دیں گے اور میری آیات پر ایمان لائیں گے۔ اللہ نے کوہ طور کو ان کے سروں پر اٹھایا اور ان سے عہد لیا کہ وہ اس کتاب کو مضبوطی سے تھامیں گے جو میں تمہیں دے رہا ہوں، اور اس میں جو کچھ لکھا ہے اسے یاد رکھو گے۔ جب بنی اسرائیل نے موسیٰ سے بیابان میں پانی طلب کیا تو اللہ نے ہدایت کی کہ وہ اپنا عصا چٹان پر ماریں۔ جس سے بارہ قبیلوں کے لیے بارہ چشمے پھوٹ پڑے۔ اللہ نے اُن پر بادل کا سایہ کیا اور اُن پر من و سلویٰ اتارا۔ جب ان سے کہا گیا کہ وہ بسنے کے لئے ایک بستی میں سجدہ ریز ہوتے ہوئے داخل ہوں اور عام معافی کا اعلان کریں۔ مگر انہوں نے ان لفظ کو تبدیل کیا اور ان پر اللہ کی پھٹکار پڑ گئی۔ انہوں نے سبت کا حکم بھی توڑا۔ اور پھر جب پوری سرکشی کے ساتھ وہی کام کیے چلے گئے جس سے انہیں روکا گیا تھا، تو اللہ نے سرکشوں کو بندر بنا دیا۔ **آخر میں اللہ نے اعلان کیا کہ وہ بنی اسرائیل کے خلاف آخری زمانے تک ایسے لوگ اٹھائے گا جو انکو سخت عذاب میں ڈالیں گے، اور دنیا بھر میں بکھیر دیں گے۔** سبق: اللہ کی محبوب قوم وہی ہے جو اس کے احکامات پر عمل کرے۔

نصیحت: 1) اللہ نے جو قرآن نازل کیا ہے اس کی پیروی کرو۔ 2) اللہ کے سوا کسی دوسرے معبود کو نہ پکارو۔ جب ایسی قومیں اللہ کے عذاب سے تباہ ہوئیں، تو تباہی کے وقت وہ اپنے گناہوں کا اقرار کرتے رہ گئیں (دیر کر دی)۔ 3) اللہ، رسولوں اور ان کی امتیوں کا محاسبہ کرے گا۔ 4) اللہ ہمیشہ ہمارے قریب ہے۔ 5) قیامت کے دن اعمال کا وزن ہو گا، جن کی نیکیوں کے پلڑے بھاری ہوں گے وہ فلاح پائیں گے، اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے وہ نقصان اٹھائیں گے۔ 6) اللہ نے ہمیں زمین پر بھیجا اور ہماری روزی کا بندوبست کیا (3-10)۔ 7) تمام لباسوں میں سب سے بہتر لباس تقویٰ کا ہے۔ 8) شیطان تمہیں دھوکہ میں نہ ڈالے جس طرح اس نے آدمؑ کو دھوکہ دیا تھا۔ ہوشیار، وہ اور اس کے ساتھی تمہیں وہاں سے دیکھتے

ہیں جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھتے۔9)**شیاطینِ جن اُن کے دوست ہیں جو ایمان نہیں لاتے۔**10) کبھی بے حیائی کے کاموں کا حکم نہ دو، بلکہ انصاف اور نیکی کا حکم دو۔ 11) ہدایت یافتہ ہیں وہ جو اللہ کو اپنا ولی مانتے ہیں اور اسی کو پکارتے ہیں، یہ جانتے ہوئے کہ ہم سب کو کس کی طرف لوٹنا ہے۔12) **نماز کے وقت مکمل لباس میں جاؤ۔** 13) حد سے تجاوز کیے بغیر کھاؤ اور پیو(26-31)۔14) اللہ نے زینت کی چیزوں سے منع نہیں کیا جو اس نے اپنی مخلوق کے لئے پیدا کی ہیں یا روزی کے سامان میں سے اچھی چیزوں کو، یہ دنیا میں مومنوں کی خوشی کے لیے ہیں، اور قیامت کے بعد صرف ان ہی کے لئے ہوں گی(32)۔ 15) وہ شخص جو نشانیوں سے منہ موڑے اور اپنی خواہشات کی پیروی کرے، اس کی مثال اس کتے کی سی ہے جو زبان لٹکائے ہانپتا ہے چاہے تم اس پر حملہ کرو یا اسے تنہا چھوڑ دو(175-176)۔16) جس کو اللہ گمراہی میں بھٹکنے دے، اسے کوئی ہدایت دے نہیں سکتا(186)۔17) اللہ نبیؐ کے ذریعے کہلواتا ہے، نرمی و درگزر کا طریقہ اختیار کرو، معروف کی تلقین کیے جاؤ، اور جاہلوں سے نہ اُلجھو۔ اگر کبھی شیطان اکسائے تو اللہ کی پناہ مانگو، وہ سب سننے والا اور جاننے والا ہے(199-200)۔18) **جب قرآن پڑھا جائے تو غور سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم سمجھ سکو**(204)۔

اہم آیات: ہر قوم کے لئے ایک مدت مقرر ہے، پھر جب اس کی مدت پوری ہو جائے تو، ایک لمحے کی تاخیر یا تقدیم نہیں ہو سکتی(34)۔ اللہ کی آیات اور آخرت کی ملاقات کا انکار کرنے والوں کے اعمال ضائع ہو جائیں گے(147)۔لوگوں کو نصیحت کرتے رہیں، حتیٰ کہ ان کو بھی جن کو اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا جن کو سخت سزا دینے والا ہے، تاکہ تم نافرمانی سے بچتے ہوئے اپنے ربّ کے حضور عذر پیش کر سکو۔ اللہ نے نصیحت کرنے والوں کو بچا لیا اور ظالموں اور نصیحت نہ کرنے والوں کو دردناک عذاب سے دوچار کیا (نصیحت کرنا فرض ہے)(164)۔ اللہ کے بہترین نام ہیں، اس لیے اس کو اس کے ناموں سے پکارو اور ان لوگوں سے پرہیز کرو جو اس کے ناموں کو بگاڑتے ہیں۔ عنقریب ان کو ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ جن کو ہم نے پیدا کیا، ان میں سے ایک جماعت ہو جو لوگوں کی حق کی طرف رہنمائی کرے اور اس کے مطابق فصلہ کرے(180-181)۔ قیامت کا علم صرف اللہ کو ہے(187)۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

8-سورۃ الانفال

جنگ بدر کے فوراً بعد سورۃ انفال مدینہ میں نازل ہوئی۔ یہ قرآن مجید کی آٹھویں سورت ہے۔ اس کی کل 75 آیات ہیں جو دس حصوں میں تقسیم ہیں۔ اس کا نام پہلی آیت سے لیا گیا ہے۔ یہ خاص طور پر جنگ اور مالِ غنیمت سے متعلق ہدایات کو بیان کرتی ہے۔ یہ سورت جنگ اور امن کے اصولوں اور قربانی کے نظریے کو بیان کرتی ہے۔

سورۃ الانفال کے مرکزی عنوانات:

مومن: سچے مومن وہ ہیں جو اللہ سے ڈرتے ہوئے آپس میں معاملات کو درست رکھتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ جب ان کے سامنے اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں اور جب اس کی آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔ وہ نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور اپنے ربّ پر بھروسہ کرتے ہیں۔ ایسے لوگ بخشے جائیں گے، آخرت میں بلند مقام اور عزت والا رزق پائیں گے (1-4)۔ وہ اللہ، اس کے رسول اور اپنے عہد سے وفا کرتے ہیں، اللہ سے ڈرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ وہ ان کے گناہوں کو معاف کر دے گا (27-29)۔

مہاجرین: جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان سے جہاد کیا اور جنہوں نے ان کو پناہ دی اور ان کی مدد کی وہی سچے مومن اور ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ پھر بھی وراثت کے معاملے میں، خون کے رشتوں کا حق زیادہ ہے۔ اور جن لوگوں نے (دار الاسلام کی طرف) ہجرت نہیں کی ان کے ساتھ تعاون واجب نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ دین کے معاملے میں مدد چاہیں تو مدد دینا واجب ہے مگر اہلِ معاہدہ کے خلاف نہیں (72-75)۔

جنگِ بدر اور اس کا تاریخی پس منظر: نبیؐ اور آپ کے صحابہ کو مکہ میں سخت ظلم و ستم کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ ہجرت سے چار سال قبل، مدینہ کے لوگوں نے اسلام قبول کرنا شروع کیا، اور تین سال بعد مدینہ کے پچھتر سے زائد افراد نے آپؐ سے ملاقات کی اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اگرچہ انہیں بیعت کے نتائج کے بارے میں بتا دیا گیا تھا (یعنی پورے عرب کے ساتھ جنگ)، پھر بھی انہوں نے نبیؐ سے مدینہ ہجرت کرنے کی درخواست کی۔ جنگ بدر ہجرت کے دو سال بعد 2 ہجری یا 624 عیسوی میں لڑی گئی۔ مسلمانوں کی تعداد محض 313 تھی، ان میں سے 86 مکہ سے ہجرت کر کے آئے تھے اور باقی 227 مدینہ کے تھے (ان میں سے اکثر کے پاس لاٹھیاں اور پتھر تھے)۔ مکہ کی فوج پوری طرح ہتھیاروں سے لیس

اور سو گھڑ سواروں سمیت ایک ہزار جنگجوؤں پر مشتمل تھی۔ جنگی عدم توازن کے باوجود، جنگ مسلمانوں کی واضح فتح پر ختم ہوئی۔ مکہ کی فوج کے سرداروں سمیت ستر جنگجو ہلاک ہوئے، اور ستر کو اسیر بنالیا گیا۔

جنگ کا جائزہ: سورت اس بات پر زور دیتی ہے کہ فتح صرف اللہ کی مدد اور نصرت کی وجہ سے ہوئی ہے، اور یہ کہ مسلمانوں کو اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ قافلہ اور مکی فوج میں سے، اللہ نے حق کی سربلندی اور باطل کی بیخ کنی کے لئے مکہ کی فوج سے سامنا کرایا۔ اللہ نے مومنوں کی مدد کے لیے ایک ہزار فرشتے بھیجے، تاکہ ان کے دلوں کو اطمینان حاصل ہو۔ اس نے مکہ کی فوج کے دلوں میں دہشت ڈالی اور انہیں مسلمانوں کی نظروں میں چھوٹا دکھایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پختہ ایمان والے اپنی تعداد سے دس گنا پر غالب آ سکتے ہیں، جب کہ ایمان کی کمزوری کی وجہ سے اپنے سے دوگناہ پر غالب آ سکتے ہیں۔ مسلمانوں کو لڑائی میں پیٹھ نہیں پھیرنی چاہیے، سوائے حکمت عملی کے طور پر، یا کسی اور گروہ میں شامل ہونے کے لیے۔ جو پیٹھ پھیریں گے ان پر اللہ کا غضب نازل ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کا مزید ارشاد ہے، ان سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے، اور دین پورا کا پورا اللہ کے لیے ہو جائے۔ اللہ کافروں کو خبر دار کرتا ہے کہ وہ نافرمانی سے باز آ جائیں، اور اگر دوبارہ شر پھیلانے کی کوشش کریں گے تو وہ انہیں عذاب دے گا۔ اگر وہ تائب ہو جائیں تو ان کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے (5-40,65-66)۔ فدیہ پر قیدیوں کو آزاد کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کسی نبی کو اس وقت تک قیدیوں کو آزاد کرنا زیب نہیں دیتا جب تک کہ دشمن کو کافی حد تک دبا نہ لیا جائے (67-70)۔

احکام اور جنگی اخلاقیات: لڑائی مالِ غنیمت یا فائدہ حاصل کرنے کے لیے نہیں ہونی چاہیے بلکہ صحیح مقصد کے لئے ہونی چاہیے۔ مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ اللہ، اللہ کے رسولؐ، آپ کے قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں اور راہ گیروں کے لیے ہے (41)۔ جب تمہارا دشمن سے سامنا ہو تو پیٹھ نہ دکھانا (15)۔ اللہ کے نزدیک وہ بدترین مخلوق ہیں جو حق کو جھٹلاتے اور معاہدوں کو توڑتے ہیں (یہودی)۔ اگر تمہیں ایسے لوگ جنگ میں ملیں تو ان کو نمونہ عبرت بناؤ تاکہ دوسرے نصیحت پکڑیں (22)۔ اگر تمہیں کسی اہلِ عہد کی طرف سے خیانت کا اندیشہ ہو تو ان کے عہد کو اعلانیہ ختم کر دو (55-58)۔ اپنے اور اللہ کے دشمنوں کو مغلوب کرنے کے لیے، اپنی تمام طاقت اور ہتھیاروں کے ساتھ جو آپ جمع کر سکتے ہیں ان کا مقابلہ کرنے کے لیے ہمیشہ تیار رہیں۔ اگر دشمن صلح کی طرف مائل ہو تو خود بھی مائل ہو جاؤ اور اللہ پر بھروسہ رکھو (60-61)۔

نصیحت: اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں نہ جھگڑو، ورنہ تم ہمت ہار جاؤ گے اور تمہاری طاقت ختم ہو جائے گی(46)۔ اللہ تعالیٰ اس نعمت کو نہیں بدلتا جو اس نے کسی قوم کو دی ہو جب تک کہ وہ اپنا اخلاقی رویہ نہ بدل لیں(53)۔ اے نبی! آپ کے لیے اور آپ کی پیروی کرنے والوں کے لیے اللہ کافی ہے۔

اہم آیات: بچو! اُس فتنے سے جس کی شامت سارے معاشرہ پر آئے(25)۔ اللہ اور رسول کے ساتھ عہد میں خیانت نہ کرو(27)۔ اللہ بہترین تدبیر کرنے والا ہے(30)۔ اللہ کسی قوم کو عذاب نہیں دیتا، جب ان کے درمیان کوئی نبی موجود ہو، یا وہ اس سے استغفار کرتے ہوں(33)۔ جو اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں تو اللہ ان کے لیے کافی ہے(49)۔ اللہ تو اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا، سزا تو ان کے اپنے ہاتھ کی کمائی ہے۔(51)۔ اے نبی! زمین کی ساری دولت کے ساتھ تم ان کے دلوں کو جوڑ نہیں سکتے تھے، جس طرح اللہ کے دین نے انہیں جوڑا ہے(63)۔

9-سورۃ التوبہ

سورت توبہ ایک مدنی سورت ہے جو جزوی طور پر جنگِ تبوک سے پہلے، اس کے دوران اور بعد میں نازل ہوئی۔ اس کا ذکر دو ناموں سے ہوتا ہے، ایک سورۃ البرات ہے جس کا مطلب ہے معاہدے کی ذمہ داری سے بری ہونا، جس کا ذکر پہلی آیت میں آیا ہے۔ دوسرا نام التوبہ ہے جو آیات 108-102 میں مذکور ہے۔ اس سورت میں 129 آیات ہیں جن کو 16 رکوعوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ یہ قرآن کی واحد سورت ہے جو بسم اللہ سے شروع نہیں ہوتی، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ سورت صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی پر الٹی میٹم سے شروع ہوتی ہے، لہٰذا، غصہ کے اظہار کے لیے "اللہ کے نام سے جو نہایت رحمان و رحیم ہے" کو چھوڑ دیا گیا۔

اہم موضوعات: یہ سورت مشرک، یہودی اور عیسائیوں کے ساتھ تعلقات کا دوبارہ جائزہ لیتی ہے۔ لہٰذا مشرکین کو مسجدِ حرام کی تولیت سے معزول کر کے مسلمانوں کو متولی بنا دیا گیا۔ مشرکین مکہ کی طرف سے معاہدے کی خلاف ورزی کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے معاہدے سے برات کا اعلان کیا گیا۔ جنگ تبوک کے لیے بعض مسلمانوں کی کمزوریوں پر بھی سرزنش کی گئی ہے۔ مشرک عربوں، یہودیوں اور روم کے خلاف جہاد کا جھنڈا بلند کرنے کا حکم دیا گیا۔ اس سورت میں مسلمانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، اور زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کو آخرت میں سخت عذاب کی وعید سنائی

گئی ہے۔ یہ سورت، یہ بھی بتاتی ہے کہ زکوٰۃ کو کہاں خرچ کیا جانا چاہیے۔ شر پسند عناصر سیاق و سباق سے ہٹ کر آیت 5 کا حوالہ دے کر اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور اس سے اگلی آیت کا ذکر نہیں کرتے، جس میں حکم دیا گیا ہے کہ اگر مشرکین میں سے کوئی شخص پناہ مانگ کر تمہارے پاس آنا چاہے (تاکہ اللہ کا کلام سنے) تو اسے پناہ دو یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے۔ پھر اُسے اس کی (امن کی جگہ) تک پہنچا دو۔

موضوعات کا خلاصہ:

اللہ: اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد تخلیق کائنات کے بعد سے بارہ ہے (36)۔ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کی ہے، وہی زندگی اور موت دیتا ہے، اور اس سے نہ کوئی بچا سکتا ہے، نہ مدد کر سکتا ہے اور نہ ہی امان دے سکتا ہے (116)۔ اللہ تعالیٰ تمام انسانیت سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے: تمہارے پاس ایک رسول محمدؐ تشریف لائے ہیں **جو تم میں سے ہیں**، جو تمہارے روحانی نقصان پر غمگیں ہوتے ہیں اور تمہاری حقیقی کامیابی کے لیے بے چین رہتے ہیں۔ وہ مومنوں کے لیے نرم اور رحم دل ہیں۔ اب اگر تم اس نبیؐ سے منہ موڑو گے تو اللہ اس کے لیے کافی ہے، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی پر بھروسہ رکھنا چاہیے، وہی عرش عظیم کا مالک ہے (9-128)۔

تنسیخ معاہدہ: اللہ نے ان مشرکوں کے ساتھ معاہدہ ختم کرنے کا اعلان کیا جنہوں نے رسول اللہؐ کے ساتھ معاہدے کی خلاف ورزی کی تھی۔ انہیں چار ماہ کا الٹی میٹم دیا گیا۔ جب چار محترم مہینے گزر گئے تو اللہ نے حکم دیا کہ مجرم جہاں بھی ملیں، انہیں قتل کر دو، اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو انہیں چھوڑ دو، کیونکہ اللہ بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ وہ مشرک جنہوں نے کسی معاہدے کی خلاف ورزی نہیں کی اور نہ ہی مسلمانوں کے خلاف کسی کی مدد کی وہ اس سے مستثنیٰ ہیں (37-1)۔ **سبق**: جب دشمن معاہدہ توڑ دے تو معاہدہ کو ختم کرنے کا اعلان کر دو۔

مکہ: مکہ مکرمہ کی اہمیت کے پیش نظر، اسے آزاد کرانے کے ایک سال بعد مشرکین پر اللہ کی مسجد میں داخل ہونے یا اس کی دیکھ بھال پر پابندی لگا دی گئی۔ یہ اعلان حج کے موقع پر کیا گیا تاکہ تمام عرب قبائل سن لیں (17,28)۔ انہیں بتایا گیا کہ حاجیوں کی خدمت کرنا، اللہ اور آخرت پر ایمان اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے برابر نہیں ہو سکتا (22-19)۔ **سبق**: شرک ایک گھناؤنا جرم ہے، اس کے ساتھ کوئی عمل قابل قبول نہیں۔

جنگ حنین: مسلمان جب جنگِ حنین میں اپنی تعداد کے زعم میں مبتلا ہوئے، تو وہ جنگ ہار گئے تھے، اگر اللہ کی مدد نہ آتی (26-25)۔ کافروں کو تین باتوں میں سے ایک کا انتخاب کرنے کو کہا گیا۔ ا) ایمان لائیں اور اطاعت اختیار کریں۔ ب) جزیہ دیں۔ ج) نہیں تو جنگ ہے (29)۔ **سبق:** کبھی گھمنڈ نہ کرنا نہ ہی بے جا خود اعتمادی میں مبتلا ہونا۔

منافقین اور جنگ تبوک: یہ آیات اس وقت نازل ہوئیں جب رسول اللہؐ تبوک کی مہم کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ اہل ایمان کو جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تلقین کی گئی۔ اس میں منافقین اور بغیر کسی عذر کے پیچھے رہ جانے والوں کو مال بچانے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے ہچکچانے پر سخت سرزنش کی گئی ہے (72)۔ اللہ نے تنبیہ کی کہ اگر کوئی نبیؐ کی مدد نہیں کرتا تو اللہ انؐ کی مدد کرے گا (40)۔ کٹھن سفر اور شکست کے امکان کی وجہ سے منافقین نے پیچھے رہنے کے لیے حیلے بہانے بنائے۔ نبیؐ نے ان کے حیلے بہانوں کو قبول کیا۔ منافقین ہمیشہ فتنے کے بیج بو کر فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ یہ اس وجہ سے تھا کہ ان کے دل شکوک و شبہات سے بھرے ہوئے تھے، وہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتے تھے۔ دوسری طرف، مومن کبھی اپنے مال اور جان کے ساتھ جہاد سے استثنیٰ کی درخواست نہیں کرتا (48-42)۔ تبوک سے واپسی کے بعد منافقین کی شرارتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا کہ منافقوں کے لیے کوئی معافی نہیں، چاہے نبیؐ ان کے لیے جتنی دعائے مغفرت کریں۔ دوسری طرف، غیر حقیقی وجہ سے پیچھے رہ جانے والے تین ایمان والوں کو سزا کے بعد، اللہ نے معاف کر دیا (118)۔ مسجد ضرار مدینہ میں منافقین نے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لیے بنائی تھی، اللہ نے رسول اللہؐ کو اس میں نماز پڑھنے سے منع کر دیا تھا (129-73)۔

ایمان والے اور جہاد: مومن ایک دوسرے کے ساتھی ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے (72-71)۔ بے شک اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لیے ہیں۔ وہ اس کی راہ میں لڑتے ہیں۔ جنت کا وعدہ اللہ کا سچا وعدہ ہے جو تورات، انجیل اور قرآن میں کیا گیا ہے۔ مومن اللہ کے ساتھ کیے گئے سودے پر خوش ہیں، کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ سب سے بڑی کامیابی ہے۔ مومن بار بار اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں، اس کی عبادت کرتے ہیں، اور اس کی حمد بیان کرتے ہیں، اس کی خاطر زمین میں اِدھر اُدھر آتے جاتے ہیں، اسی کے آگے جھکتے اور اسے ہی سجدہ

کرتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں، اور اللہ کی مقرر کردہ حدود کی سختی سے پابندی کرتے ہیں(111-112)۔ اللہ سے ڈرتے ہوئے وہ ہمیشہ حق کا ساتھ دیتے ہیں(119)۔ مومنوں پر جب بھی کوئی نئی سورت نازل ہوتی ہے تو اس سے ان کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ خوش ہوتے ہیں(124)۔

زکوٰۃ کا مصرف: یہ تو دراصل فقیروں اور مسکینوں کے لیے ہیں اور اُن لوگوں کے لیے جو صدقات وصول کرنے کے کام پر مامور ہوں، اور اُن کے لیے جن کی تالیف قلب مطلوب ہو، نیز یہ کہ قیدیوں، غلاموں کو چھڑانے، مقروض کی مدد کرنے اور راہ خدا اور مسافر نوازی میں استعمال کرنے کے لیے ہیں(60)۔

نصیحت: دوستی یا رفاقت میں کافروں کو ترجیح نہ دیں خواہ وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ اگر تمہارے باپ، بھائی، بیٹے اور بیویاں، قریبی رشتہ دار، کمایا ہوا مال، تجارت اور گھر جو تمہیں اچھے لگتے ہیں، وہ تمہیں اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہیں، تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تم پر اپنا فیصلہ صادر کر دے(23-24)۔ جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا اور ان کی پیٹھ اور پیشانیوں کو ان کے ساتھ داغا جائے گا(35)۔ نبیؐ اور ایمان والوں کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ مشرکوں کے لیے مغفرت کی دعا کریں، خواہ وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں، جب کہ ان پر واضح ہو چکا ہے کہ وہ جہنم کے مستحق ہیں(113)۔ چند قوموں کا تذکرہ جو کفر کی وجہ سے تباہ ہوئیں (70)۔ لوگوں کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنے مفادات کی خاطر رسولؐ کو چھوڑ کر گھروں میں رہیں، ایسا کبھی نہ ہوگا کہ اللہ کی راہ میں بھوک پیاس اور جسمانی مشقت کی کوئی تکلیف وہ جھیلیں، اور کسی (عداوتِ حق کے) دشمن سے کوئی انتقام وہ لیں، اور اس کے بدلے ان کے حق میں ایک عمل صالح نہ لکھا جائے۔ یقیناً اللہ کے ہاں محسنوں کا حق الخدمت مارا نہیں جاتا ہے۔(120-121)۔

اہم آیات: بیشک، اکثر علماء اور درویشوں کا حال یہ ہے کہ وہ لوگوں کے مال کو باطل طریقوں سے کھاتے ہیں اور انہیں اللہ کی راہ سے روکتے ہیں (علماء سو)(34-35)۔ **سبق:** اندھی تقلید کا نتیجہ برا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

10-سورت یونس

اس سورت میں 109 آیات ہیں جن کو 11 رکوعوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ یہ 618-613ء کے درمیان نازل ہونے والی مکی سورت ہے۔اس کا نام آیت 98 سے لیا گیا ہے جو پوچھتی ہے: کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ کسی بستی کے لوگ اللہ کے عذاب کو دیکھ کر ایمان لے آئیں ہوں اور ان کا ایمان لانا انہیں فائدہ دے، سوائے یونس کی قوم کے (ایسی کوئی مثال نہیں)۔ تمام مکی سورتوں کی طرح یہ بھی توحید پر زور دیتی ہے اور مختلف زاویوں سے اسلامی عقائد پر بحث کرتی ہے۔

یہ اللہ کی وحدانیت، محمدؐ کی نبوت اور موت کے بعد کی زندگی پر بحث کرتی ہے۔ یہ قرآن اور محمدؐ کی نبوت کے خلاف کفار کے اعتراضات کا بھی جواب دیتی ہے۔اس میں قیامت کی منظر کشی کی گئی ہے تاکہ ہمیں خبردار کرے کہ دنیا کی زندگی محض ایک امتحان اور آزمائش ہے۔ نوحؑ اور موسیٰؑ کے قصوں کے ذریعے اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ نبیؐ کے ساتھ سابقہ امتوں جیسا سلوک کرنا غلط ہے۔ دوسری طرف نبیؐ کو صبر کی تلقین کی گئی ہے، اور بتایا گیا کہ وہ سب کو مسلمان نہیں بنا سکتے۔ پہلی ستر آیات اسلام اور کافروں کے درمیان ایک تناؤ کا مکالمہ پیش کرتی ہیں۔ اگرچہ مشرکین مکہ اللہ کو خالق اور ربّ مانتے تھے لیکن پھر بھی انہوں نے اس کی عبادت، الوہیت، تابعداری اور حاکمیت میں دوسروں کو شریک بنایا ہوا تھا۔ چنانچہ یہ سورت شرک کی نفی میں اللہ کا صحیح تصور پیش کرتی ہے۔اس سورت میں 5 اہم موضوعات پر تبادلہ خیال کیا گیا ہے۔

اہم موضوعات

اللہ کا تقویٰ: اللہ وہ ذات ہے جس نے چھ دن میں آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، پھر عرش پر جلوہ گر ہوا، اور وہی کائنات کے تمام امور چلاتا ہے۔اس کی اجازت کے بغیر کوئی شفاعت نہیں کر سکتا، اور اسی کی طرف سب نے لوٹنا ہے۔ اسی نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا، وہ انسانوں کو دوبارہ زندہ کرے گا تاکہ انصاف کے ساتھ وہ ان مومنوں کو جزا دے جنہوں نے اچھے کام کیے اور کافروں کو سزا دے۔ اُسی نے سورج کو چراغ اور چاند کو روشنی بخشی اور گھٹنے بڑھنے میں سالوں اور وقت کا حساب رکھا۔ اللہ نے یہ سب ایک مقصد کے لیے پیدا کیا ہے۔ اسی طرح رات اور دن کے ردوبدل اور آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں (3-13)۔ جو کہا گیا ہے اس کو مضبوط کرنے کے لئے، اللہ پوچھتا ہے، کون تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ سماعت اور بینائی کی قوتیں کس کے اختیار میں ہیں؟ کون بے جان میں سے جاندار کو اور جاندار میں سے بے جان کو نکالتا ہے؟ کون اِس نظامِ عالم کی تدبیر کر رہا ہے؟ غیب کا علم صرف اللہ کے

پاس ہے(31)۔ وہ سب پر گواہ ہے، حتیٰ کہ ذرہ ہو یا اس سے چھوٹی یا بڑی چیز آسمان اور زمین میں کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ کی نظر سے پوشیدہ ہو اور ایک صاف دفتر میں درج نہ ہو۔ وہ خود کفیل ہے! جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، اس کی ملک ہیں(61)۔ **سبق:** عبادت صرف اللہ کے لیے ہے۔

قرآن: چونکہ قرآن انسانیت کے تمام مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔ اسی لیے اللہ کہتا ہے کہ اس کتاب کی آیتیں حکمت سے لبریز ہیں، اور پوچھتا ہے کہ کیا لوگوں کو یہ بات عجیب لگتی ہے کہ ہم نے ان ہی میں سے کسی شخص پر قرآن نازل کیا ہے، تاکہ غافل لوگوں کو ڈرائے، اور مومنوں کو خوش خبری دے (2-1)۔ چونکہ قرآن شرک کی نفی کرتا ہے، اسی لیے قریش کا مطالبہ تھا کہ محمدؐ قرآن میں ایسی تبدیلیاں کریں جو ان کی بت پرستی اور اللہ کے سفارشی ڈھونڈنے کے عمل کی مذمت نہ کرے۔ اس کے جواب میں اللہ فرماتا ہے کہ محمدؐ کو اسے تبدیل کرنے کا اختیار نہیں ہے(15)۔ قرآن (سائنسی، اخلاقی، لسانی اور عددی معجزات کے ساتھ) اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے اور یہ کہ اسے بے سمجھے ان لوگوں نے مسترد کیا جو پیغام اور اس کے نتائج کو سمجھنے سے قاصر رہے۔ وہ دنیاوی زندگی کے فائدے کے علاوہ ہر چیز سے غافل ہیں۔ قرآن کو رد کرنے اور یہ کہنا کہ اسے رسول اللہؐ نے بنایا ہے، اللہ تصنیف کیا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ایسا ہے تو میری ذات کے سوا سارے جہاں کی مدد لے کر، اس طرح کی ایک سورت بنالاؤ(38-37)۔ اللہ کہتا ہے کہ وہ لوگ جو بہرے اور اندھے بن کر ہدایت سے منہ موڑتے ہیں، وہ اپنا نقصان کرتے ہیں(44-42)۔ دین میں کوئی زور زبردستی نہیں، ہدایت آچکی، باقی اپنی مرضی(108)۔ **سبق:** قرآن کو سمجھ کر پڑھیں، یہ کتاب ہدایت ہے!

انبیاء کی کہانیاں: چونکہ انبیاء اپنے لوگوں میں رہتے ہوئے بہترین اخلاقی کردار اور استعداد کے حامل ہوتے ہیں، لہٰذا جب انہوں نے اللہ کے دین کی تبلیغ شروع کی تو کوئی ان کے پس منظر اور کردار پر سوال نہیں اٹھا سکتا تھا۔ اسی لئے آیت کہتی ہے کہ نبیؐ اس سے پہلے تمہارے درمیان 40 سال گزارے چکے ہیں (استدلال کے لیے)(16-15)۔ اس میں نوحؑ اور ان کی قوم ذکر ہے، ایمان والوں کو کشتی پر بچا لیا گیا، جبکہ باقی غرق کر دیئے گئے(73-71)، اس میں موسیٰؑ، ہارونؑ، فرعون اور جادوگروں کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔ خدا نے موسیٰؑ کو مصر واپس آنے کی ترغیب دی، اور اس کے نتیجے میں آخر کار فرعون اور اس کے سپاہی سمندر میں ڈبو دیئے گئے۔ فرعون نے ڈوبتے ہوئے کلمہ شہادت پڑا، وقتِ نزع ہونے کی وجہ سے اسے قبول نہیں کیا گیا، اور آنے والی نسلوں کے لیے اس کی لاش کو عبرت کا نشان بنادیا گیا(92-75)۔ عذاب

کو دیکھنے کے بعد، صرف یونس کی قوم کو فائدہ ہوا (کیونکہ یونسؑ وقت سے پہلے علاقہ چھوڑ کر چلے گئے تھے)(98)۔ **سبق:** جب لوگ کسی رسول کو جھٹلاتے ہیں تو وہ قومیں ہمیشہ تباہ ہوتی ہیں۔ قرآن کے قصے صرف لوگوں کو ڈرانے کے لیے ہیں۔

شرک کارد: چونکہ یہ سورت مشرکانہ نظریات کو ختم کرتی ہے، اس لیے پیغام کے حریفوں کی دشمنی اتنی شدید ہو گئی کہ وہ محمدؐ اور ان کے حامیوں کی موجودگی کو برداشت نہیں کرتے تھے۔ وہ اللہ کے علاوہ معبودانِ باطل کی پوجا کرتے تھے، جو انہیں نہ تو کوئی نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی فائدہ دے سکتے ہیں، پھر بھی وہ یہ سمجھتے تھے کہ وہ اللہ کے ہاں ان کے سفارشی ہیں۔ اللہ منطقی طور پر یہ پوچھ کر اسے رد کرتا ہے، "کیا وہ اللہ کو کسی ایسی چیز کے بارے میں آگاہ کریں گے جس کے بارے میں وہ بے خبر ہے"؟ وہ کس چیز کی سفارش کریں گے؟ یہ اس کے عالم الغیب ہونے اور العادل ہونے کی صفت کا انکار ہے۔ دوسری طرف شفاعت ان کے لئے ہے جن کے لئے اللہ چاہے گا! بدقسمتی سے سخت ضرورت کے وقت لوگ صرف اللہ کو پکارتے ہیں اور جب وہ مصیبت کو دور کر دیتا ہے تو مشرک پھر پرانی ڈگر پر چل پڑتے ہیں(18-30)۔ فوت شدہ ولی جن کو لوگ پکارتے ہیں، وہ ان کی عبادت سے بے خبر ہیں۔ قیامت کے دن، اللہ ان کے درمیان سے پردہ ہٹادے گا، اولیاء ان کی اس عبادت کو مسترد کر کے کہیں گے کہ اللہ کی گواہی کافی ہے کہ وہ ان کی عبادت سے بالکل بے خبر تھے۔ تب انہیں احساس ہو گا کہ جو جھوٹ انہوں نے گڑھے تھے وہ باطل تھے (28-30)۔ مشرک ہوا کے ساتھ خوشگوار سفر میں خوش ہوتے ہیں اور جب تیز لہروں کے طوفان میں گھرے ہوتے ہیں تو اخلاص کے ساتھ اللہ کو پکارتے ہیں۔ اور جب وہ انہیں بچالیتا ہے تو حق سے منحرف ہو کر وہ پھر سے باغی بن جاتے ہیں(22-23)۔ اللہ پوچھتا ہے، کیا جن کو تم میرا ہمسر سمجھتے ہو، وہ مخلوقات کو پیدا کر کے اس کا اعادہ کر سکتے ہیں، اور کیا وہ ان کی رہنمائی کر سکتے ہیں؟ نہیں! صرف اللہ کر سکتا ہے۔ لٰہذا، صرف خالق اس قابل ہے کہ اس کی پیروی اور اس کی بندگی کی جائے۔ قیاس کبھی بھی حقیقت کا متبادل نہیں ہو سکتا(32-36)۔ جس دن اللہ سب کو جمع کرے گا، اس دن یہ واضح ہو جائے گا کہ موت کے بعد کی زندگی کو جن لوگوں نے جھٹلایا تھا وہ سراسر خسارے میں ہیں(45)۔ جب کہ نبیؐ کو بھی عذاب لانے کا اختیار نہیں، نہ آپؐ کو غیب کا علم ہے، اور نہ ہی آپؐ کو قیامت کی گھڑی کا علم ہے(48-49)۔ جو اللہ کے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں، محض گمان پر جھوٹ کی پیروی کرتے ہیں، اور بغیر علم کے اللہ کی طرف جھوٹ منسوب کرتے ہیں (66-68)۔ **اللہ ہمیں بالواسطہ خبردار کرتا ہے:** اے محمدؐ، وہ حق جو

تمہارے کے پاس تمہارے کے ربّ کی طرف سے آیا ہے، لہٰذا،ان لوگوں کی طرح نہ بنو جو شک کرتے ہیں، یا اس کی آیات کو جھٹلاتے ہیں، ورنہ تم خسارے میں ہوگے(94-95)۔ان سے یہ بھی کہہ دو کہ تم ان کی عبادت نہیں کرتے جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتے ہیں، تم اس اللہ کی عبادت کرتے ہو جو موت دیتا ہے۔اور یہ کہ تمہیں حکم دیا گیا ہے کہ صرف اور صرف سچے عقیدے پر قائم رہو،اور ان لوگوں میں سے نہ بنو جو اللہ کے ساتھ اس کی الوہیت میں شریک ٹھہراتے ہیں، جو کسی کو نفع یا نقصان پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتے۔اور کہو: اگر میں اللہ کے سوا دوسروں کو پکاروں، تو میرا ظالموں میں شمار ہوں گا۔اگر اللہ مجھے کوئی مصیبت پہنچائے تو کوئی دوسرا اسے دور نہیں کر سکتا،اور اگر وہ میرے لیے کوئی بھلائی چاہے تو اسے کوئی ٹال نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لوگوں سے کہو: تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے نصیحت آچکی ہے، جو ہدایت کی پیروی کرتا ہے وہ اپنے فائدے کے لیے کرتا ہے،اور جو بھٹکتا ہے،اس کی گمراہی کا نقصان اسی کو ہوگا۔ میں تم پر کوئی نگہبان نہیں ہوں(104-109)۔ **سبق:** اگر کوئی نبی بھی شرک کرے تو اسے بھی سزا کا سامنا کرنا پڑے گا۔

نصیحت: ابتداء میں سارے انسان ایک ہی امّت تھے، بعد میں انہوں نے مختلف عقیدے اور مسالک بنا لیے۔اللہ قوموں کو مشکلات اور رزق کی فراوانی سے آزماتا ہے۔اور جب وہ سختی کے بعد نرمی لاتا ہے، تو وہ اس کی آیات کے خلاف سازشیں کرنے لگتے ہیں۔انہیں تنبیہ کی گئی ہے کہ اللہ کی تدبیر تیز تر ہے اور یہ کہ فرشتے ان کی تمام اعمال لکھ رہے ہیں۔ دنیا کی زندگی لوگوں کو دنیاوی لذتوں کی طرف راغب کرتی ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ آخرت کے گھر کی طرف بلاتا ہے۔اور وہ صرف ان لوگوں کو ہدایت دیتا ہے جو ہدایت کی خواہش رکھتے ہیں(19)۔جو لوگ عقل سے کام نہیں لیتے اور کفر پر تلے ہوئے ہیں ان کے لیے کوئی اشارہ یا تنبیہ کام نہیں آتی۔(100-101)۔

اہم آیات: اب ان کے بعد ہم نے تم کو زمین میں ان کی جگہ دی ہے،تاکہ دیکھیں تم کیسے عمل کرتے ہو (14)۔ ہر ایک اپنے اعمال کا جوابدہ ہے(41)۔اللہ رزق نازل کرتا ہے اور لوگ بغیر کسی اختیار کے بعض کو حرام اور بعض کو حلال قرار دے دیتے ہیں(59)۔اللہ انسانوں پر بہت فراخ دل ہے،اس کے باوجود اکثر ناشکرے ہیں(60)۔اللہ کے دوست جو ایمان لائے اور پرہیزگار ہیں، ان کے لیے کسی قسم کا خوف و غم نہیں(62-63)۔اگر تیرے ربّ کی مشیت ہوتی تو سارے اہلِ زمین ایمان لے آئے ہوتے۔ پھر کیا آپ

لوگوں کو مجبور کروگے کہ وہ مومن ہو جائیں(99)؟ جب اللہ کا غضب ظالموں پر پڑتا ہے تو وہ اپنے رسولوں اور ایمان والوں کو بچا لیتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ مومنوں کو بچانا اس پر فرض ہے(103)۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

11-سورت ھود

سورت ھود قرآن کی 11ویں سورت ہے جس میں 123 آیات ہیں۔ اس کا نام آیات 60-50 میں حضرت ھودؑ کی کہانی سے اخذ کیا گیا ہے۔ سورت کے موضوع سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سورت، سورت یونس کے نزول کے قریب ہی نازل ہوئی ہے، البتہ زیادہ سخت تنبیہ کے ساتھ۔ ایک حدیث میں حضرت ابو بکرؓ نے نبیؐ کو کہا کہ حال ہی میں وہ دیکھ رہے ہیں کہ آپؐ تیزی سے بوڑھے ہو رہے ہیں۔ آپؐ نے جواب دیا، "سورۃ ھود اور اس جیسی سورتوں نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے"۔ ان سورتوں کے نزول کے وقت، نبیؐ کو کافروں کی طرف سے بہت سخت اذیتوں کا سامنا تھا، اور ان سورتوں کے سخت انتباہ نے آپؐ کے اضطراب میں مزید اضافہ کر دیا تھا، کیونکہ اس کا مطلب یہ تھا کہ مہلت ختم ہونے کا وقت قریب آ رہا ہے۔ آپؐ کو ڈر تھا کہ کہیں آپ کی قوم پر عذاب نازل نہ ہو جائے۔

اس سورت میں انسانی فطرت اور اس عذاب کا ذکر ہے جو اللہ کا انکار کرنے والوں کا منتظر ہے۔ اس میں صرف اللہ کی عبادت، رسول کی اطاعت و فرمانبرداری، شرک کو ترک کرنے اور اللہ کی طرف لوٹنے اور یوم آخرت پر ایمان لانے پر زور دیا گیا ہے، جہاں سب نے اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔ اس میں نوحؑ، ہودؑ، صالحؑ، لوطؑ، شعیبؑ اور ابراہیمؑ کی داستانیں بیان ہوئی ہیں۔ ان سب نے اپنی قوم کو خبردار کیا کہ وہ ایک اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں (جو داتا، مشکل کشا، حاجت روا ہے)۔ تباہی کے راستے سے بچانے کے لیے اس میں ان مشرک قوموں کا ذکر ہے جنہوں نے انبیاء کی تعلیمات کا انکار کیا اور مسلسل نافرمانی کی وجہ سے تباہ کر دی گئیں۔ مکہ کے لوگوں کو تنبیہ کی گئی کہ وہ عذاب میں تاخیر سے دھوکہ نہ کھائیں، یہ اللہ کی طرف سے دی گئی مہلت ہے تاکہ وہ اپنی اصلاح کر لیں۔ ان واقعات سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ انسان دو طرح کے ہیں، ایک جو دنیا کے پیچھے بھاگ رہے ہیں، اور دوسرے وہ جو دنیا و آخرت دونوں کو سنوارنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اللہ نے ہمیں انتخاب کی آزادی کے ساتھ پیدا کیا ہے، صد افسوس، جہنم انسانوں اور جنوں سے بھر جائے گی۔

مضامین کا خلاصہ

اللہ: جس کی طرف ہم نے لوٹنا ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ کوئی اپنے آپ کو اس سے چھپا نہیں سکتا، خواہ وہ خود کو کپڑوں سے ڈھانپ لے۔ وہ جانتا ہے کہ وہ کیا ڈھانپتے ہیں اور کیا ظاہر کرتے ہیں، وہ تو سینوں میں چھپے راز تک جانتا ہے۔ زمین کی ہر مخلوق کو اس کے اذن سے رزق پہونچتا ہے، وہ یہ بھی جانتا ہے کہ وہ کہاں رہتے ہیں اور کہاں موت کے بعد سونپے جائیں گے۔ اس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا اور ہر چیز واضح کتاب میں لکھی ہوئی ہے (3-8)۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں پوشیدہ ہے سب اس کی قدرت کے اندر ہے، اور اسی کی طرف تمام معاملات فیصلے کے لیے بھیجے جاتے ہیں۔ جو کچھ ہم کرتے ہیں وہ اس سے غافل نہیں۔

قرآن: جس کی آیات پختہ اور مفصل ارشاد ہوئی ہیں، یہ ایک دانا اور باخبر ہستی کی طرف سے ہیں جو باخبر اور حکمت والا ہے، تاکہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو (1-2)۔ اگر یہ کتاب نبیؐ نے تصنیف کی ہے تو اس جیسی دس سورتیں بنا لاؤ **اور اللہ کے سوا ان تمام معبودوں کو اپنی مدد کے لیے بلا لو۔ پھر اگر تمہارے معبود تمہاری پکار پر لبیک نہیں کہتے تو یقین کرنا کہ یہ کتاب اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے، اور اس کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں** (9-14)۔

انبیاءؑ: تمام انبیاء نے اپنی قوم کو صرف اللہ کی عبادت کی تلقین کی اور ایمان لانے والوں کو بشارت دی۔ ان سب نے کہا، ان کے پاس نہ تو اللہ کے خزانے کی کنجیاں ہیں، نہ وہ غیب کا علم رکھتے ہیں اور نہ ہی فرشتے ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ سب نے اپنی قوم سے کہا کہ وہ ان سے کوئی اجر نہیں مانگتے، ان کا اجر اللہ کے ذمے ہے، اور کہا کہ وہ ربّ سے معافی مانگیں اور توبہ کریں، وہ نیکوں پر احسان کرے گا۔ لیکن اگر وہ روگردانی کریں گے تو ان کے لیے ایک بڑے دن کا عذاب ہے۔ سب انبیاء نے نادار مومنوں کو نکالنے سے انکار کیا اور کہا کہ اگر وہ اہل ایمان کو نکال دیں تو انہیں اللہ سے کون بچائے گا۔ انکار پر تمام انبیاءؑ نے کہا کہ ہم اللہ کو گواہ بناتے ہیں کہ جن کو تم اللہ کے ساتھ شریک کرتے ہو اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔ انبیاء کے بارے میں تمام رہنماؤں کا اعتراض تھا کہ وہ ان جیسے انسان ہیں، چنانچہ اکثریت نے ان کی بات ماننے سے انکار کیا۔

نوحؑ: نوحؑ کی قوم نے پیغام کو رد کر دیا۔ ساڑھے نو سو سال کی تبلیغ کے بعد آپ کو بتایا گیا کہ ان لوگوں میں سے کوئی بھی اب ایمان لانے والا نہیں (آخری ایمان لانے والے بندے کا اللہ نے انتظار کیا)، اور آپؑ کو ایک کشتی بنانے کا حکم دیا۔ ایمان والے بچا لیے گئے، اور کافروں سمیت آپ کا بیٹا اور بیوی غرق ہو گئے۔ اپنے بیٹے کی شفاعت کرنے پر، اللہ نے نوحؑ کو ڈانٹا اور بتایا کہ آپ کا کافر بیٹا آپ کے خاندان میں سے نہیں ہے (25-49)۔

صالحؑ: صالحؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ دیکھو یہ اللہ کی اونٹنی جو پہاڑ سے معجزانہ طور پر نکلی ہے تمہارے لیے نشانی ہے، لہٰذا اسے کھلا چرنے دو اور اسے تکلیف نہ دینا ورنہ تم پر اللہ کا عذاب نازل ہو گا۔ انہوں نے اسے مار ڈالا۔ تین دن کی مہلت ختم ہونے پر ان پر اللہ کا عذاب نازل ہوا (61-68)۔

ہودؑ: ہودؑ کو عمانی قبیلہ عاد کی طرف بھیجا گیا۔ انہوں نے پیغام کو رد کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہودؑ اور ایمان والوں کو بچا لیا، اور کافروں کو ہولناک عذاب سے دوچار کیا (50-60)۔

ابراہیمؑ: فرشتے آپ کے پاس انسانی شکل میں آئے، یہ خیال کرتے ہوئے کہ وہ انسانی مہمان ہیں، آپ نے جلدی سے ان کے لیے ایک بچھڑا بھونا اور کھانے کے لیے پیش کیا۔ انہوں نے کھانا نہیں کھایا تب آپ کو بتایا کہ وہ فرشتے ہیں جنہیں لوط کی قوم کو تباہ کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے (اگر آپؑ کو معلوم ہوتا کہ یہ فرشتے ہیں تو آپ بچھڑے کو نہ بھونتے، اگر فرشتوں کو علم ہوتا کہ آپ ان کے لیے پکار رہا ہیں تو وہ آپ روک دیتے۔ غیب کا علم صرف اللہ کے پاس ہے)۔ فرشتوں نے آپؑ کو اسحاقؑ اور یعقوبؑ کی بشارت دی۔ خوف ختم ہونے کے بعد، ابراہیمؑ نے اللہ سے لوطؑ کی قوم کو کچھ مہلت دینے کی درخواست کی۔ فرشتوں نے آپ کو باز رہنے کی تلقین کرتے ہوئے کہا کہ اللہ کا فیصلہ آ گیا ہے، اب عذاب ٹل نہیں سکتا (69-76)۔

لوطؑ: لوطؑ کی قوم ہم جنس پرستی پر عمل کرنے والی پہلی قوم تھی۔ جب فرشتے جوان خوبرو لڑکے بن کر آئے، تو لوطؑ کی قوم کے لوگ دوڑتے ہوئے لوطؑ کے گھر کی طرف آئے۔ لوطؑ نے انہیں اپنی پاکیزہ بیٹیاں (شادی کے لیے) پیش کیں، انہوں نے انکار کر دیا۔ تب فرشتوں نے آپؑ کو بتایا کہ وہ فرشتے ہیں اور صبح ہوتے ہی ان کا وقت ختم ہو جائے گا۔ بیوی کے علاوہ وہ اپنے گھر والوں کو ساتھ لے کر نکل جائے اور کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے (77-83)۔

شعیبؑ: شعیبؑ کو مدین کی طرف بھیجا گیا جہاں کے لوگ کم تولتے تھے۔ آپ نے ان سے کہا کہ انصاف کے ساتھ ناپ تول کرو اور زمین میں فساد نہ برپا کرو، مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم پر عذاب نہ آ جائے۔ انہوں

کہا: کیا آپ ہمیں ان معبودوں کو چھوڑنے کا حکم دیتے ہیں جن کی ہمارے آباء واجداد پوجا کرتے تھے اور یہ کہ ہم اپنی دولت کو اپنی مرضی کے مطابق استعمال نہیں کر سکتے؟ آپؑ نے کہا کہ میں تو فقط تمہاری اصلاح کے لیے نصیحت کرتا ہوں، لہٰذا اپنے ربّ سے ڈرو اور توبہ کرو۔ شعیبؑ اور ایمان لانے والوں کو بچا لیا گیا، اور باقی ایک دھاکے سے تباہ ہو گئے (84-94)۔ **اسباق:** بااختیار معبود صرف اللہ ہے۔ اللہ کے سوا کسی کو پکارنا شرک ہے۔ انبیاء کی اطاعت واجب ہے۔ صرف اہل ایمان ہی نبیوں کے خاندان ہیں۔ اگر انبیاء اپنے قریبی کافر عزیز و اقارب کو نہیں بچا سکتے تو کیا کوئی اور کر سکتا ہے؟ ناپ تول میں کمی اور ہم جنس پرستی گناہ کبیرہ ہیں۔ انسانوں کو کھانے پینے کی ضرورت ہے، جبکہ فرشتوں کو نہیں۔ انبیاءؑ عالم الغیب نہیں ہوتے، اگر ابراہیمؑ کو پتہ ہوتا کہ وہ فرشتے ہیں تو آپ بچھڑا نہ بھونتے، اور اسی طرح اگر فرشتوں کو پتا ہوتا کہ ابراہیمؑ ان کے لئے کھانا بنا رہے ہیں، تو وہ آپ کو منع کر دیتے۔ انسانوں کو کھانے کی ضرورت ہے، جبکہ فرشتوں کو نہیں۔ غیب کا علم صرف اور صرف اللہ کے پاس ہے۔ داتا، حاجت روا اور مشکل کشا صرف اللہ ہے۔ اگر ایک نبی اپنے آپ کو شرک کی سزا سے نہیں بچا سکتا تو دوسروں کو کون بچا سکتا ہے؟

شرک کارد: سورت ہمیں بتاتی ہے کہ جب بھی کسی قوم پر فیصلہ سنایا گیا تو مومنوں کے سوا کسی کو نہیں بخشا گیا، خواہ وہ کسی نبی کا قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ تمام انبیاء اور الہامی پیغامات توحید پر زور دیتے ہوئے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنے سے منع کرتے ہیں۔ تمام انبیاء نے تسلیم کیا کہ نہ ان کے پاس اللہ کے خزانوں کی کنجیاں ہیں، نہ وہ عالم الغیب ہیں اور نہ ہی وہ فرشتے ہیں۔ سب نبیوں نے اپنے لوگوں سے کہا کہ وہ ان کے معبودانِ باطل سے بیزار ہیں جنہیں وہ اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ پھر بھی ان سب کا جواب یہی تھا کہ وہ اپنے باطل معبودوں کو ترک نہیں کریں گے۔

مومن: مومن نشانیوں پر غور کرتے ہیں اور جب کوئی نبی ان کی طرف آتا ہے تو وہ ایمان لے آتے ہیں (17)۔ جب انہیں اللہ کوئی نعمت دیتا ہے تو وہ شکر ادا کرتے ہیں، اور جب وہ کوئی نعمت چھین لیتا ہے تو صبر کرتے ہیں (9-11)۔

کافر: جب اللہ ان پر کوئی احسان کرتا ہے تو وہ تکبر کرتے ہیں اور اگر وہ ان سے نعمت چھین لے تو بے صبرے اور ناشکرے بن جاتے ہیں (9-11)۔ انہوں نے کتاب کا انکار کیا، پس ان کے لیے آخرت میں

آگ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ ان کے سارے اعمال خاک میں مل گئے۔ وہ نصیحت پر آنکھیں بند اور کان بہرے کر لیتے ہیں(16,24)۔

نصیحت: جو لوگ دنیا کی زینت چاہتے ہیں ان کو ان کے کام کا بدلہ دنیا میں دے دیا جائے گا اور آخرت میں ان کے لیے آگ کے سوا کچھ نہیں (16-15)۔ اللہ نے نبیؐ سے کہا کہ تم ظالموں کی طرف ذرا نہ جھکنا ورنہ جہنم کی لپیٹ میں آ جاؤ گے اور تمہیں کوئی ولی یا سرپرست نہ ملے گا جو اللہ سے تمہیں بچا سکے اور نہ ہی تمہیں کہیں سے مدد مل سکے گی۔ لہٰذا، نماز قائم کرو دن کے دونوں سروں پر اور کچھ رات گزرنے پر۔ کیونکہ نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں، اور صبر کرو، اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر کبھی ضائع نہیں کرتا(-113 115)۔ افسوس قوموں میں صرف چند نیک آدمی دوسروں کو زمین پر فساد پھیلانے سے منع کرتے ہیں، وہ نجات پا ئیں گئے۔ فاسق جو اس دنیا کی آسودگی اور راحت کی تلاش میں رہتے ہیں وہ گناہوں میں گم ہو جاتے ہیں۔ اللہ کبھی ان بستیوں کو تباہ نہیں کرتا جس کے باشندے نیک ہوں۔ اگر اللہ چاہتا تو وہ بنی نوع انسان کو ایک امت بنا دیتا۔ پس اب وہ آپس میں اختلاف کرنے اور غلط طریقوں پر چلنے سے باز نہیں آئیں گے (116،118)۔

اہم آیات: کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس شخص نے یہ سب کچھ خود گھڑ لیا ہے؟ ان سے کہو "اگر میں نے یہ خود گھڑا ہے تو مجھ پر اپنے جرم کی ذمہ داری ہے، اور تمہارے جرائم سے میں بری ہوں" (35)۔ نوحؑ نے کہا "سوار ہو جاؤ اس میں، اللہ ہی کے نام سے ہے اس کا چلنا بھی اور اس کا ٹھہرنا بھی، میرا ربّ بڑا غفور ورحیم ہے" (41)۔ اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے، ان سے کہہ دو، تم اپنے طریقہ کے مطابق کام کرتے رہو اور ہم اپنے طریقہ کے مطابق(121)۔ یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کر رہے ہیں۔ اس سے پہلے نہ تم ان کو جانتے تھے اور نہ تمہاری قوم۔ اللہ کی بندگی کرو، تمہارا کوئی خدا اُس کے سوا نہیں ہے۔ میرا بھروسہ اللہ پر ہے جو میرا ربّ بھی ہے اور تمہارا ربّ بھی۔ کوئی جاندار ایسا نہیں جس کی چوٹی اس کے ہاتھ میں نہ ہو(56-49)۔ اسی آزادی انتخاب و اختیار اور امتحان کے لیے تو اس نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ اللہ کی وہ بات پوری ہو گئی جو اس نے کہی تھی کہ میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سب سے بھر دوں گا(119)۔ **سبق:** دین میں زور زبردستی نہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

12-سورۃ یوسف

سورۃ یوسف بارہویں سورت ہے اس کی 111 آیات ہیں۔ سورت کا نزول ایک ہی وقت میں ہجرت سے چند سال قبل مکہ میں ہوا۔ جب قریش نبیؐ کو قتل کرنے، جلاوطن کرنے یا قید کرنے پر غور کر رہے تھے، اُس وقت انہوں نے آپؐ سے ایک سوال کیا، "بنی اسرائیل مصر کیوں گئے تھے؟" (شاید یہودیوں نے آزمانے کے لئے اکسایا تھا)۔ چونکہ یوسفؑ کی کہانی عربوں کو معلوم نہیں تھی، لہٰذا وہ توقع کر رہے تھے کہ نبیؐ اُسے بیان کرنے سے کترائیں گے، اور اس طرح آپؐ کا پردہ فاش ہو جائے گا۔ اس سورت نے یوسفؑ کی کہانی بیان کر کے پانسا پلٹ دیا۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے قریش کو تنبیہ کی کہ وہ یوسفؑ کے بھائیوں کی طرح نہ بنیں، ورنہ ان کا بھی ویسا ہی انجام ہو گا۔

قرآن: یہ کتاب اپنے موضوع کو واضح طور پر بیان کرتی ہے، اور یہ عربی زبان میں اس لیے نازل ہوئی، تاکہ اہل عرب اسے سمجھ سکیں۔ یہ دنیا والوں کے لیے نصیحت ہے (1-3,104)۔

خلاصہ: یوسفؑ، یعقوبؑ کے بیٹے تھے جنہیں اللہ نے خوابوں کی تعبیر کا علم دیا تھا۔ ایک دن یوسفؑ نے خواب دیکھا کہ گیارہ ستارے، سورج اور چاند آپؑ کو سجدہ کر رہے ہیں۔ آپ نے اپنا خواب اپنے والد کو سنایا، جو سمجھ گئے کہ یوسفؑ نبی بنیں گے۔ نقصان سے بچانے کی خاطر انہوں نے یوسفؑ سے کہا کہ وہ اس کے بارے میں اپنے سوتیلے بھائیوں کو نہ بتائیں۔ آپؑ کے سوتیلے بھائی آپؑ کو اس وجہ سے قتل کرنا چاہتے تھے کیونکہ یعقوبؑ آپ سے بہت زیادہ پیار کرتے تھے۔ وہ بہانے سے آپ کو ساتھ لے گئے اور ایک خشک کنویں میں پھینک کر اپنے والد سے جھوٹ بولا کہ بھیڑیا یوسفؑ کو کھا گیا۔ یوسفؑ کو ایک قافلے نے بچا لیا اور پھر انہیں مصر میں عزیز کو پندرہ درہم کے عوض بیچ دیا۔ بعد میں جب آپ ایک خوبصورت نوجوان بن گئے تو عزیز کی بیوی زلیخا نے آپؑ کو بہکانے کی کوشش کی، لیکن آپ نے انکار کیا اور مزاحمت کی۔ اپنے خاوند کو دروازہ پر دیکھ کر اس نے آپؑ پر دست درازی کا الزام عائد کیا، اور مطالبہ کیا کہ یا تو آپ کو سخت سے سخت سزا دی جائے یا پھر جیل بھیج دیا جائے۔ آپ کی بے گناہی آپ کی پیچھے سے پھٹی قمیض سے ثابت ہوئی (یعنی وہ آپ کو پکڑنے کی کوشش کر رہی تھی)۔ اس واقعے کے بعد شہر کی خواتین میں زلیخا کا چرچا عام ہو گیا۔ زلیخا نے ان سب خواتین کو دعوت پر مدعو کیا، اور ہر ایک کو سیب اور چھری پکڑائی۔ جب وہ سب سیب کو کاٹ رہی تھیں تو اس نے یوسفؑ کو اندر آنے کا اشارہ کیا۔ آپ کی حیرت انگیز خوبصورتی کو

دیکھ کر خواتین نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔ عزیز مصر نے بدنامی سے بچنے کے لیے، یوسفؑ کو جیل بھیج دیا۔ جیل میں، یوسفؑ سے دو قیدیوں نے اپنے خواب کی تعبیر پوچھی۔ خواب کی تعبیر کے مطابق جس نے خواب میں دیکھا تھا کہ پرندے اس کے سر پر سے روٹیاں کھا رہے ہیں وہ پھانسی چڑھ گیا اور دوسرا رہا ہو کر بادشاہ کا ساقی بن گیا۔ ایک دن، بادشاہ نے ایک خواب دیکھا اور جس قیدی کو رہا کیا گیا تھا اس نے یوسفؑ کے پاس جانے کی اجازت چاہی۔ آپؑ نے بادشاہ کے خواب کی تعبیر بتائی جو مصر میں سات سال اچھی فصل اور سات سال شدید خشک سالی کے بارے میں تھا۔ صلہ کے طور پر، بادشاہ نے آپ کی رہائی کا حکم دیا۔ یوسفؑ نے انکار کر دیا اور بادشاہ سے کہا کہ وہ پہلے آپ کے معاملے کی تحقیق کرے۔ زلیخا جس نے یوسفؑ کو بہکانے کی کوشش کی تھی اور باقی عورتوں نے گواہی دی کہ آپ بے قصور ہیں۔ بادشاہ کا اعتماد حاصل کرنے کے بعد، آپ کو مصر کے خزانوں پر اختیار دے دیا گیا۔ سات سالہ خشک سالی کے دوران، یوسفؑ کے بھائی اپنے خاندان کے لئے خوراک لینے مصر آئے۔ آپؑ نے اپنے چھوٹے بھائی بنیامین کو چوری کے خود ساختہ الزام میں اپنے پاس رکھ لیا۔ بعد میں، جب وہ مزید اناج لینے آئے تو، یوسفؑ نے اپنی شناخت ظاہر کی، آپ نے انہیں معاف کر دیا اور ان سے مصر کی طرف ہجرت کرنے کو کہا، اور اپنے والد کی آنکھوں پر لگانے کے لیے نے اپنی قمیص دی تاکہ یعقوبؑ کی بینائی واپس آجائے۔ سب آکر آپ کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے اس طرح آپ کا خواب پورا ہوا۔

سورت کا مقصد: اس سورت کا مقصد محمدؐ کی نبوت کے بارے میں حتمی ثبوت پیش کرنا ہے، اور یہ بتانا ہے کہ جو آپؐ سناتے ہیں وہ سنا سنایا نہیں بلکہ وحی پر مشتمل ہے۔ اس میں قبائل قریش کو بالواسطہ تنبیہ کی گئی، کہ جس طرح یوسفؑ کے بھائی ناکام ہوئے تھے، اسی طرح ان کا نبیؐ سے جھگڑا ان کی ناکامی پر ختم ہو گا، اور یہ کہ کوئی بھی مشیت الٰہی کو شکست نہیں دے سکتا۔ تنازعہ کو یوسفؑ کی داستان پر لاگو کرتے ہوئے، قرآن نے ایک واضح پیشن گوئی کی، جو دس سال بعد ہونے والے واقعات سے لفظ بہ لفظ پوری ہوئی۔ اس سورت کے نزول کے بمشکل دو سال بعد، قریش نے نبیؐ کو یوسفؑ کے بھائیوں کی طرح قتل کرنے کی سازش کی۔ یوسفؑ کی طرح آپؐ کو بھی مکہ سے مدینہ ہجرت کرنا پڑی، وہاں آپؐ کو اقتدار حاصل ہوا کہ جیسا یوسفؑ کو مصر میں حاصل ہوا تھا۔ جیسے یوسفؑ کے بھائیوں نے آپ سے معافی مانگی، اور آپ نے انہیں معاف کر دیا تھا، بالکل اسی طرح فتح مکہ کے وقت نبیؐ نے قریش کی معافی پر کہا، "میں تمہاری

درخواست کا وہی جواب دوں گا جو یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کو دیا تھا کہ، آج تمہارے لیے کوئی ملامت نہیں، اللہ تمہیں معاف کرے، وہ بڑا رحم کرنے والا مہربان ہے"۔

اسلام: اس پورے بیانیے میں قرآن نے یہ واضح کیا ہے کہ انبیاء ابراہیمؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ اور یوسفؑ کا عقیدہ وہی تھا جو محمدؐ کا ہے۔ پھر قرآن نے یوسفؑ کے کردار کا موازنہ اس کے بھائیوں، تجارتی قافلے کے لوگوں، درباری معززین، مصر کے عزیز اور اس کی بیوی، معزز خواتین و حکمرانِ مصر کے کردار سے کیا ہے، اور قاری سے خاموش سوال کرتا ہے، اللہ کی عبادت اور آخرت میں جوابدہی کے خوف سے اسلام کے بنائے ہوئے کردار کو کفر، جہالت اور دنیاوی فائدے میں ڈھالے ہوئے کردار سے موازنہ کرو، تاکہ تم فیصلہ کر سکو کہ کون سا کردار منتخب کرنا ہے۔ **اسباق:** اس سورت میں ہمیں سات سبق ملتے ہے: i) نبی بھی الہامی تقدیر کو تبدیل نہیں کر سکتے۔ ii) انسان کو قانون الٰہی کے مقرر کردہ حدود میں رہنا چاہیے، کیونکہ کامیابی اور ناکامی کا انحصار مکمل طور پر اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ iii) یہ ہمیں سچائی اور راست روی سے زندگی گزار نے کو کہتی ہے۔ iv) یہ سورت بغیر کسی خوف کے اپنے دین پر ثابت قدم رہنے اور اس پر قائم رہنے اور نتائج کو اللہ پر چھوڑنے یعنی اللہ پر بھروسہ کرنے کی ہدایت کرتی ہے۔ v) **اگر کوئی مومن حقیقی اسلامی کردار کا حامل ہو اور حکمت سے مالا مال ہو، تو وہ محض اپنے کردار کی طاقت سے پورے ملک کو فتح کر سکتا ہے۔** vi) جسے اللہ تعالیٰ بلند کرنا چاہے اسے گرانے کے لیے پوری دنیا متحد ہو جائے تو وہ کامیاب نہیں ہو سکتی۔ دوسری طرف، اگر اللہ کسی کے زوال کا خواہاں ہو، تو سب مل کر بھی اسے بلند نہیں کر سکتے۔ اس کے دلیل میں سورت یہ قصہ بیان کرتی ہے، جب یوسفؑ کے بھائیوں نے اسے کنویں میں پھینک دیا تھا، ان کا خیال تھا کہ انہوں نے اپنے راستے کی رکاوٹ دور کر دی ہے، لیکن در حقیقت، انہوں نے الہامی مقصد کی راہ ہموار کی، تاکہ یوسفؑ مصر کے حکمران بنیں، جن کے سامنے وہ ایک دن عاجزی سے پیش ہوں گے۔ اسی طرح، زلیخا نے اپنا بدلہ لینے کے لیے یوسفؑ کو جیل بھجوایا تھا، پر حقیقت میں اس حرکت نے آپ کو مصر کا حکمران بننے کا موقع فراہم کیا، اور وہ خود سب کے سامنے گناہ کا اعتراف کرنے پر مجبور ہوئی۔ vii) یہ سورت ہمیں اللہ پر بھروسہ کرنا سکھاتی ہے، اسی لئے نبیؐ نے فرمایا: "اپنے رشتہ داروں کو سورۃ یوسف کی تعلیم دو، جو بھی مسلمان اس کو سمجھ کر پڑھتا ہے اور اسے اپنے اہل خانہ اور ماتحتوں کو پڑھاتا ہے، اللہ اس کے لئے آسانی فرمائے گا، اسے موت کی اذیت سے بچائے گا اور اسے اتنی طاقت دے گا کہ وہ کسی

دوسرے مسلمان سے حسد نہ کرے۔ اسی لیے قرآن کہتا ہے: یوسف اور اس کے بھائیوں کی کہانی میں سمجھ بوجھ رکھنے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں(7)۔

شرک کارد: ہمارا یہ کام نہیں ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں۔ جبکہ حقیقت میں یہ اللہ کا فضل ہے تمام انسانوں پر کہ اس نے ہمیں اپنے سوا کسی کا بندہ نہیں بنایا، مگر اکثر لوگ سمجھتے نہیں اور نہ شکر ادا کرتے ہیں۔ سوچو کیا بہت سے متفرق ربّ بہتر ہیں یا ایک اللہ جو سب پر غالب ہے؟اس کو چھوڑ کر تم جن کی بندگی کرتے ہو وہ اس کے سوا کچھ نہیں ہیں کہ بس چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباء واجداد نے گھڑ لیے ہیں، اللہ نے ان کے لیے کوئی سند نازل نہیں کی۔ فرمانروائی واقتدار اللہ کے سوا کسی کے لیے نہیں ہے، اور اس کا حکم ہے کہ اس کے سوا تم کسی کی بندگی نہ کرو(38-40)۔ یہ دنیا والوں کے لیے ایک نصیحت ہے۔ ایسے لوگ زمین اور آسمانوں کی نشانیوں پر سے بغیر توجہ کے گزرتے ہیں۔ ان میں سے اکثر اللہ کو مانتے ہیں مگر اس طرح کہ اس کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں(104-106)۔ اللہ پاک ہے ہر عیب سے، لہٰذا نبیوں کا شرک کرنے والوں سے کوئی واسطہ نہیں۔ پہلے بھی جتنے پیغمبر آئے وہ سب ہی انسان تھے اور انہی بستیوں کے رہنے والے تھے(108-109)۔

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

13-سورۃ الرعّد

سورۃ رعّد تیرہویں سورت ہے جس میں 43 آیات ہیں۔ یہ ہجرت سے تھوڑا پہلے مکہ میں نازل ہوئی۔ نبیؐ نے فرمایا کہ جو بھی اس سورت کو سمجھ کر پڑھے گا وہ ان لوگوں میں شامل ہو جائے گا جو اللہ سے کیا اپنا وعدہ پورا کرتے ہیں اور انہیں ان کی نیکیوں سے دس گنا زیادہ اجر ملے گا۔ تمام مکی سورتوں کی طرح یہ بھی توحید پر زور دیتی ہے، شرک کو رد کرتی ہے، اور مسلمانوں کو ان کی کوتاہیوں پر خبردار کرتی ہے۔ **یہ طاقت اور استحکام کی واضح نشانیوں کے ذریعہ حق (اللہ) کی پہچان کراتی ہے، اور باطل معبودوں کی کمزوریوں کو واضح کرتی ہے۔** اس میں ربّ کی وحدانیت، اس کے پیغام، قیامت کے دن اور حق کو مسترد کرنے کی سزا کے بارے میں بتایا گیا ہے۔

اللہ اور اس کی صفات: اسی نے آسمانوں کو بغیر کسی سہارے کے قائم کیا اور سورج اور چاند کو ایک قانون کا پابند بنایا۔ اس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑوں کے کھونٹے گاڑ دیئے۔ اس میں غور کرنے والوں کے

لیے نشانیاں ہیں۔ وہ ہر حاملہ کے پیٹ سے واقف ہے، جو کچھ اس میں جنم لے رہا ہے، اور اسے پوشیدہ اور ظاہر، ہر چیز کا علم ہے۔ اسی طرح چاہے کوئی زور سے بات کرے یا آہستہ سے، کوئی رات کی تاریکی میں چھپا ہوا ہو یا دن کی روشنی میں چل رہا ہو، اس کے لیے سب یکساں ہیں۔ آسمانوں اور زمین کی ہر چیز اس کی حمد و ثنا کے ساتھ سجدہ کرتی ہے۔ بعض کو وہ کثرت سے رزق دیتا ہے اور بعض کو کم۔ جہاں وہ معاف کرتا ہے وہاں سزا دینے میں بھی سخت ہے۔ **وہی ہے جس سے تمام دعائیں مانگنی چاہییں**(1-3, 8-13,26)۔

مومن: مومن سمجھدار لوگ ہیں جو نصیحت قبول کرتے ہیں۔ وہ اللہ کے ساتھ اپنے عہد کو پورا کرتے ہیں، رشتوں کو نبھاتے ہیں، اور اپنے ربّ کی خوشنودی کی خاطر، نماز قائم کرتے ہیں اور اپنے مال میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں(20-23)۔

کافر: وہ عارضی دنیاوی زندگی پر خوش ہیں، اللہ کے عہد کو توڑتے ہیں، رشتوں کو جوڑتے نہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں۔ وہ محمدؐ پر نازل ہونے والے پیغام (قرآن) کو جھٹلاتے ہیں(25)۔

شرک کی نفی: اگر اندھا اور بینا برابر نہیں ہو سکتے اور نہ ہی روشنی اور اندھیرا برابر ہیں، پھر ان کو کس چیز نے دھوکہ دیا کہ وہ اللہ کی الوہیت میں شرک کرنے لگے۔ جنہیں اللہ کے سوا پکارا جاتا ہے وہ خود بے بس اور بے اختیار ہیں، وہ اپنے نفع اور نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتے، نہ ہی وہ ان کی دعاؤں کا جواب دے سکتے ہیں۔ اللہ نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے۔ لہٰذا خالق اور مخلوق کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ کے سوا دوسروں سے دعا مانگنا اس آدمی کے مانند ہے جو پانی کی طرف ہاتھ پھیلا کر اسے منہ تک آنے کو کہتا ہے، حالانکہ پانی اس کے منہ تک آنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ کفار نے ہمیشہ یہ کہا ہے کہ خاک میں مل جانے کے بعد کیا ہم دوبارہ زندہ کئے جائیں گے؟ (ڈی این اے کے ساتھ زندہ کرنا اور بھی آسان ہے)۔ اگر ان کے پاس دنیا سے دگنی دولت ہو تب بھی وہ اپنے آپ کو عذاب سے نہیں بچا سکتے۔ ان سے سخت حساب لیا جائے گا اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا(14-18)۔ مشرکین نے ہمیشہ انبیاءؑ کو چیلنج کیا ہے کہ وہ ان پر عذاب جلدی لے آئیں، اگرچہ، مثالی سزا کا سامنا کرنے والی قوموں کی باقیات چاروں طرف بکھری پڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب اللہ کسی قوم کو عذاب میں مبتلا کرنے کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اسے کوئی ٹال نہیں سکتا، اور نہ ہی کوئی اللہ کے مقابلے میں ایسے لوگوں کی مدد کر سکتا ہے۔

نصیحت: جس طرح سیلاب کے وقت پانی پر جھاگ بنتی ہے اور پھر ختم ہو جاتی ہے، اسی طرح باطل جھاگ کی طرح ہے جو مٹ جاتا ہے۔ جنت ان لوگوں کے لیے ہے جو اپنے ربّ کی پکار پر لبیک کہتے ہیں، اور جہنم

ان کے لیے ہے جو اس کی تعلیمات کا انکار کرتے ہیں۔ حق کو قبول کرنے والے اور اسے رد کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے۔ نصیحت صرف عقل والے ہی قبول کرتے ہیں(17-19)۔

اہم آیت: ہر ایک پر آگے اور پیچھے نگہبان مقرر ہیں، جو اللہ کے حکم سے ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ بے شک اللہ لوگوں کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنے باطن کو نہ بدلیں۔ اور جب اللہ کسی شخص کو عذاب میں مبتلا کرنے کا فیصلہ کر لے تو اسے کوئی ٹال نہیں سکتا اور نہ اللہ کے مقابلے میں ایسے لوگوں کا کوئی مدد گار ہے(11)۔

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

14-سورت ابراہیم

سورہ ابراہیم قرآن کی 14 ویں سورت ہے اور اس میں 52 آیات ہیں۔ سورت کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی مکی دور کے آخر میں نازل ہوئی ہے۔ سورت کا نام آیت 35 سے لیا گیا ہے جس میں ابراہیمؑ کا ذکر ہے۔ یہ سورت ان کافروں کے لیے ایک نصیحت اور تنبیہ ہے جو محمدؐ پر نازل ہونے والے پیغام کو رد کر رہے تھے اور آپ کے مشن کو ناکام بنانے کے لیے مکروہ تدبیریں کر رہے تھے۔ اگرچہ پچھلی کئی سورتوں میں خاصی نصیحت کی جا چکی تھی، اس کے باوجود ان کی ہٹ دھرمی، عداوت، دشمنی اور ظلم و ستم میں کمی نہ ہوئی بلکہ اضافہ ہو گیا تھا۔

سورت کے اصل موضوع: قوموں پر ہمیشہ ان کی زبان میں کتاب بھیجی گئی تاکہ وہ نصیحت پکڑیں، اللہ نے خلقت کی بنیاد حق پر رکھی ہے، **شیطان اور جنوں کا انسانوں پر کوئی زور نہیں**، اچھے اور برے کلمے کی مثال ایسی ہے جیسے مضبوط جڑوں والا پھل دار درخت اور بغیر جڑ کے درخت، ابراہیمؑ کی دعا اور قیامت کی منظر کشی۔

اللہ: اس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا اور خلاء سے زمین پر پانی اتارا۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اس کی ملکیت ہے۔ اس نے دریاؤں، سورج اور چاند کو مسلسل اپنے راستے پر چلنے کا پابند کیا۔ اسی نے رات اور دن کو پابند کیا۔ وہ سب کی دعاؤں کا جواب دیتا ہے۔ وہ جانتا ہے کوئی کیا چھپاتا ہے اور کیا ظاہر کرتا ہے اور زمین و آسمان کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اگر وہ چاہے تو ہماری جگہ نئی مخلوق لے آئے۔ انسان اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کا شمار یا احاطہ نہیں کر سکتا۔ پھر بھی انسان بڑا ظالم اور حد سے زیادہ ناشکرا ہے(1,19,32,33,34,38)۔ **سبق: ہمیشہ اللہ کا شکر ادا کرو۔**

قرآن: یہ ایک پیغام ہے جو انسانوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لانے کے لیے نازل کیا گیا ہے۔ یہ تنبیہ کرتا ہے، تاکہ ہم جان لیں کہ ایک خدا کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں(2-3,52)۔

احکام: **اس دن سے پہلے جس دن نہ کوئی سودے بازی ہوگی اور نہ کوئی سفارش چلے گی،** نماز قائم کرو، اللہ کے دیئے رزق میں سے چھپے اور کھلے خرچ کرو(31)۔

انبیاءؑ: اللہ نے کوئی ایسا رسول نہیں بھیجا جس نے اپنی قوم سے ان کی زبان میں خطاب نہ کیا ہو۔ اللہ ہمیشہ اپنے رسولوں سے اپنا وعدہ پورا کرتا ہے۔ تمام رسولوں نے اپنی اپنی قوم سے کہا کہ وہ ان کے ربّ کی طرف سے کھلی نشانیاں لے کر آئے ہیں، پھر بھی ان میں سے اکثر نے اس پیغام کو جھٹلایا اور کہا کہ وہ انہیں جس چیز کی طرف بلاتے ہیں، وہ اس کے بارے میں شکوک و شبہات میں مبتلا ہیں۔ ان سب نے کہا کہ "تم بھی ہم جیسے انسان ہو اور چاہتے ہو کہ ہم ان معبودوں کی پرستش سے رک جائیں جن کی پرستش ہمارے آباؤ اجداد کرتے آئے ہیں"۔ تمام انبیاء نے کہا؛ بے شک وہ ان جیسے انسان ہی ہیں لیکن اللہ جس پر چاہتا ہے اپنا فضل نازل کرتا ہے۔ جس عذاب کے لیے تم جلدی کر رہے ہو وہ ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔ اللہ **نے محمدؐ** سے کہا ہے کہ لوگوں کو اس دن سے ڈراؤ جب آسمان اور زمین یکسر تبدیل کر دیئے جائیں گے۔ جب ہر شخص اپنے ربّ کے سامنے پوری طرح بے نقاب ہوگا۔ **موسیٰؑ** نے فرمایا: اگر تمام انسان کفر کریں تو بھی اللہ تعالٰی بے نیاز اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔ **نوحؑ اور ثمودؑ** نے اپنی قوم سے کہا، کیا آسمانوں اور زمین کے خالق اللہ کے بارے میں کوئی شک ہو سکتا ہے؟ وہ تمہیں اپنے راستے کی طرف بلاتا ہے تاکہ وہ تمہارے گناہوں کو بخش دے اور تمہیں ایک مقررہ مدت تک مہلت دے۔ **ابراہیمؑ کی دعا:** "اے میرے ربّ! اس شہر (مکہ) کو محفوظ فرما **اور مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی پرستش سے دور رکھنا**، جو میری

راہ پر چلے گا وہ مجھ سے ہے۔اے ربّ، میں نے اپنی اولاد میں سے کچھ کو تیرے مقدس گھر کے قریب ایک بنجر وادی میں بسایا ہے۔اے ربّ میں نے اس لیے کیا کہ وہ نماز قائم کریں، پس لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر اور انہیں پھلوں سے رزق عطا فرما تاکہ وہ شکر گزار بنیں۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے بڑھاپے کے باوجود مجھے اسماعیلؑ اور اسحاقؑ عطا فرمائے، بے شک میرا ربّ سب دعائیں سنتا ہے۔ اے ربّ مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے کی توفیق عطا فرما اور میری اس دعا کو قبول فرما۔ اے ربّ مجھے اور میرے ماں باپ کو اور مومنوں کو اس دن بخش دے جس دن حساب ہو گا۔(4,8,9,10,11,35 35-41,44-45,47-48)۔ **سبق:** ہمیشہ توبہ استغفار کرو، وہ پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہے۔

مومن: وہ اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں جس نے انہیں اپنے راستے کی طرف ہدایت دی ہے۔ وہ ظلم و ستم کا مقابلہ کرتے ہوئے ثابت قدم رہتے ہیں۔ وہ حساب و کتاب سے ڈرتے ہوئے دنیا میں نیک کام کرتے ہیں ان کا ٹھکانہ جنت ہے۔ جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے (12,14,23)۔ **سبق:** توکل کے لائق صرف اللہ ہے۔

کافر: یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے حق کا انکار کیا اور دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دی۔ یہ لوگوں کو راہ راست سے روکتے ہیں اور اس کو ٹیڑھا کرنا چاہتے ہیں، ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ان سب نے اپنے رسولوں کو دھمکی دی کہ اگر وہ اپنے آباء و اجداد کے عقیدے کی طرف نہ لوٹے تو وہ انہیں ملک بدر کر دیں گے۔ اگرچہ انہیں ان تباہ شدہ قوموں کے عذاب سے ڈرایا گیا تھا، جن کی باقیات چاروں طرف بکھری پڑی تھیں، پھر بھی انہوں نے فخر کیا کہ ان پر کبھی زوال نہیں آئے گے۔ کافروں نے اپنا منصوبہ بنایا، لیکن اللہ کے اختیار میں ہے کہ وہ ان کے منصوبے کو ناکام بنا دے، حالانکہ ان کے منصوبے ایسے تھے کہ پہاڑوں کو بھی ہلا کر رکھ دیں (2-3,12,44-46)۔ **سبق:** سوچ سمجھ کر راستے کا انتخاب کریں۔

شرک کارد: قیامت کے دن جب حق واضح ہو جائے گا تو اندھی تقلید کرنے والے ان لوگوں سے کہیں گے جن کی وہ پیروی کرتے تھے، "ہم نے تو محض تمہاری پیروی کی، کیا تم ہمیں عذاب سے بچا سکتے ہو"؟ وہ کہیں گے: "ہم خود غلط تھے اور تم نے ہماری پیروی کی، اب ہم سب کو عذاب کا سامنا ہے، اور اس سے کوئی فرار نہیں ہے"۔ جہنم میں شیطان تسلیم کرے گا کہ اللہ کے وعدے سچے تھے، اور یہ کہ اس کے وعدے جھوٹے تھے۔ وہ ان کو یہ بھی یاد دلائے گا کہ اس کے پاس ان پر زبردستی کرنے کا اختیار نہیں تھا، اس نے انہیں شرک اور کفر کی طرف بلایا اور انہوں نے اپنی مرضی سے اس کی پیروی کی۔ لٰہذا، مجھ پر

الزام نہ لگاؤ، بلکہ اپنے آپ کو ملامت کرو۔ چونکہ وہاں کوئی کسی کی مدد نہیں کر سکتا، اس لیے شیطان ان کے شرک کا انکار کرے گا۔ اللہ فرماتا ہے کہ گمراہ لوگ اس کے شریک ٹھہراتے ہیں، وہ ان کے برے کاموں سے غافل نہیں ہے جس میں وہ مصروف ہیں، ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ وہ انہیں محض اس دن تک کی مہلت دے رہا ہے جب ان کی آنکھیں وحشت سے گھور رہی ہوں گی (21-22,30,42-43)۔ **سبق:** دین میں کوئی جبر نہیں۔ قیامت کے دن کوئی ضامن یا سفارش کرنے والا نہیں ہو گا۔ شرک سب سے گھناؤنا جرم ہے۔ قیامت کے دن شرک کے مبلغین اپنے پیروکاروں کا انکار کریں گے۔

جہنم: جہنم میں آدمی کو بہتی ہوئی پیپ پلائی جائے گی، جسے بندہ مشکل سے نگلے گا، اور نہ مر سکے گا۔ یہ ان لوگوں کی مثال ہے جنھوں نے اپنے ربّ کے ساتھ کفر کیا، ان کے اعمال راکھ کی طرح ہیں جسے ہوا اڑا کر لے جاتی ہے، انہیں ان کے اعمال کا کوئی صلہ نہیں ملے گا۔ وہ جہنم میں بھونیں جائیں گے، وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔ قصور واروں کو زنجیروں میں جکڑ دیا جائے گا۔ ان کے کپڑے ایسے سیاہ ہوں گے جیسے تارکول سے بنے ہوں، اور آگ کے شعلے ان کے چہروں کو ڈھانپ لیں گے (16-18,29,49-51)۔

نصیحت: قیامت کے دن حق کی مخالفت کرنے والے ہر ضدی جابر کے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ اچھے کلمات ایک اچھے درخت کی مانند ہے جس کی جڑیں مضبوط ہیں اور جس کی شاخیں آسمان تک پہنچتی ہیں، اور جو ہر موسم میں پھل دیتے ہیں۔ جب کہ برے کلمے کی مثال ایک خبیث درخت کی ہے جو زمین کی سطح سے اکھاڑ پھینکا گیا ہو جو برداشت کرنے سے بالکل عاری ہو (15,24-26)۔ **سبق:** اچھے کردار، صاف گو اور صبر کرنے والوں کے لیے انعام ہے۔

اہم آیت: اللہ نے اعلان کیا ہے: "اگر شکر گزار بنو گے تو میں تم کو اور زیادہ دوں گا اور اگر کفرانِ نعمت کرو گے تو میری سزا بہت سخت ہے" (7)۔

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

15-سورت الحجر

اس سورت کی 99 آیات ہیں اور اس کا عنوان آیت نمبر 80 میں مذکور چٹانی راستے سے لیا گیا ہے جس سے مراد قوم ثمود ہے، اور پتھریلے راستے سے مراد ان کے پتھر کے شہر ہیں۔ وہ عرب کے شمالی حصے میں رہتے تھے۔ اس کے موضوعات سے پتا چلتا ہے کہ اس کے نزول کا زمانہ وہی ہے جو سورہ ابراہیم کا تھا۔ اس سورت کی متواتر تنبیہات سے اندازہ ہوتا ہے کہ بالعموم لوگوں نے اس پیغام کو قبول نہیں کیا تھا، بلکہ وہ اپنی عداوت، دشمنی اور تضحیک میں زیادہ ضدی اور سخت ہو گئے تھے۔

سورت کے مرکزی موضوع: یہ ان لوگوں کو تنبیہ کرتی ہے جنہوں نے پیغام کو رد کیا اور پیغمبر کا مذاق اڑایا، یہ آپؐ کو تسلی اور آپؐ کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ اس میں آدم کی تخلیق، فرشتوں کا سجدہ اور شیطان کا انکار، جہنم کے سات دروازے، حضرت ابراہیمؑ کو اسحاقؑ کی بشارت اور لوطؑ کی قوم، الایکہ، الحجر اور قرآن کی وہ سات آیات جن کو کثرت سے دہرایا جاتا ہے (پہلا باب)، نصیحت اور احکامات۔

اللہ: اللہ نے زمین کو پھیلا کر اس پر پہاڑ میخوں کی طرح گاڑ دیئے، اور ہر چیز کو ایک مقدار کے حساب سے اگایا۔ اور اس کے ذریعہ سے وہ تمام مخلوقات کو رزق پہنچاتا ہے۔ وہ کائنات کے تمام خزانوں کا مالک ہے، اور اس نے ہر چیز کو مناسب مقدار میں زمین پر اتارا ہے۔ وہ بارش کے لیے پانی سے لدے بادلوں کو بھیجتا ہے، تاکہ پینے اور کھیتی باڑی کے لیے وافر پانی ہو۔ اس نے انسان کو مٹی سے اور جنوں کو آگ سے پیدا کیا، وہی زندگی اور موت دیتا ہے اور وہی سب کا وارث ہے۔ اسے پہلے رہنے والوں اور ان کے جانشینوں کا پورا علم ہے، اور ان سب کو قیامت کے دن جمع کرے گا، اگرچہ اللہ تعالیٰ نہایت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے لیکن اس کی سزا بھی بہت سخت ہے (19-27،49-50)۔ اللہ کہتا ہے کہ اس نے انتظام کے لیے آسمانوں کو بہت سے قلعہ بند دائروں (کہکشاں وغیرہ) میں تقسیم کیا ہے اور انہیں ستاروں سے آراستہ کیا ہے، اور ہر شیطان مردود سے ان کی حفاظت کی ہے (16-18)۔ **سبق:** اللہ کی رحمت میں غرق ہو کر اس کے عذاب سے غافل نہ ہو جاؤ۔

قرآن: یہ آسمانی کتاب یعنی روشن قرآن کی آیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کی حفاظت کا خود ذمہ لیا ہے۔ اس میں سات آیات کی پہلی سورت ہے جو بار بار پڑھنے کے لائق ہے (نماز میں یہ ضروری ہے) (1,9,87)۔ جس طرح پانی مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے اسی طرح قرآن انسانی روح کو زندہ کرتا ہے۔ **سبق:** قرآن کو سمجھ کر پڑھیں۔

محمدؐ: قریش نے قرآن کا مذاق اڑایا اور رسول اللہؐ کو نصیحت کرنے پر پاگل کہا(6)۔ اللہ نے آپؐ کو تسلی دیتے ہوئے بتایا کہ زمانہ قدیم سے ہر قوم نے اپنے انبیاء کا مذاق اڑایا ہے(11)۔ اللہ تعالیٰ نے نبیؐ سے فرمایا ہے کہ دنیاوی چیزوں کی طرف نہ دیکھو اور نہ ہی کافروں کی حالت پر غم کرو، بلکہ مومنوں کی طرف توجہ دو اور کافروں سے کہہ دو کہ تم صرف ڈرانے والے ہو(89-88)۔ اللہ نبی سے کہتا ہے کہ وہ حکم کے مطابق تبلیغ کریں، اور **مشرکوں کی طرف توجہ نہ دیں جو آپ کا مذاق اڑاتے ہیں اور اللہ کے ساتھ دوسروں کو اس کا ہم سر ٹھہراتے ہیں**۔ اور جب ان کی باتیں آپ کو غمگیں کریں تو اپنے ربّ کی تسبیح کرو اور اس کے آگے سجدہ کرو(99-94)۔ **سبق:** *صبر اور بہترین کردار کے ساتھ تبلیغ کرو۔*

آدم کی تخلیق: اللہ تعالیٰ نے انسان کو سڑی ہوئی مٹی سے پیدا کیا، اور اس سے پہلے شیاطین کو شعلے سے پیدا کیا تھا۔ اللہ نے فرشتوں سے کہا کہ وہ ایک بشر کو پیدا کرنے والا ہے اور جب وہ اسے پیدا کرے گا تو تم سب اس کے آگے سجدہ کرنا۔ تمام فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا سوائے شیطان کے جس نے اس وجہ سے انکار کیا کہ اللہ نے اسے خشک سڑی ہوئی کالی مٹی سے پیدا کیا ہے۔ اللہ نے یوم جزا تک اس پر لعنت بھیجی(27-35)۔ **ابلیس:** ملعون ہونے کے بعد اس نے یوم جزا تک مہلت مانگی، اسے قیامت تک کی مہلت دے دی گئی۔ شیطان نے اپنی انا پرستی کا الزام خدا پر لگایا، اور وعدہ کیا کہ وہ چند لوگوں کو چھوڑ کر تمام انسانوں کو گمراہ کرے گا۔ اسے بتایا گیا کہ اس کا متقیوں پر کوئی زور نہیں سوائے گمراہ لوگوں کے، اور یہ کہ تم اور تمہارے پیروکار جہنم میں جائیں گے۔ جہنم کے سات دروازے ہیں جو ایک گروہ کے لیے مخصوص ہے۔(36-44)۔ **سبق:** *تکبر کا انجام جہنم ہے۔*

شرک کارد: تمام مشرک اقوام نے اپنے نبیوں سے کہا کہ تم دیوانے ہو، اور پوچھا کہ تمہارے ساتھ فرشتے کیوں نہیں اترے؟ اللہ نے کہا، جب فرشتے اترتے ہیں تو پھر اس قوم کو مہلت نہیں دی جاتی (8-6)۔ **ابراہیمؑ:** جب فرشتے انسانی شکل میں ابراہیمؑ کے پاس آئے اور کھانا نہ کھایا تو آپؑ ڈر گئے۔ انہوں نے آپ سے کہا کہ ڈرو نہیں، وہ اُنہیں اسحاقؑ کی بشارت دینے آئے ہیں۔ ابراہیمؑ بڑھاپے کی وجہ سے اس خبر سے پریشان ہو گئے، حالانکہ وہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہونے والوں میں سے نہیں تھے۔ انہوں نے آپؑ کو بتایا کہ انہیں لوطؑ کی قوم کو تباہ کرنے اور لوطؑ کے خاندان کو بچانے کے لیے بھیجا گیا ہے، سوائے ان کی بیوی کے (51-60)۔ **لوطؑ:** فرشتے لوطؑ کے گھر خوبصورت جوان لڑکوں کی شکل میں آئے۔ چونکہ لوطؑ کی قوم ہم

جنس پرستی کی عادی تھی، وہ اپنی عادت کی ہوس میں لوطؑ کے گھر کی طرف خوشی مناتے ہوئے دوڑے۔ آپؑ نے التجا کی کہ وہ آپ کے مہمان ہیں، لہٰذا اللہ سے ڈرو اور مجھے شرم سار نہ کرو۔ انہوں نے آپ کو تنبیہ کی کہ وہ اس معاملے میں درخواست نہ کریں۔ ایک آخری حربے کے طور پر لوطؑ نے التجا کی، "یہ میری بیٹیاں ہیں، اگر تم چاہو۔" پر وہ نہ مانے۔ بعد میں فرشتوں نے لوطؑ سے کہا کہ وہ فرشتے ہیں اور صبح تک اس کی قوم کو مکمل طور پر تباہ کرنے کے لیے اترے ہیں۔ انہوں نے آپ سے کہا کہ وہ رات کے آخری پہر میں اپنی اہلیہ کو چھوڑ کر باقی اپنے اہل خانہ کے ساتھ روانہ ہو جائیں، اور کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے۔ فجر کے وقت ایک شدید دھماکے نے ان کی بستیوں کو الٹا دیا اور ان پر پکی ہوئی مٹی کے پتھروں کی بارش ہو گئی (61-74)۔ **الایکہ:** چونکہ شعیبؑ کے لوگ ظالم تھے، ہم نے ان سے انتقام لیا۔ **الحجر:** اہل حجر نے بھی رسولوں کو جھٹلایا، حالانکہ اللہ نے ان پر اپنی وحی بھیجی اور انہیں اپنی نشانیاں دکھائیں لیکن انہوں نے اسے نظر انداز کیا۔ انہوں نے اپنی رہائش گاہوں کو پہاڑوں میں تراش کر بنایا اور بظاہر پوری حفاظت میں رہتے تھے۔ لیکن آخر کار، ایک زوردار دھماکے نے انہیں صبح کے وقت اپنی لپیٹ میں لے لیا، اور جو کچھ انہوں نے حاصل کیا تھا وہ ان کے لیے بے کار ثابت ہوا (80-84)۔ ان واقعات میں عقلمندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ تباہ شدہ علاقہ اب بھی شاہراہ پر واقع ہیں (78-79)۔ **سبق:** انبیاء غیب کے خزانوں کے مالک نہیں ہوتے۔ اللہ کسی بھی عمر میں اولاد دے سکتا ہے۔

مومن: مومن جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہوں گے۔ ان کے سینوں کو ہر قسم کی عداوت اور کھوٹ سے پاک کر دیا جائے گا۔ اور وہ ایک دوسرے کے سامنے بھائیوں کی طرح تختوں پر بیٹھیں گے۔ انہیں نہ وہاں کسی مشقت سے پالا پڑے گا اور نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے (45-48)۔ **سبق:** دنیا میں کینہ، حسد، نفرت سے بچو۔ جو رہ جائیں گی انہیں جنت میں داخل ہونے سے پہلے نکال دیا جائے گا۔ دنیا میں اپنے دلوں کو پاک کریں۔

منافق: اللہ کہتا ہے کہ وہ ان لوگوں سے پوچھے گا جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، ان لوگوں سے جنہوں نے اپنے قرآن میں سے جو پسند آیا اسے قبول کیا اور باقی کو رد کر دیا (تمام الہامی کتابیں اپنے زمانے کا قرآن تھیں) (90-93)۔ **سبق:** قرآن وسنت پر عمل کرتے ہوئے دین میں اتحاد پیدا کریں۔

کافر و مشرک: ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ ان کے لیے آسمان پر چڑھنے کا دروازہ بھی کھول دیتا تو وہ کہتے کہ ان پر جادو ہوا ہے(14-15)۔ جب مہلت ختم ہو جاتی ہے تو معاشرے کو تباہ کر دیا جاتا ہے۔ قیامت کے دن جن لوگوں نے اسلام کے پیغام کو قبول کرنے سے انکار کیا وہ پچھتائیں گے اور آرزو کریں کہ کاش انہوں نے اسے قبول کیا ہوتا(2-5)۔ **سبق: کائنات میں موجود نشانیوں اور اپنے ارد گرد موجود نشانیوں پر غور کریں، ہمیں خدا مل جائے گا۔**

نصیحت: زمین و آسمان اور ان میں جو کچھ ہے سب کی تخلیق حق پر ہے اور قیامت دن ضرور آئے گا(85)۔

اہم آیت: ہم نے اس سے پہلے جس بستی کو بھی ہلاک کیا ہے اس کے لیے ایک مہلت لکھی جا چکی تھی۔ کوئی قوم نہ اپنے مقرر وقت سے پہلے ہلاک ہو سکتی ہے، نہ اُس کے بعد چھوٹ سکتی ہے(4-5)۔

بِسْــــمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيــــمِ

16-سورت النحل

اس سورت میں 128 آیات ہیں، اس کا نام آیت نمبر 68 سے لیا گیا ہے۔ یہ نبیؐ کو مدینہ ہجرت کرنے کی اجازت سے پہلے نازل ہوئی تھی۔ اس کا پیغام تقریباً وہی ہے جو سورت رعد اور ابراہیم کا تھا، لیکن سخت تر تنبیہ کے ساتھ۔ جب مکہ میں سات سال کا قحط ختم ہوا تو مشرکین کے بڑھتے ہوئے ظلم و ستم نے کچھ مسلمانوں کو ایتھوپیا کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا۔ اس کا مرکزی موضوع شرک کی تردید ہے اور کائنات کی نشانیوں، ہمارے ارد گرد کی اور ہمارے اندر کی نشانیوں پر غور و فکر کرنے پر زور دیا ہے۔ اس کا بڑا حصہ بت پرست اور مشرکوں سے مخاطب ہے۔ اس کے ساتھ رسول اللہؐ اور آپ کے صحابہؓ کو اذیت کے وقت ثابت قدم رہنے کی تلقین بھی کی گئی ہے۔ اس میں کفر و شرک کی نفی کی وجہ سے رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جو اس سورت کو سمجھ کر پڑھے گا اور اس پر عمل کرے گا قیامت کے دن اس سے باز پرس نہیں ہو گی۔

سورت کے اہم عنوانات: مشرکین اور عذاب کے خواہشمندوں کو تنبیہ، نصیحت، اللہ کی وحدانیت پر زور، بت پرستی اور شرک کا رد، کفار کے اعتراضات کی تردید، اور ان کے اس جھوٹے عذر کا رد کہ اگر اللہ چاہتا تو

ہم کسی اور کی عبادت نہ کرتے، اس میں اللہ کی خاطر ہجرت کا بھی ذکر ہے، اور اس بات پر کہ قرآن انسانی روح کو زندہ کرتا ہے اور دیگر احکامات پر بحث کرتی ہے۔

اللہ: اس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے اور وہ ان سے بہت بلند ہے جن کو لوگ اس کی الوہیت میں شریک کرتے ہیں (1-3)۔ اس نے انسان کے لیے مویشی، گھوڑے، گدھے اور خچر اس کے کھانے، لباس اور مال برداری کے لیے بنائے۔ اس نے انسان کو ایک معمولی سے نطفہ سے پیدا کیا، پھر بھی وہ خالق کے بارے میں جھگڑتا ہے۔ اس نے سیدھا راستہ دکھانے کا ذمہ لیا ہے۔ اگر وہ چاہتا تو سب کو ہدایت دے سکتا تھا (4-9)۔ اس نے بارش کا سلسلہ بنایا، جس کے ذریعے وہ پینے کے لیے پانی، مویشیوں کے لیے چارہ، فصلیں، زیتون، کھجور، بیلیں اور بہت سے دوسرے پھل پیدا کرتا ہے۔ اس نے تازہ گوشت کے لیے سمندر کو بھی مسخر کیا۔ غور کرنے والوں کے لیے یہ نشانیاں ہیں (10-11,14)۔ کائنات کو انسانوں کے تابع کر دیا گیا ہے۔ اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں (12-13)۔ اس نے پہاڑوں کو زمین پر کھونٹیوں کے طور پر بنایا جہاں سے دریا بہتے ہیں اور اس نے سمتوں کے تعین کے لیے نشانات اور ستارے رکھے ہیں (15-16)۔ اللہ انسانوں کے تمام خفیہ اور کھلے کاموں سے باخبر ہے (23)۔ اللہ قادر مطلق ہے، جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو صرف یہ کہتا ہے کہ ہو جا، اور وہ ہو جاتی ہے (40)۔

قرآن: اللہ نے قرآن کو حق کی وضاحت کرنے اور ایمان والوں کی رہنمائی کے لیے بھیجا (64)۔ کافروں کا دعویٰ ہے کہ اسے محمدؐ نے گھڑا ہے، جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روح القدس نے اسے ایمان کو مضبوط کرنے اور سیدھا راستہ دکھانے کے لیے ربّ کی طرف سے اتارا ہے، اور ماننے والوں کو بشارت دیتا ہے۔ سردارانِ قریش کا دوسرا دعویٰ یہ تھا کہ قرآن ایک عجمی پڑھا رہا ہے۔ اللہ پوچھتا ہے کہ کیا عجمی کے لیے عربی کی فصیح ترین عبارت پڑھانا ممکن ہے؟ جو قرآن پر عمل کرے گا وہ راہِ راست پالے گا، اور جو واضح ہدایات کے بعد اختلاف کرے اور دین کو فرقوں میں بانٹے گا، اس کے لیے دردناک عذاب ہے (101-105)۔ **سبق:** قرآن اللہ کی طرف سے ہدایت ہے اسے سمجھ کر پڑھنا چاہیے۔

احکامات: اللہ عدل، سخاوت اور قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتا ہے، اور بے حیائی، برائی اور ظلم سے منع کرتا ہے۔ اللہ کے ساتھ اپنے عہد کو پورا کرو جب تم کوئی عہد کرو اور قسموں کو نہ توڑو (90-93)۔ اپنی قسموں کو ایک دوسرے کو دھوکہ دینے کا ذریعہ نہ بناؤ، ایسا نہ ہو کہ تم دوسروں (کافروں) کو اللہ

کی راہ سے روکنے کا ذریعہ بن جاؤ اور سخت عذاب کے مستحق بنو، اور نہ ہی اللہ کے عہد کو دنیاوی فائدے کے بدلے بیچو(94-96)۔ اللہ تعالیٰ نے مردار، خون، سور کا گوشت اور وہ جانور جن پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو حرام قرار دیا ہے (سوائے اشد بھوک کی حالت میں)۔ حلال و حرام قرار دینے کا اختیار صرف اللہ کو ہے(114-117)۔ لوگوں کو اللہ کے راستے کی طرف حکمت، بہترین نصیحت اور خوش اخلاقی کے ساتھ بلاؤ (125-128)۔

محمدؐ: اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے بھی واضح نشانیاں اور کتابیں دے کر رسول بھیجے تھے اور اس نے آپؐ کے پاس قرآن بھیجا تاکہ لوگوں کی رہنمائی کریں، تاکہ وہ کتاب میں غور و فکر کریں۔ جتنے بھی رسول بھیجے گئے وہ سب انسان تھے(43-44)۔ آپؐ پر ذمہ داری صرف حق کا پیغام پہنچانا ہے(82)۔ **سبق:** اگرچہ تمام انبیاء انسان تھے لیکن اعلیٰ ترین اخلاق کے حامل تھے۔

مومن: وہ کتابِ الٰہی کو بہترین رہنما مانتے ہیں اور اس کے احکام کی پابندی کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جنت ہے جہاں ان کو جو کچھ وہ چاہیں، ملے گا۔ فرشتے ایسی روحوں پر سلامتی بھیجتے ہیں(30-32)۔ جنہوں نے اللہ کی خاطر ہجرت کی اور استقامت کے ساتھ ظلم برداشت کیا، ان کا انجام خیر ہے (41-42)۔ وہ اپنی عاجزی کا اظہار کرنے کے لیے اللہ کے سامنے جھکتے ہیں اور جو حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کرتے ہیں(48-50)۔ **سبق:** مومن استقامت، صبر اور اخلاق کا مظہر ہوتے ہیں۔

کافر اور مشرک: قیامت کے دن کافر اپنا پورا بوجھ اٹھائیں گے اور ان لوگوں کے بوجھ بھی جن کو انہوں نے اپنی جہالت سے گمراہ کیا تھا(24-26)۔ اس میں تنبیہ کی گئی ہے کہ ان سے پہلے بہت سی قوموں نے اسی طرح کی ڈھٹائی سے کام لیا اور اللہ کے عذاب نے انہیں تباہ کر دیا۔ یہ اللہ کا ظلم نہیں تھا، بلکہ انہوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا(33-34)۔ مشرک عذر پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو نہ وہ اور نہ ان کے آباء واجداد دوسروں کو پکارتے اور نہ حلال و حرام کے قوانین بناتے (یہی امتحان ہے)۔ رسول اس لیے بھیجے جاتے ہیں تاکہ لوگوں کو بتائیں کہ صرف اللہ کو پکارو۔ جنہوں نے اللہ کے پیغام کو مسترد کیا، ان کی باقیات دنیا بھر میں بکھری پڑی ہیں(35-37)۔ ایسے لوگ آخرت کا انکار کرتے ہیں۔ قیامت کا وعدہ اللہ پر لازم ہے(38-39)۔ یہ لوگوں کو خبردار کرتی ہے کہ اللہ کے عذاب سے ڈریں اور اس کی رحمت سے بے جا

فائدہ نہ اٹھائیں(45-47)۔ **سبق:** کبھی گمراہی کا ذریعہ نہ بنو۔ تکبر اسلام کی ضد ہے۔ اللہ کسی پر ظلم نہیں کرتا بلکہ انسان اپنے آپ پر ظلم کرتا ہے۔

شرک کا رد: 1) مخلوق اللہ کی طرح نہیں ہو سکتی(17)۔ 2) جن قبر والوں کی پرستش کی جاتی ہے وہ مردہ ہیں، زندہ نہیں، اور وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ وہ کب زندہ کیے جائیں گے(20-21)۔ 3) اللہ کے سوا کوئی ربّ نہیں، جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے وہ جہالت اور تکبر کی وجہ سے اس کا انکار کرتے ہیں(22-23)۔ 4) قیامت کے دن اللہ پوچھے گا کہ تم نے جن معبودوں کو اس کی الوہیت میں شریک کیا تھا وہ کہاں ہیں؟ 5) جب فرشتہ ان کی روح قبض کرنے آئیں گے تو وہ شرک کا انکار کریں گے(27-29)۔ 6) دو معبود مت بناؤ، کیونکہ ایک خدا کے سوا دوسرا کوئی نہیں (تمام جھوٹے معبودوں کی نفی ہے)۔ کیا کوئی اللہ کے سوا کسی اور کا خوف رکھ سکتا ہے(51-52)؟ 7) سخت تکلیف میں مشرک اللہ کو پکارتے ہیں اور جب وہ ان کی تکلیف کو دور کر دیتا ہے تو دوسروں پکارنے لگتے ہیں(53-55)۔ 8) کیا اللہ کے رزق میں سے جھوٹے معبودوں کو حصہ دیا جا سکتا ہے(56)؟ 9) وہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے ہیں، حالانکہ وہ ان کو خود ناپسند اور قتل بھی کرتے ہیں(57-62)۔ 10) اللہ نے نر و مادہ بنائے، اولاد دی، کھانے کو اچھی چیزیں مہیا کیں، پھر بھی مشرک ان کی عبادت کرتے ہیں جو نہ تو کچھ دے سکتے ہیں اور نہ ہی اس کی طاقت رکھتے ہیں(72-74)۔ 11) قیامت کے دن، کافروں کو نہ عذر پیش کرنے کی اجازت ہو گی، نہ توبہ کرنے کو کہا جائے گا، اور نہ ہی عذاب میں تخفیف ہو گی(84-85)۔ 12) اس دن ان کے جھوٹے معبود ان کے دعوے کو نہ صرف رد کریں گے بلکہ انہیں جھوٹا کہیں گے۔ لہٰذا انہیں دوہرے عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا، ایک کفر کا اور دوسرا راہ راست سے دوسروں کو روکنے کا(86-88)۔ **غور کرنے کی باتیں:** بارش مردہ زمین کو زندہ کرتی ہے۔ مویشی اپنے پیٹ میں گوبر اور خون کے درمیان سے دودھ پینے کے لیے دیتے ہیں۔ کھجور اور انگور سے نشہ آور اور پاکیزہ مشروب بنتا ہے۔ شہد کی مکھی پہاڑوں، درختوں میں، اور ٹیٹوں پر چڑھائی ہوئی بیلوں میں چھتے بناتی ہے۔ یہ ہر قسم کے پھولوں کا رس چوس کر اپنے پیٹ سے مختلف رنگوں کا شہد نکالتی ہے جس میں شفا ہے۔ اچانک موت، ارزل العمر اور یادداشت میں کمی انسان کے لیے علامات ہیں۔ کیا کوئی شخص اپنے مال کو اپنے غلاموں میں تقسیم کرے گا تاکہ وہ اس کے برابر ہو جائیں؟ کیا وہ غلام جو کسی چیز کا مالک نہ ہو اور نہ کسی چیز پر اختیار رکھتا ہو، اس شخص کے برابر ہو سکتا ہے جسے اللہ نے رزق دیا ہو جسے وہ کھلے اور چھپے

خرچ کرتا ہے؟ایک گونگااور بہراجو کوئی کام صحیح انجام نہیں دے سکتا، کیاانصاف کا حکم دینے والے اور راہ راست پر چلنے والے کے برابر ہو سکتا ہے(65-71,75-76)؟انسان اس حالت میں پیدا ہوتا ہے جب وہ کچھ نہیں جانتا، اللہ تعالیٰ نے اسے کان، آنکھیں اور سوچنے والا دماغ دیا تاکہ وہ سوچے اور اللہ کا شکر ادا کرے۔ مشاہدہ کریں کہ پرندے کس طرح آسمان پر اڑتے ہیں۔ ان سب میں ایمان والوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں(78-79)۔ **شیطان** ان کے لیے برے کاموں کو خوشنما بناتا ہے جنہوں نے اسے اپنا سرپرست بنا رکھا ہے، اس لیے وہ رسولوں کی پکار پر کان نہیں دھرتے (63)۔ **سبق:** حاجت روا صرف اللہ ہے۔ اگر انسان اپنے غلاموں کو اپنے برابر نہیں کرتا، تو اللہ کیوں کرے؟ کیا کوئی بھیکاری سے مانگے گا؟

نصیحت: وہ اپنے حکم سے اپنے فرشتوں کے ذریعے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اس روح کو نازل کرتا ہے تاکہ لوگوں کو خبردار کرے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، لہذا، اس سے ڈر جاؤ(2)۔ اگر اللہ کی نعمتوں کا حساب لگانے کی کوشش کروگے تو تم ان کا شمار نہیں کر سکتے۔ تم جو کچھ چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو، اللہ جانتا ہے(18-19)۔ غیب کا علم صرف اللہ کو ہے۔ قیامت کا دن ضرور آنا ہے(77)۔ قیامت کے دن ہر امت سے ایک گواہ بلایا جائے گا جو اس کے خلاف گواہی دے گا اور نبی اپنی امت کے خلاف گواہی دیں گے (89)۔ جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہونے والا ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو ان کے اعمال کا بہترین اجر دے گا(96)۔ اللہ ان لوگوں کو معاف کرتا ہے جو توبہ کر کے اپنی اصلاح کرتے ہیں۔ قیامت کے دن، جہاں ہر نفس اپنی نجات کے لیے فکر مند ہوگا، اللہ ان لوگوں کو معاف کر دے گا جنہیں ان کے ایمان کی وجہ سے ستایا گیا، اور پھر انہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی(110-111)۔ جس طرح پانی بنجر زمین کو زندہ کرتا ہے اسی طرح قرآن انسانی روح کو زندہ کرتا ہے۔ نبی جھوٹے نہیں بلکہ کافر جھوٹے ہیں۔(105)۔ اللہ ان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا جو اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں(107)۔ اللہ ہمیں ابراہیمؑ کے طریقے پر چلنے کا کہتا ہے جو مشرک نہیں تھے۔ جہاں تک سبت کا تعلق ہے، اللہ نے اسے ان لوگوں پر مسلط کیا جنہوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا تھا(118-124)۔

اہم آیات: جب قرآن کی تلاوت شروع کرو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگو، اس کا ان لوگوں پر کوئی اختیار نہیں جو ایمان لائے اور اپنے ربّ پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اس کا اختیار صرف ان لوگوں پر ہے جو

اسے اپنا سرپرست مانتے ہیں۔ وہ انہیں اللہ کے ساتھ شرک کرنے پر اکساتا ہے(98-100)۔جو شخص ایمان لانے کے بعد کفر پر مجبور ہو جب کہ اس کا دل ایمان پر یقین رکھتا ہو(وہ بری ہو جائے گا)، لیکن جو کوئی خوشی سے کفر کو قبول کرے گا تو اس پر اللہ کا غضب ہے اور ایسے تمام لوگوں کے لیے سخت عذاب ہے۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کی زندگی پر ترجیح دی اور اللہ ان لوگوں کو نجات کا راستہ نہیں دکھاتا جو ناشکری کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے دلوں، کانوں اور آنکھوں پر مہر لگا دی ہے اور وہ غافل ہو گئے ہیں، اس لیے ان کا آخرت میں خسارہ اٹھانا لازم ہے(106-109)۔

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

17-سورت الاسراء

اس سورت میں 111 آیات ہیں جنہیں 12 رکوعوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ یہ نبیؐ کے آسمان پر معراج کے بعد مدینہ ہجرت سے چند ماہ پہلے نازل ہوئی۔ یہ سورت ایسے وقت میں نازل ہوئی جب سخت مصائب، مشقت، پریشانی اور ایذا رسانی عام تھی۔ معراج موضوع بحث نہیں، بلکہ اس کا موضوع کفار مکہ کو سخت تنبیہ کرنا ہے۔ اس دوران مدینہ کے دو بڑے قبیلوں نے اسلام قبول کر لیا اور رسول اللہؐ سے مدینہ ہجرت کرنے کی درخواست کی۔ اس سورت کا دوسرا نام بنی اسرائیل ہے۔

سورت کے اہم عنوانات: بنی اسرائیل کا زمین میں دو مرتبہ فساد اور عذاب الٰہی، والدین، رشتہ داروں، مسکینوں، مسافروں وغیرہ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم، بخل اور اسراف کی ممانعت، قیامت کے دن سب کچھ ختم ہو جائے گا، آدمؑ کا قصہ، تہجد کی نماز، روح سے متعلق سوال، موسیٰؑ اور آپؐ کو دیئے گئے نو معجزات پر بحث کرتی ہے۔

اللہ: اس نے محمدؐ کو رات کے وقت مکہ سے بیت المقدس پہنچایا تا کہ انہیں اپنی کچھ نشانیاں دکھائے۔ وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے(1)۔ اس نے رات کو تاریک، اور دن کو روشن بنایا تا کہ انسان غور کرے(12)۔ وہ زمین و آسمان کی تمام مخلوقات اور اپنے بندوں کے گناہوں سے باخبر ہے۔ اس نے داؤدؑ کو زبور دی (17,55)۔ وہ اپنے بندوں سے باخبر اور ان پر نظر رکھے ہوئے ہے۔ وہ بہت بردبار اور بے حد معاف کرنے والا ہے (30,44)۔ اسے کسی بھی نام سے پکارو، اللہ یا رحمٰن، کیونکہ تم اسے جس نام سے بھی پکارو، سب

یکساں ہے کیونکہ اس کے لیے تمام نام بہترین ہیں۔ تمام تعریفیں صرف اللہ کے لیے ہیں جس نے نہ تو کوئی بیٹا بنایا، نہ ہی اس کا کوئی شریک ہے، اور نہ اسے کمزوری کی وجہ سے کسی کی حفاظت کی ضرورت ہے۔ پس، اس کی شان کے لائق اس کی تسبیح کرو(110-111)۔ **سبق:** وہ قادر مطلق ہے۔

قرآن: یہ بالکل سیدھا راستہ دکھاتا ہے، مومنوں کو بشارت دیتا ہے اور کافروں کو عذاب سے ڈراتا ہے(9-10)۔ یہ ہمیں بتاتا ہے کہ ہر آدمی کا شگون اس کے گلے میں لٹکا ہوا ہے (توہم پرستی کی نفی)، اور قیامت کے دن اس کے پڑھنے کے لیے اسے کھول دیا جائے گا۔ وہاں کوئی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ جب معاشرے کے متمول لوگ نافرمانی کرتے اور انتشار پھیلاتے ہیں تو اس معاشرے پر اللہ کا عذاب نازل ہوتا ہے(16،13-14)۔ قرآن میں اللہ نے حق کو مختلف طریقوں سے بیان کیا، تاکہ وہ اسے قبول کرلیں، افسوس اس سے ان کی نفرت میں اضافہ ہی ہوا(41)۔ قرآن مومنوں کے لیے شفا اور رحمت ہے، اور بدکرداروں کے لیے نقصان کی وعید۔ انسان وہ مخلوق ہے، جب اللہ اس پر احسان کرتا ہے تو وہ تکبر میں پیٹھ پھیر لیتا ہے، اور جب اس پر کوئی مصیبت آئے تو بالکل مایوس ہو جاتا ہے۔ صرف اللہ جانتا ہے کہ کون سیدھی راہ پر ہے(82-84)۔ یہ بالواسطہ کفار کے اس قول کی نفی کرتا ہے کہ اسے محمد نے ایجاد کیا ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ اگر وہ نبیؐ سے وہ کتاب واپس لے لے جو اس نے نازل کی ہے تو کوئی اسے واپس نہیں لا سکتا۔ اگر سارے انسان اور شیاطین قرآن جیسی کتاب لانے میں ایک دوسرے کی مدد کریں تب بھی وہ ایسا نہیں کر سکیں گے۔ قرآن، ربّ کا انسانوں پر احسان ہے(86-88)۔ قرآن حق کے ساتھ بھیجا گیا تاکہ محمدؐ مومنوں کو بشارت دیں اور کافروں کو خبردار کریں۔ اسے بتدریج نازل کیا گیا تاکہ اسے موقع محل کے مطابق لوگوں کو سنایا جاسکے۔ جن کے پاس اس سے پہلے آسمانی کتابوں کا علم تھا، جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو وہ روتے ہیں اور منہ کے بل سجدے میں گر جاتے ہیں اور پکارتے ہیں کہ ہمارا ربّ بڑی شان والا ہے اور اس کا وعدہ پورا ہونا یقینی ہے۔ اس سے ان کی عاجزی میں اضافہ ہوتا ہے(105-109)۔

احکام: (i) اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ (ii) اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ یہاں تک کہ اگر وہ بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان سے "اُف" بھی نہ کہو، بلکہ احترام سے بات کرو اور دعا کرو "اے ربّ، ان پر رحم کر جیسا کہ انہوں نے مجھے بچپن میں پالا تھا(23-24)۔ (iii) قریبی رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کو ان کا حق دو۔ (iv) نہ بخل کرو اور نہ ہی بے روک ٹوک تقسیم کرو۔ (v) اور جب دینے کے

لیے کچھ نہ ہو تو شائستگی سے معذرت کرو۔(vi) فضول خرچی نہ کرو، فضول خرچی کرنے والے شیطان کے ساتھی ہیں(26-29)۔(vii) اپنے بچوں کو بھوک کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ اللہ تمہارے لیے اور ان کے لیے رزق فراہم کرے گا۔(viii) زنا سے دور رہو۔(ix) کسی کو ناحق قتل نہ کرو۔ ناحق قتل ہونے والے کے وارث کو بدلہ لینے کا اختیار ہے۔(x) اور یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جانا سوائے بہترین طریقے کے جب تک کہ وہ بالغ نہ ہو جائیں۔(xi) عہد کو پورا کرو، کیونکہ عہد کے بارے میں تم سے حساب لیا جائے گا۔(xii) مناسب پیمانے کے ساتھ پورا وزن اور ناپ کر دو۔(xiii) جس چیز کا تمہیں علم نہ ہو اس کی پیروی نہ کرو۔ یقیناً سماعت، بصارت اور دل سے حساب لیا جائے گا۔(xiv) زمین پر اکڑ کر نہ چلو۔(xv) اللہ کے سوا کسی کو معبود نہ ٹھہراؤ ورنہ ملامت زدہ اور ہر بھلائی سے محروم ہو کر جہنم میں ڈال دیئے جاؤ گے(31-39)۔(xvi) ہمیشہ وہی کہو جو بہترین ہو، کیونکہ شیطان انسانوں کے درمیان تفرقہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے(53)۔(xvii) ان میں سے ہر ایک کا برا پہلو تمہارے ربّ کو ناپسند ہے۔(xviii) سورج کے ڈھلنے سے لے کر رات کی تاریکی تک نماز قائم کرو اور فجر کے وقت قرآن مجید کی تلاوت کا خاص خیال رکھو کیونکہ فجر کے وقت قرآن کی تلاوت پر فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ تہجد کی نماز رات کو پڑھیں(78-79)۔(xix) اپنی نماز نہ بہت زیادہ بلند آواز سے پڑھو اور نہ بہت پست آواز سے، ان دونوں کے درمیان اَوسط درجے کا لہجہ اختیار کرو(110)۔

محمدؐ: آپؐ کو لوگوں پر نگران بنا کر نہیں بھیجا گیا تھا(54)۔ بالواسطہ طور پر اللہ ہمیں بتاتا ہے کہ اگر محمدؐ بھی قرآن سے منہ موڑتے تو آپؐ کو دنیا و آخرت میں دوہرے عذاب کا سامنا کرنا پڑتا(73-75)۔ قرآن نے لوگوں کو پیغام سمجھانے کے لیے مختلف طریقے استعمال کیے، لیکن اکثریت کفر پر قائم رہی، اور کہا کہ وہ محمدؐ کی باتوں پر یقین نہیں کریں گے جب تک کہ وہ ایک چشمہ جاری نہ کریں، یا کھجوروں اور انگوروں کا باغ پیدا کریں جس میں نہریں بہتی ہوں، یا ان پر آسمان گرا دیں، یا اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لے آئیں، یا آپؐ کے لیے سونے کا گھر بن جائے، یا وہ آسمان پر چڑھ کر کوئی تحریر لے کر آئیں جو ہم پڑھ سکیں۔ بدلے میں آپؐ نے ان سے پوچھا، کیا میں نے کبھی انسانی رسول سے بڑھ کر کچھ ہونے کا دعویٰ کیا ہے(89-93)۔

انبیاءؑ: اللہ تعالیٰ معجزات دکھاتا ہے تاکہ لوگ اپنی اصلاح کر لیں، لیکن معجزات دیکھنے کے باوجود اکثر کی بغاوت بڑھ گئی۔ قوم ثمود کو ایک اونٹنی بھیجی گئی، انہوں نے اسے مار ڈالا(59-60)۔ موسیٰؑ نے فرعون کو نو

معجزات دکھائے۔ اس نے جواب دیا: "اے موسیٰ، میں تمہیں جادو گر سمجھتا ہوں۔" حالانکہ وہ جانتا تھا کہ آسمانوں اور زمین کے مالک نے انہیں رسول بنا کر بھیجا ہے۔ موسیٰؑ نے جواب دیا کہ در حقیقت میں تمہیں برباد آدمی دیکھتا ہوں۔ جب فرعون نے موسیٰؑ اور بنی اسرائیل کو زمین سے اکھاڑ پھینکنے کا عزم کیا تو اللہ نے اسے اور اس کے پیروکاروں کو غرق کر دیا۔ بنی اسرائیل سے کہا گیا کہ وہ مقدس سرزمین میں آباد ہو جائیں(101-104)۔

بنی اسرائیل: قرآن سے پہلے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لیے موسیٰؑ کو ایک کتاب دی تھی جس میں اللہ کے سوا کسی اور کو ولی نہ بنانے کا بنیادی حکم تھا۔ نوحؑ اور ان کے ساتھیوں کی اولاد ہونے کے ناطے ان کا کردار بہتر ہونا چاہیے تھا۔ پچھلے صحیفوں میں ان کے بارے میں پیشین گوئی کی گئی تھی کہ وہ زمین میں دو بار فساد اور سرکشی کریں گے، ہر باغیانہ رویہ پر وہ مغلوب کر کے یروشلم سے نکالے جائیں گے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ ان کو تنبیہ کرتا ہے کہ اگر وہ اپنی پچھلی روش کی طرح پلٹیں گے تو وہ پھر ان کو عذاب میں مبتلا کرے گا(2-8)۔ (نبیؐ نے فرمایا کہ میری امت بھی قدم باقدم یہودیوں کے راستے پر چلے گی)

شیطان: اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو، شیطان کے علاوہ سب نے سجدہ کیا۔ اس نے تکبر سے کہا، "کیا میں اس کے آگے جھکوں جسے تو نے مٹی سے بنایا ہے؟ کیا یہ اس لائق تھا کہ تو نے اسے مجھ پر فضیلت دی؟ مجھے قیامت تک مہلت دے، میں اس کی اولاد کو گمراہ کر دوں گا۔ صرف چند ہی لوگ مجھ سے اپنے آپ کو بچا سکیں گے۔" اللہ نے جواب دیا، "تیری اور تیری پیروی کرنے والوں کی جزا جہنم ہے، تو اپنی دعوت سے انہیں راغب کر، ان کے خلاف اپنے لشکر جمع کر، ان کے ساتھ دولت اور اولاد میں شریک ہو، انہیں وعدوں میں جکڑ، لیکن تیرا ان پر اختیار یا زور نہیں۔" ربّ مومنوں کے لیے کافی ہے کہ وہ اس پر بھروسہ کریں(61-65)۔

مومن: اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو عزت بخشی اور انہیں خشکی اور تری میں سواریاں عطا کیں، انہیں پاکیزہ اور اچھی چیزیں عطا کیں اور انہیں بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی، پھر جن لوگوں کے اعمال نامے ان کے داہنے ہاتھ میں دیئے جائیں گے وہ اپنے اعمال نامے پڑھیں گے، اور ان پر ذرا ظلم نہیں ہو گا(70-71)۔

کافر و مشرک: جب قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے صرف حقیقی ربّ کا ذکر کیا جاتا ہے تو یہ نفرت سے پیٹھ پھیر لیتے ہیں۔ وہ بھٹک گئے ہیں، اس لیے وہ سیدھا راستہ نہیں پا سکتے(45-48)۔ یہ دنیا میں زندگی اس

طرح گزارتے ہیں کہ گویا وہ اندھے ہیں اس لیے آخرت میں اندھے ہی اٹھائے جائیں گے، اور انجام اس سے بھی برا ہو گا۔ اللہ انہیں خبردار کرتا ہے کہ اگر وہ رسول اللہؐ کو جلاوطن کرتے ہیں تو وہ بھی یہاں زیادہ دیر نہیں رہ سکیں گے (72,76)۔ کفار نے ہدایت قبول نہ کرنے کا جو عذر پیش کیا وہ یہ تھا کہ کیا اللہ نے کسی انسان کو اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، "اگر فرشتے زمین پر سکونت اختیار کرتے اور لوگوں میں چلتے پھرتے تو ہم ان کی طرف فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتے" (94-95)۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کو اندھے، گونگے اور بہرے اٹھائے گا اور انہیں منہ کے بل گھسیٹے گا۔ ان کا ٹھکانہ جہنم ہو گا۔ یہ اس کی نشانیوں کو جھٹلانے کا بدلہ ہے۔ انہیں وہ نئے سرے سے زندہ کرے گا، جس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا ہے، وہ ان جیسے لوگوں کو دوبارہ بنانے کی طاقت رکھتا ہے؟ اُس نے زندہ کرنے کا ایک وقت مقرر کیا ہے جو لازماً آئے گا، لیکن اس کے باوجود یہ بدکردار منکر لوگ اپنے کفر پر قائم ہیں (97-99)۔

شرک کا رد: اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ ٹھہراؤ ورنہ تم ذلیل اور بے بس ہو جاؤ گے (22)۔ کیا تمہارے ربّ نے تمہیں بیٹوں سے نوازا ہے اور فرشتوں میں سے اپنے لیے بیٹیاں بنالی ہیں (40)؟ اگر اللہ کے ساتھ دوسرے معبود ہوتے، جیسا کہ وہ دعویٰ کرتے ہیں، تو وہ یقیناً اسے تخت سے ہٹانے کی کوشش کرتے۔ وہ پاک ہے ان سب چیزوں سے جو وہ اس سے منسوب کرتے ہیں۔ ساتوں آسمان، زمین اور جو کچھ ان کے اندر ہے سب اس کی تسبیح کرتے ہیں (42-44)۔ وہ پوچھتے ہیں، کیا واقعی وہ دوبارہ اٹھائے جائیں گے جب وہ خاک ہو چکے ہوں گے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، یقیناً اس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا وہ تمہیں دوبارہ زندہ کرے گا، چاہے تم پتھر، لوہا یا کسی ایسی چیز کی طرح ہو جاؤ جس کا زندہ ہونا تمہارے نزدیک ناممکن ہو۔ قیامت کے دن وہ پکارے گا، اور ہر کوئی اس کی تعریف کرتے ہوئے اٹھے گا (49-52)۔ یہ مشرکوں سے کہتی کہ وہ اللہ کے سوا جن معبودوں کو اپنا کارساز سمجھتے ہیں انہیں مدد کے لیے پکاریں، وہ کسی تکلیف کو ان سے نہ ہٹا سکتے ہیں نہ دوسروں پر ڈال سکتے ہیں۔ جن کو یہ پکارتے ہیں وہ تو خود اُس کی رحمت کی امید اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہوئے اس کے حضور رسائی حاصل کرنے کا وسیلہ تلاش کر رہے ہیں (سچے ولی)۔ حقیقت میں اس کا عذاب ہے ہی ڈرنے کے لائق۔ کوئی بستی ایسی نہیں جو قیامت سے پہلے تباہ نہ ہو یا سخت عذاب میں مبتلا نہ ہو۔ (56-58)۔ اسی کے حکم سے بحری جہاز سمندر پر چلتے ہیں۔ یہ جب سمندر میں طوفان میں گھرے ہوتے ہیں تو اپنے جھوٹے معبودوں کو بھول کر اللہ کو پکارتے ہیں، اور جب وہ خشکی پر انہیں

بحفاظت پہنچا دیتا ہے تو وہ ناشکری کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں۔ یہ بھول جاتے ہیں کہ اللہ انہیں زمین میں بھی دھنسا سکتا ہے، یا پتھر برسانے والی آندھی بھیج سکتا ہے، یا جب وہ کشتی پر سفر کرتے ہیں، تو زبردست طوفان ان کی ناشکری پر انہیں غرق کر سکتا ہے، اور ان کی کوئی حفاظت نہیں کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی اللہ سے سوال کر سکتا ہے(66-69)۔

نصیحت: جہنم ان لوگوں کے لیے قید خانہ ہے جو اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں(8)۔ انسان برائی کے لیے اسی طرح دعا کرتا ہے جس طرح اسے بھلائی کے لیے کرنی چاہیے(11)۔ جو راہ راست پر چلتا ہے وہ اپنے فائدے کے لیے کرتا ہے، اور جو بھٹکتا ہے وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ کوئی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اللہ کسی قوم کو اس وقت تک عذاب نہیں دیتا جب تک کہ حق کو باطل سے جدا کرنے کے لیے کوئی رسول نہ بھیجے(15)۔ جب کسی بستی کے خوشحال لوگ نافرمان ہو جائیں تو اللہ اسے تباہ کر دیتا ہے۔ جو شخص دنیا کی زندگی چاہتا ہے اللہ اسے جو چاہتا ہے دیتا ہے لیکن اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور جو آخرت چاہتا ہے اور اس کے لئے کوشش کرتا ہے اور وہ سچا مومن ہے تو اس کی کوشش دنیا اور آخرت دونوں میں کام آئے گی(16-21)۔ وہ ان لوگوں کو معاف کرتا ہے جو اپنے قصور پر متنبہ ہو کر بندگی کے رویے کی طرف لوٹ آئیں(25)۔ بس ایک اللہ کی گواہی کافی ہے، کیونکہ وہ اپنے بندوں کے کاموں سے پوری طرح باخبر ہے(96)۔ اگر اللہ کے خزانے انسان کے پاس ہوتے تو وہ اُن کو روک لیتا تاکہ وہ خرچ نہ ہو جائیں۔ انسان ہمیشہ بخل کرتا ہے(100)۔

اہم آیات: اعلان ہے: "حق آگیا، اور باطل مٹ گیا، یقیناً باطل مٹنے والا ہے"(81)۔ وہ تم سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ کہو، "روح (وحی) ربّ کے حکم سے آتی ہے"(85)۔

دعا: اے پروردگار، مجھ کو جہاں بھی تو لے جا سچائی کے ساتھ لے جا اور جہاں سے بھی نکال سچائی کے ساتھ نکال، اور اپنی طرف سے ایک اقتدار کو میرا مددگار بنا دے۔ (مددگار قوت نصیب کر)(80)۔

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

18- سورت الکہف

یہ قرآن مجید کی 18ویں سورت ہے۔اس میں 110 آیات ہیں جنہیں 12 رکوعوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔اس میں حیرت انگیز اسباق کے ساتھ چار تاریخی واقعات شامل ہیں۔ یہ رسول اللہؐ کی مدینہ ہجرت سے پانچ سال پہلے مکہ میں نازل ہوئی تھی۔ یہ وہ وقت تھا جب قریش کی مخالفت زبانی چھیڑ چھاڑ سے جسمانی زیادتی اور سماجی واقتصادی بائیکاٹ تک جا پہنچی تھی۔اس کی وجہ سے نبیؐ نے بہت سے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ جب کہ آپؐ،آپ کے قریبی خاندان کے افراد اور مسلمانوں کو "شعب ابی طالب" میں محاصرہ میں لے لیا گیا تھا۔ وحی کا اصل مقصد مشرکین مکہ کا یہودیوں کی مشاورت سے پوچھے گئے تین سوالوں کا جواب دینا تھا،جو انہوں نے نبیؐ سے ان کو آزمانے کے لیے کیے تھے۔

رسول اللہؐ نے فرمایا: "جس نے سورہ کہف کی پہلی دس آیات حفظ کیں وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا" (مسلم)۔ کیسے ؟ پہلی دس آیات ہمیں توحید پرست عیسائی نوجوانوں کے بارے میں بتاتی ہیں، جنہوں نے اپنے آپ کو سنگسار ہونے، یا پھر شرک کی طرف لوٹنے پر مجبور کیے جانے سے بچنے کے لیے،ایک غار میں چھپ کر پناہ لی۔ یہ آیات ہمیں بتاتی ہیں کہ ایمان ہماری زندگی میں سب سے اہم چیز ہے، ہمیں اس کی ہر قیمت پر حفاظت کرنی چاہیے، چاہے اس کے لیے ہمیں چھپنا پڑے یا ہجرت کرنی پڑے۔

اہم عنوانات: اصحابِ غار، موسیٰؑ اور خضرؑ، اور ذوالقرنین کے قصے، احکام الٰہی اور ہدایات، آدمی جب کوئی کام کرنے کا ارادہ کرے تو ہمیشہ ان شاءاللہ کہے، مومن اور کافر کی مثال، دنیوی زندگی کی مثال اور موت کے بعد کی زندگی سے اس کا تعلق، اللہ کی نعمتیں بے شمار ہیں، **محمدؐ صرف ایک بشر ہیں۔**

اللہ: اس نے زمین کی ہر چیز کو لوگوں کی آزمائش کے لیے زینت بنایا ہے۔ قیامت کے دن وہ زمین کو ایک چٹیل میدان میں تبدیل کر دے گا(8-7)۔ وہ قادر مطلق ہے۔ وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ اگر ربّ کے کلام کو قلمبند کرنے کے لیے سمندر سیاہی بن جائیں تو ربّ کا کلام ختم ہونے سے پہلے ہی سمندر ختم ہو جائیں گے، اور اگر سیاہی کی مقدار دگنی کر دی جائے تب بھی کفایت نہ کرے گی۔ تمہارا ربّ واحد معبود ہے۔ پس جو شخص اپنے ربّ سے ملاقات کا متمنی ہو وہ نیک کام کرے **اور اپنے ربّ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے**(109-110)۔

قرآن: ابتدائی آیات میں اللہ کی تعریف کی گئی ہے کہ اس نے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے محمدؐ پر قرآن کو نازل کیا جس میں کوئی ٹیڑھ نہیں اور جو سیدھی راہ دکھاتی ہے۔ یہ مومنوں کو بشارت، اور کفر پر

اڑے رہنے والوں اور جہالت میں اللہ کے بیٹے بنانے والوں کو خبردار کرتی ہے (1-5)۔ قرآن مختلف طریقوں اور مثالوں سے معاملات کی وضاحت کرتا ہے۔اس کے باوجود جب ان کے پاس ہدایت آئی تو انہوں نے معافی مانگنے کی بجائے پچھلی امتوں جیسا سلوک مانگااور فوری سزا کا تقاضا کیا۔ کافر حق کو جھٹلانے کے لیے جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں اور اللہ کی آیات اور تنبیہات کا مذاق اڑاتے ہیں۔ قرآن کے پیغام کو جان بوجھ کر نظرانداز کرنے والے کبھی صحیح راستہ نہیں پاسکتے۔ اللہ گناہوں پر فوری پکڑ نہیں کرتا، اس نے اس کے لیے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے، جس کے ختم ہونے پر وہ بستیاں تباہ کر دی جاتی ہیں۔ (54-59)۔

سبق: قرآن کتاب ہدایت ہے، اسے سمجھ کر پڑھیں، اس کی ہدایات پر عمل کریں اور اپنے آپ کو اس کے مطابق ڈھالیں۔

شرک کارد: سرخ عبارات میں شرک کا رد بیان کیا گیا ہے۔

محمدؐ: اس آیت میں رسول اللہؐ سے کہا گیا ہے کہ کفر پر قائم رہنے والوں کے لیے زیادہ غم نہ کریں (6)۔ آپؐ کو تنبیہ کی گئی کہ آپ کسی چیز کے بارے میں یہ نہ کہیں کہ کل یہ کام کرلوں گا بغیر ان شاءاللہ کہے۔ اگر بھول جاؤ تو کہو: "امید ہے کہ میرا ربّ اس معاملے میں رُشد سے قریب تر بات کی طرف میری رہنمائی فرمادے گا" (23-24)۔ نبیؐ سے کہا گیا کہ آپ لوگوں کو قرآن پڑھ کر سنائیں اس میں تبدیلی کرنے کا اختیار کسی کو نہیں ہے۔ اگر نبیؐ بھی اس میں کوئی تبدیلی کریں تو آپؐ بھی اللہ کے عذاب سے نہیں بچ سکتے۔ آپؐ کو مومنوں سے راضی رہنے کو کہا گیا، اور تنبیہ کی گئی کہ آپ دنیا کی زینت اور رونق تلاش نہ کریں، اور نہ ہی ان غافلوں کی پیروی کریں جو نفسانی خواہشات کے پیروکار ہیں۔ آپؐ ربّ کی طرف سے حق کا اعلان کریں، ماننا یا نہ ماننا، یہ ان کی مرضی ہے۔ مومن جنت میں ہوں گے جبکہ کافر جہنم میں (27-30)۔ لوگوں کو بتائیں کہ آپؐ صرف ایک انسان ہیں، جس پر اللہ نے وحی نازل کی ہے (110)۔ **سبق:** سارے انبیاء انسان تھے، وہ نہ تو حاضر ناظر ہیں، اور نہ ہی حاجت روا اور مشکل کشاء تھے۔ پھر کیا کوئی دوسرا ہو سکتا ہے؟

موسیٰؑ اور خضرؑ کا قصہ: موسیٰؑ نے ایک مرتبہ دعویٰ کیا کہ میرے پاس لوگوں میں سب سے زیادہ علم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ڈانٹا اور کہا کہ دو سمندروں کے سنگم پر میرا ایک بندہ ہے جس کے پاس تم سے زیادہ علم ہے (اسے اللہ نے ایک خاص علم عطا کیا تھا)۔ موسیٰؑ خضرؑ کے ساتھ سفر پر اس شرط پر روانہ ہوئے کہ وہ اس سے اس وقت تک سوال نہیں کریں گے جب تک کہ وہ خود وضاحت نہ کر دیں۔ دونوں ایک کشتی پر سوار

ہوئے، خضرؑ نے اس کا ایک تختہ اکھاڑ دیا۔ بعد کے سفر میں خضرؑ نے ایک معصوم لڑکے کو قتل کر دیا۔ مزید سفر جاری رکھتے ہوئے وہ ایک گاؤں میں پہنچے، جس کے لوگوں نے ان کی میزبانی کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ یہاں خضرؑ نے ایک دیوار جو گرنے والی تھی اسے دوبارہ بنا دیا۔ چونکہ موسیٰؑ نے تینوں موقعوں پر اعتراض کیا تھا، لہٰذا سفر ختم کر دیا گیا۔ پھر خضرؑ نے ان کی وجوہات بتائیں۔ 1) کشتی یتیموں کی تھی اور دریا پار کا بادشاہ زبردستی بے داغ کشتیوں کو ضبط کر رہا تھا، میں نے اسے داغ دار کر دیا۔ 2) لڑکے کے والدین نیک لوگ تھے، وہ ان کو فسق و فجور میں مبتلا کر دیتا، اس لیے میں نے اسے قتل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں انہیں اچھی اولاد عطا فرمائے گا۔ 3) دیوار دو یتیموں کی تھی، ان کا والد ایک نیک انسان تھا، اس نے ان کے لیے دیوار کے نیچے ایک خزانہ چھپا کر رکھا تھا۔ میں نے اسے بنا دیا تاکہ جب وہ سن رشد کو پہنچیں تو وہ اپنا خزانہ نکال لیں(60-82)۔ **سبق:** کبھی بھی زیادہ علم رکھنے کا دعویٰ نہ کریں۔ جس چیز کو تم برا سمجھتے ہو اس میں اچھائی چھپی ہو سکتی ہے۔ اللہ اپنے مومن بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔ اللہ کی مدد اس طرف سے آ سکتی ہے، جہاں سے کسی کو امید بھی نہ ہو۔

مومن: یہ وہ ہیں جو ایمان لائے اور جنھوں نے نیک عمل کیے، وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔ وہاں وہ بلند تختوں پر ٹیک لگا کر بیٹھیں گے(29-31,107-108)۔

کافر و مشرک: انکار کرنے والے ظالموں کے لیے ایک آگ تیار ہے جس کی لپٹیں انہیں گھیرے میں لے لیں گی۔ وہاں اگر وہ پانی مانگیں گے تو ایسے پانی سے تواضع کی جائے گی، جو تیل کی تلچھٹ جیسا ہو گا اور ان کا منہ بھون ڈالے گا۔ کتنا برا مشروب اور کتنا برا ٹھکانہ ہے(29)۔ **قیامت کے دن:** جنھوں نے نصیحت پر آنکھیں بند کر رکھی تھیں، اس دن جہنم کافروں کے سامنے رکھی جائے گی۔ انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اس کی مخلوق کو اپنا ولی بنایا تھا۔ حالانکہ وہ دنیا کی زندگی میں گمراہ تھے پھر بھی خیال کرتے تھے وہ نیک کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے ربّ کی آیتوں کا انکار کیا جس کی طرف انہیں لوٹنا ہے۔ قیامت کے دن ان کے سارے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ جہنم ان کافروں کی سزا ہو گی، جنھوں نے اس کی آیات اور اس کے رسولوں کا مذاق بنایا(99-106)۔ **سبق:** قرآن کتابِ ہدایت ہے، یہ گمراہی سے بچاتا ہے۔

اصحاب الکہف: یہ سورت کچھ ایسے نوجوانوں کا قصہ بیان کرتی ہے جو اپنے ربّ پر ایمان رکھتے تھے اور شہر میں صرف وہی ایمان والے تھے۔ انہوں نے اعلان کیا کہ ان کا ربّ آسمانوں اور زمین کا ربّ ہے اور وہ

اس کے سوا کسی دوسرے معبود کو نہیں پکاریں گے۔ جب انہیں اپنے آبائی مذہب میں لوٹنے پر مجبور کیا جا رہا تھا اور انکار کی صورت میں سنگسار کیے جانے کا خطرہ تھا، تو وہ شہر سے بھاگ گئے اور ایک غار میں جا کر چھپ گئے۔ انہوں نے اللہ سے مدد کی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور انہیں تقریباً تین سو سال کی نیند سلا دیا۔ اللہ نے معجزانہ طور پر ان کی دیکھ بھال کی اور بائیں اور دائیں کروٹ دلوائی۔ جاگنے کے بعد ان کا اندازہ تھا کہ وہ آدھے دن یا پورا دن سوئے ہیں۔ ان میں سے ایک شہر میں کھانا خریدنے گیا۔ اپنے لباس اور پرانے سکے کی وجہ سے، وہ اور باقی ساتھی دریافت کر لیے گئے (سب عیسیٰؑ کا مذہب اسلام قبول کر چکے تھے)۔ دریافت ہونے کے بعد وہ نوجوان لیٹ گئے اور فانی دنیا کو خیر باد کہہ گئے۔ اللہ کا وعدہ سچا ہونے اور قیامت آنے کی نشانی پر غور کرنے کی بجائے لوگ ان کی قبروں پر جھگڑنے لگے۔ بعض نے کہا کہ غار کو دیوار سے بند کر دو، صرف اللہ ہی جانتا ہے کہ وہ کیا ہیں، لیکن بااثر لوگوں نے کہا کہ وہ ان کی قبروں پر (ربّ کی تعلیمات کے بر خلاف) مقبرہ بنائیں گے۔ اللہ سنتا، دیکھتا، جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں چھپا ہوا ہے۔ مخلوق کا اس کے سوا کوئی سرپرست نہیں، **اور نہ وہ کسی کو اپنے اختیارات میں شریک کرتا ہے** (26-9)۔ سبق: اگر اللہ تعالیٰ اپنے اختیارات میں کسی کو شریک نہیں کرتا، تو ہم اس کے اختیارات کو دوسروں کے ساتھ کیسے منسوب کر سکتے ہیں؟؟

شیطان: جب اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو، سب نے سجدہ کیا سوائے شیطان کے۔ وہ جنوں میں سے تھا (جنہیں انسانوں کی طرح آزاد مرضی دی گئی)۔ اگرچہ وہ انسانوں کا کھلا دشمن ہے، پھر بھی منکرین اسے اور اس کی اولاد کو اللہ کے بجائے اپنا ولی (بالواسطہ) مانتے ہیں، جن کا کائنات کی تخلیق میں کوئی حصہ نہیں۔ قیامت کے دن جب مجرم جہنم کی آگ کو دیکھیں گے تو اپنے جھوٹے معبودوں کو پکاریں گے، وہ کوئی جواب نہیں دیں گے، اور یہ سب جہنم کے گڑھے میں ہوں گے، جہاں سے فرار کی کوئی صورت نہیں (53-50)۔

دو آدمیوں کی مثال: اس سورت میں دو آدمیوں کے بارے میں بات کی گئی ہے جو پڑوسی تھے، ایک کافر تھا جسے دولت سے نوازا گیا تھا اور دوسرا غریب مومن تھا۔ اپنے پڑوسی کے ساتھ چلتے ہوئے امیر آدمی اپنی دولت اور حسب ونسب پر فخر جتلاتے ہوئے کہنے لگا کہ وہ قیامت پر یقین نہیں رکھتا، اگر دوبارہ زندہ ہو بھی گیا تو اللہ اسے اس سے بہتر دے گا۔ غریب مومن نے اسے نصیحت کی اور پوچھا کہ کیا تم اس کا انکار کر رہے

ہو جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر نطفے سے؟ اللہ ہی میرا ربّ ہے اور میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔ تمہیں یہ کہنا چاہیے تھا: "جو اللہ چاہے گا وہ ہو گا، کیونکہ اللہ کے سوا کوئی طاقت نہیں ہے۔" آخر کار اس کی ساری پیداوار تباہ ہو گئی اور غم سے ہاتھ ملنے لگا۔ وہ نہ اپنی مدد کر سکا اور نہ ہی کوئی اس کی مدد کو آیا، اس وقت اسے احساس ہوا کہ تمام اختیارات صرف اللہ کے پاس ہیں (32-44)۔ **سبق:** مال و نسب کی آخرت میں کوئی قدر نہیں ہو گی۔ اللہ مالکِ کل ہے۔

دنیاوی زندگی کی مثال: یہ زمین کے پودوں کی طرح ہے جو بارش کے پانی کے ساتھ دوبارہ زندہ ہو جاتے ہیں، پھر خشک تنکوں میں بدل جاتے ہیں۔ مال اور اولاد دنیاوی زندگی کی زینت ہیں، لیکن اعمال صالح بارش کے پانی کی مانند ہیں لیکن آخرت کی امید کا بہت بہتر ذریعہ ہیں۔ جس دن اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو زندہ کرے گا اور انہیں ان کے اعمال نامے پڑھنے کے لیے دے گا۔ وہ اپنے اعمال اپنے سامنے پائیں گے۔ اللہ کسی پر ظلم نہیں کرتا (45-49)۔ **سبق:** ہمارا ایمان آزمایا جائے گا۔ اپنے ایمان کی ہر قیمت پر حفاظت کرنی چاہیے۔ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ دوبارہ زندہ کرے گا۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ کون سیدھی راہ پر ہے۔ اللہ ان نیک لوگوں کی حفاظت کرتا ہے جو اس پر ایمان رکھتے ہیں خواہ ان کے حالات کتنے ہی سخت ہوں۔ داتا، حاجت روا، مشکل کشاء صرف اللہ ہے۔ دولت آزمائش ہے، صلہ نہیں۔ اللہ پر ایمان رکھنے والا دونوں جہانوں میں فلاح پاتا ہے۔ قیامت کے دن مال و نسب کسی کام نہیں آئیں گے۔ اللہ انسانوں کو ان کی انگلیوں کے نشانات تک دوبارہ بنا کر اٹھائے گا۔

ذوالقرنین: اسے اقتدار دیا گیا اور ہر قسم کے وسائل سے نوازا گیا تھا۔ وہ مغرب کی طرف ایک مہم پر نکلا، یہاں تک کہ وہ وہاں پہنچ گیا جہاں سورج کالے پانی میں ڈوبتا ہوا دکھائی دیا، وہاں اسے ایک قوم ملی۔ اسے ان پر اختیار دیا گیا۔ اس نے کہا کہ وہ ظالموں کو سزا دے گا، اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں، ان کے لیے اچھا اجر ہو گا۔ پھر وہ ایک اور مہم پر نکلا یہاں تک کہ سورج طلوع ہونے کی حد تک پہنچ گیا اور اسے ایک ایسی قوم ملی جن کے پاس اس سے بچاؤ کے لیے لباس نہیں تھا۔ پھر وہ ایک اور مہم پر روانہ ہوا یہاں تک کہ وہ دو پہاڑوں کے درمیان ایک جگہ پہنچا، اسے وہاں ایک قوم ملی جس کی بات کم سمجھ آتی تھی۔ انہوں نے ذوالقرنین سے کہا کہ یاجوج ماجوج ان کی زمین میں فساد پھیلا رہے ہیں، وہ ان کے درمیان رکاوٹ کھڑی کرنے کے لیے اسے ٹیکس دینے کو تیار ہیں۔ ذوالقرنین نے جواب دیا، میرے ربّ نے

مجھے کافی عطا کیا ہے، تم اپنی مشقت سے میری مدد کرو، میں تمہارے اوران کے درمیان ایک دیوار بنادوں گا۔ دو پہاڑوں کے درمیان کی جگہ کو لوہے کی چادروں سے بھرنے کے بعد اس نے کہا کہ آگ دھکاؤاور جب وہ سرخ ہو گئیں توان پر پگھلا ہوا تانباڈال دیا۔ یہ ایسی دیوار تھی کہ یاجوج ماجوج نہ اس پر چڑھ سکتے تھے اور نہ اس میں سوراخ کر سکتے تھے۔ ذوالقرنین نے کہا یہ میرے ربّ کی رحمت ہے لیکن جب میرے ربّ کے وعدے کا وقت آئے گا تو وہ دیوار کو زمین بوس کر دے گا۔ اس دن وہ لہروں کی طرح چھا جائیں گے اور صور پھونکا جائے گا(89-84)۔ **سبق:** اللہ بندوں کی دعامختلف طریقوں سے پوری کرتا ہے۔

دعا

اے اللہ ! میں تیرا بندہ ہوں، اور تیرے بندے اور بندی کا بیٹا ہوں میری پیشانی تیرے ہی ہاتھ میں ہے، میری ذات پر تیرا ہی حکم چلتا ہے، میری ذات کے متعلق تیرا فیصلہ سراپا عدل و انصاف ہے، میں تجھے تیرے ہر اس نام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ جو تو نے اپنے لیے خود تجویز کیا، یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو وہ نام سکھایا، یا اپنی کتاب میں نازل فرمایا، یا اپنے پاس علم غیب میں ہی اسے محفوظ رکھا، کہ تو قرآن کریم کو میرے دل کی بہار، سینے کا نور، غموں کے لئے باعث کشادگی اور پریشانیوں کے لئے دوری کا ذریعہ بنا دے۔ آمین !

اے اللہ ! میری قبر سے میری وحشت اور پریشانی کو دور فرما، اے اللہ قرآنِ عظیم کی برکت اور رحمت سے مجھے نواز دے، قرآن کو میرے لئے رہنما اور پیشوا بنا، اور ساتھ ہی اسے میرے لیے نور اور باعثِ ہدایت اور رحمت بنا۔ اے اللہ ! اس میں سے جو میں بھول گیا ہوں مجھے یاد دلا دے، اور اس میں سے جو میں نہیں جانتا وہ مجھ کو سکھا دے، اور رات دن مجھے اس کی تلاوت نصیب فرما، اور قیامت کے روز اس کو میرے لئے دلیل بنا اے سارے عالم کے پرورش کرنے والے۔ آمین !

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

امت کو مشورہ

اللہ قرآن میں عدل پر زور دیتا ہے۔ عدل بہت وسیع معنی رکھتا ہے۔ مختصراً کہیں گے کہ جس کا جو حق بنتا ہے وہ اسے دے دو۔ اللہ کا حق ہے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، کسی کو مافوق الاسباب داتا، حاجت روا اور مشکل کشاء نہ سمجھیں اور اللہ ہمیں ہر چیز سے زیادہ عزیز ہو، نبیؐ سے بھی زیادہ۔ نبیؐ کا حق ہے کہ آپؐ کی اطاعت کی جائے اور آپؐ مومنوں کو اپنی جانوں سے زیادہ عزیز ہوں۔ حکمرانوں کی جائز باتوں میں اطاعت کی جائے۔ والدین سے محبت کی جائے اور ان کی اطاعت کی جائے (ماسوائے خالق کی نافرمانی کے)۔ رشتوں کو جوڑا جائے۔ ہمسایوں کے حقوق پورے کئے جائیں۔ مساکین اور یتیموں کے حقوق پورے کئے جائیں۔ عدل کا تقاضا ہے کہ اپنے اور ارد گرد کے ماحول کو صاف ستھرا رکھیں۔ درخت لگائیں، کوئی بھوکا نہ سوئے۔ حق کی گواہی دیں۔ مظلوم کی مدد کریں وغیرہ وغیرہ۔ نبیؐ نے فرمایا تھا کہ تم سب مسئول ہو، تم سے تمہاری مسئولیت میں انصاف کے بارے میں جواب دہی ہوگی۔ اللہ ہمیں عدل کی رہ پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔

قرآن بتاتا ہے کہ جب کوئی امت عدل کا راستہ چھوڑ دیتی ہے تو وہ معتوب ہو جاتی ہے، اللہ انہیں دوسری قوموں کے ذریعہ سزا دیتا ہے۔ تیسری دفعہ کے بعد اس امت کو امامت کے منصب سے ہٹا دیا جاتا ہے (جیسے بنی اسرائیل)۔ بنی اسرائیل کو دو دفعہ معتوب ہونے کے بعد جب انہوں نے عیسیٰؑ کی نبوت کا انکار کیا تو انہیں امامت کے منصب سے ہٹا کر امامت بنی اسماعیل کو دے دی گئی۔

اللہ قرآن میں کہتا ہے: یقین جانو کہ نبی عربی کو ماننے والے ہوں یا یہودی، عیسائی یا صابی ہوں، جو بھی اللہ اور روزِ آخر پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا، اُس کا اجر اس کے ربّ کے پاس ہے اور اس کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہے(2:62)۔ اللہ نے تمام انبیاءؑ سے محمدؐ کے بارے میں عہد لیا تھا کہ اگر کوئی نبی ان کے پاس آئے جو اس بات کی تصدیق کرتا ہو جو ان کے پاس پہلے سے موجود ہے تو تم اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا(3:81-83)۔ اسی طرح اہلِ کتاب سے بھی عہد لیا گیا تھا۔ اللہ قرآن میں کہتا ہے: یاد کرو جب اللہ نے ان لوگوں سے عہد لیا تھا جنہیں کتاب دی گئی تھی۔ "تم اس سے لوگوں کو سمجھاؤ گے اور چھپاؤ گے نہیں۔" پھر انہوں نے کتاب کو پسِ پشت ڈال کر اسے معمولی فائدہ کے لیے بیچ دیا(3:187)۔ لہٰذا،

یہاں ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ جو کوئی جان بوجھ کر کسی نبی کا انکار کرتا ہے، اس نے سب نبیوں کا انکار کیا، اس نے اللہ کا بھی انکار کیا۔

بنی اسرائیل نے تورات کو پس پشت ڈال کر علماء سو کی اندھی تقلید شروع کی۔ وہ علماء سو کے بہکاوے میں آکر اپنے آپ کو جنتی سمجھنے لگے تھے، اسی لیے اللہ نے قرآن میں فرمایا کہ پھر تو انہیں موت مانگنی چاہیے تاکہ اس دنیا کے جھنجٹ سے چھٹکارا پاکر جنت میں عیش کریں۔ اللہ نے بنی اسرائیل کو نبیؐ کی نبوت کو تسلیم کرنے کو کہا، تو انہوں نے اسے ماننے سے انکار کیا۔ حالانکہ وہ آپؐ کی آمد کے لیے مدینہ آباد ہوئے تھے۔ پر افسوس وہ اپنا اللہ سے کیا گیا عہد بھول گئے۔ تب اللہ نے قرآن میں تنبیہ کی "(اے بنی اسرائیل! نزولِ قرآن کے بعد) ہو سکتا ہے کہ اب تمہارا ربّ تم پر رحم کرے، لیکن اگر تم نے پھر اپنی سابق روش کا اعادہ کیا تو ہم بھی پھر اپنی سزا کا اعادہ کریں گے، اور کفرانِ نعمت کرنے والے لوگوں کے لیے ہم نے جہنم کو قید خانہ بنا رکھا ہے" (17:8)۔ **اس وجہ سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ انسانی تاریخ میں پہلی بار فلسطین میں ان کے قتلِ عام کی اجازت دے گا۔**

اے امتِ محمدؐ آج ہم نے بھی پچھلی امتوں کی طرح قرآن کو پس پشت ڈال دیا ہے اور جہالت کی وجہ سے علماء کی اندھی پیروی شروع کر دی ہے۔ نبیؐ نے کہا تھا کہ ہم قدم بہ قدم بنی اسرائیل کے نقشِ قدم پر چلیں گے۔ افسوس ہم بھی دو دفعہ معتوب ہو چکے ہیں، پہلی بار ہمیں صلیبیوں کے ذریعے سزا دی گئی اور دوسری بار منگولوں کے ذریعے سے۔ امام مہدی اور عیسیٰؑ کی آمد ہمارے لیے آخری موقع ہے، اس کے بعد قیامت آئے گی۔

اے امتِ محمدؐ، قرآن وہ کتاب ہے جس کو ہر فرقہ مانتا ہے، لیکن صد افسوس اسے سمجھ کر خود پڑھنے کی اجازت نہیں دیتا۔ یہ وہ کتاب ہے جسے پڑھ کر غیر مسلم مسلمان ہو جاتے ہیں، اور جو اسے پڑھ کر مسلمان ہوتے ہیں، ان جیسے مسلمان ہم مسلمانوں بہت کم ہیں۔ ہم اس کتاب کو پڑھ کر بہتر مسلمان بننے کی کوشش کیوں نہیں کرتے۔ نبیؐ قیامت کے دن شکایت کریں گے کہ میری امت نے قرآن کو چھوڑ دیا تھا، ہم کیا جواب دیں گے؟ قیامت والے دن اللہ پوچھے گا تمہیں کس چیز نے گمراہ کیا، کیا تم تک میرا کلام نہیں پہنچا تھا؟ کیا جواب دیں گے، کہ ہم فلاں مولوی کے پیچھے لگے ہوئے تھے، یا ہمارے پاس ٹائم نہیں تھا۔ مسلمانو! لوٹ آؤ ربّ کے کلام کی طرف، اس سے پہلے کہ بہت دیر ہو جائے۔ اے امتِ محمدؐ!، ذرا سوچو،

دنیاوی علم کے لیے ہمارے پاس بہت وقت ہے، لیکن قرآن کے لیے ہمارے پاس وقت نہیں؟ اگر اندھی تقلید کی وجہ سے ہم گمراہ ہوتے ہیں تو اس کا وبال ہم پر ہی ہوگا۔ اللہ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

اے امتِ محمدؐ! ، قرآن کہتا ہے: جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں، وہی ظالم ہیں اور وہی فاسق ہیں (5:44،45،47)۔ قرآن تنبیہ کرتا ہے: رہے وہ لوگ جو کفر کریں اور اللہ کی آیات کو جھٹلائیں، تو وہ دوزخ میں جانے والے ہیں (5:10)۔ قرآن یہ بھی کہتا ہے: اب جو لوگ اللہ کی بات مان لیں گے اور اس کی پناہ ڈھونڈیں گے ان کو اللہ اپنی رحمت اور اپنے فضل و کرم کے دامن میں لے لے گا اور اپنی طرف آنے کا سیدھا راستہ ان کو دکھادے گا (4:175)۔ تو قرآن کا مطالعہ کیے بغیر ہم کامیاب کیسے ہو سکتے ہیں؟ اے امت محمدؐ، قرآن کو کسی عالم کی نظر سے نہ دیکھو، بلکہ قرآن کی تعلیمات سے علماء حق کو پہچانو۔ اسی طرح اسلام کے بارے میں رائے مسلمانوں کو دیکھ کر نہ بناؤ بلکہ قرآن کا مطالعہ کرکے کرو۔ قرآن کہتا ہے: سب مل کر اللہ کی رسی (قرآن) کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ میں نہ پڑو (3:103)۔ قرآن کا صرف ایک فرقہ ہے اور وہ ہے جو اللہ کی مرضی کے آگے سر تسلیم خم کرتا ہے (مسلم)۔ جو عالم اس کے برخلاف تعلیم دے، وہ عالم حق نہیں ہو سکتا۔ یااللہ! ہمیں معاف کردے، ہم نے اپنے اوپر بہت ظلم کیا ہے۔ ہمیں قرآن سے ہدایت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین!